ماہنامہ

# اخبار احمدیہ

جرمنی

مارچ ۱۹۹۳ء

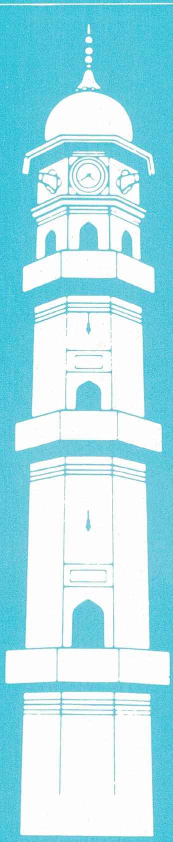

جری اللہ فی حلل الانبیاء

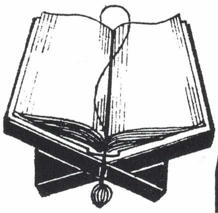

# القرآن الحکیم

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ○

(سورۃ البقرۃ آیت : ۱۸۷)

اور (اے رسول!) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تُو جواب دے کہ) میں (اُن کے) پاس (ہی) ہوں۔ جب دُعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اُس کی دُعا کو قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیئے کہ وہ (دُعا کرنے والے بھی) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ط أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ط إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

(سورۃ البقرۃ آیت : ۱۴۹)

اور ہر ایک (شخص) کا ایک (نہ ایک) مطمحِ نظر ہوتا ہے جسے وہ (اپنے آپ پر) مسلط کرلیتا ہے۔ سو (تمہارا مطمحِ نظر یہ ہو کہ) تم نیکیوں (کے حصول) میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تم جہاں کہیں (بھی) ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا اللہ یقیناً ہر ایک امر پر پورا پورا قادر ہے۔

# احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رض عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ۔

(ترمذی کتاب الدعوات ۲/۱۹۵)

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو اُن کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے یعنی صدقِ دل سے مانگی ہوئی دُعا کو وہ رد نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے۔

S.M

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ

# اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

شوال ۱۴۱۳ھ ، امان ۱۳۷۲ ہش ، مارچ ۱۹۹۳ء

جلد نمبر ۱۸ شمارہ ۳

## فہرست مضامین

۲ اداریہ

۳ ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۴ خلفائے سلسلہ کے زرّیں ارشادات

۶ جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض

۷ خطبہ جمعہ

۱۷ تبلیغی میدان میں تائید الٰہی

۲۵ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا تاریخ ساز دن

۳۱ قصر احمدیت کی پہلی بنیادی اینٹ

۳۸ دل کی باتیں

## مسیح موعودؑ نمبر

## مجلس ادارت

صدر مجلس: عبداللہ واگس ہاؤزر، امیر جماعت احمدیہ جرمنی

نگران: عبدالباسط طارق

ایڈیٹر: شمس الحق

نائبین: ڈاکٹر وسیم احمد طاہر، محمد مسیح الدین شاہد

خطاطی: سعید اللہ خان، نصر اللہ ناصر

پبلشر: فلاح الدین خان

مینیجر: محمد ارشد

نائب مینیجر: مظفر احمد چیمہ

سالانہ چندہ بمعہ ڈاک خرچ

یورپ ـــ ۲۴ مارک امریکہ و کینیڈا ـــ ۲۰ ڈالر

آسٹریلیا، جاپان ـــ ۲۵ ڈالر انڈیا، پاکستان ـــ ۴۰۰ روپے

دفتر رابطہ: Hanauerland Str. 50, 6000 Frankfurt/M.1, Germany

قیمت : ایک مارک

**اداریہ**

# حقیقی خوشی رضائے الٰہی میں ہے

دنیا کا ہر انسان طبعاً غموں اور پریشانیوں سے نجات کا خواہاں اور مسرتوں کا متلاشی ہے لیکن نہیں جانتا کہ حقیقی مسرت کیا چیز ہے اور اس کے حصول کے ذرائع کیا ہیں خدا تعالیٰ جس کا علم تمام اشیاء پر حاوی ہے جو انسانی فطرت اسکی باریکیوں اور تمام تقاضوں سے آگاہ ہے اس نے اپنے پاک کلام میں حقیقی خوشی کے حصول کے ذرائع بتائے ہیں اللہ تعالےٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ (سورۃ رعد آیت ۲۹) یعنی اے انسانو! اگر تم حقیقی اطمینان اور سچی مسرت چاہتے ہو تو خدا کا ذکر کیا کرو اس صفات اور اس کی نعماء اور اس کے فضلوں کو یاد کیا کرو اور یہی وہ طریق ہے جس سے تم غموں سے نجات اور خوشیوں کو حاصل کر سکتے ہو اور جہاں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جنّت کی مختلف نعماء کا ذکر فرمایا ہے وہاں رضاءِ الٰہی کو سب سے بڑھ کر اور سب لذتوں اور روحانی مسرتوں سے بڑھ کر قرار دیا ہے کہ جنت میں انسانی روح کو جس قدر لذّات حاصل ہوں گی رضاء الٰہی کا سرور اور لذت سب سے بڑھ کر ہوگی جیسا کہ فرمایا وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ (سورۃ توبہ آیت ۷۲) لیکن انسانوں کے حالات پر ایک عمومی نظر ڈالنے سے اس بات کا پتہ لگتا ہے کہ ان کے نزدیک اس عارضی اور ناپائیدار دنیا کی خوشیاں اور اس کی لذات جو بسا اوقات بعد میں تکالیف اور دکھوں کا ایک طویل سلسلہ چھوڑ جاتی ہیں وہی سب کچھ ہیں اور انسانوں کی اکثریت انہی عارضی خوشیوں کے حصول کے لئے دن رات کوشاں ہے اور اپنے اوقات، قویٰ اور اموال کو اس راہ میں بے دریغ لٹا رہی ہے اور حقیقی سکون کے اس ذریعہ سے اپنی آنکھوں کو بالکل بند کئے ہوئے ہیں جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کیا ہے اور اس پر مزید یہ کہ مذہب اور ایمان اور مذہبی لوگوں کا تمسخر اڑانا عام رواج ہے اللہ تعالیٰ دنیاوی زندگی کی ناپائیداری اور اس کی عارضی خوشیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا کَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ مِمَّا یَاۡکُلُ النَّاسُ وَالۡاَنۡعَامُ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَہَا وَازَّیَّنَتۡ وَظَنَّ اَہۡلُہَاۤ اَنَّہُمۡ قٰدِرُوۡنَ عَلَیۡہَاۤ ۙ اَتٰہَاۤ اَمۡرُنَا لَیۡلًا اَوۡ نَہَارًا فَجَعَلۡنٰہَا حَصِیۡدًا کَاَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ بِالۡاَمۡسِ ؕ

ترجمہ۔ اس ورلی زندگی کی حالت تو اس پانی کی طرح ہے جسے ہم نے بادل سے برسایا پھر اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی جسے آدمی اور چارپائے کھاتے ہیں مل کر یک جان ہوگئی۔ یہاں تک کہ جب زمین نے اس کے ذریعہ سے اپنی کمال درجہ کی زینت کو پالیا اور خوبصورت ہوگئی اور اس کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب وہ اس پر قدرت رکھتے ہیں تو اس پر دن یا رات کو عذاب کے متعلق ہمارا حکم آگیا اور ہم نے اسے ایک کٹے کھیت کی طرح کر دیا گویا یہاں کل کچھ تھا ہی نہیں۔

بہت ہی خوبصورت مثال ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ دنیاوی خوشیوں اور اس کی عارضی نعماء کی کیا حقیقت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں۔

اس جائے پُر عذاب سے کیوں دل لگاتے ہو ۔۔۔ دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سرا نہیں

رمضان المبارک کے بعد مومن جو عید کی خوشیاں مناتے ہیں اس میں بھی یہی حکمت ہے کہ رمضان المبارک میں مومن جو ریاضتیں کرتے ہیں خدا کی رضا کی خاطر بھوک اور پیاس اور بے خوابی برداشت کرتے ہیں دعاؤں اور نوافل اور تلاوت قرآن پاک میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں اس کے بعد جب مومن کی روح خدا تعالےٰ کی رضا کی جنّت حاصل کر لیتی ہے تو اس موقعہ پر خدا تعالیٰ نے ظاہری طور پر خوشیاں منانے کی اجازت دی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کی باتیں کرتے ہوئے طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت کی اس طرف توجہ نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانوں میں سے اکثریت کو اس خدا کا کچھ پتہ نہیں جو زندہ خدا ہے اور اپنے بندوں سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اگر خدا کا کوئی تصوّر ہے تو اس کی حیثیت ایک خیالی صنم سے زیادہ نہیں ہے۔ خدا کی معرفت اور اس سے تعلق کی کیا برکات ہیں خدا کی صفات کیا ہیں اس محبوب حقیقی سے تعلق رکھنا انسانی روح کو کیا بالیدگی بخشتا ہے اس سے اکثر انسان بے خبر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں:۔

بِن دیکھے کس طرح کسی مہ رُخ پہ آئے دِل ۔۔۔ کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دِل

باقی صفحہ نمبر ۲۱ پر ملاحظہ فرمائیں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

# تزکیۂ نفس میں ہی تمام برکات اور فیوض کا راز پنہاں ہے

"خدا تعالیٰ نے انسان کو زبان دی اور ایک دل بخشا ہے صرف زبان سے کوئی فتح نہیں ہو سکتی دلوں کو فتح کرنے والا دل ہی ہوتا ہے۔ جو قوم صرف زبانی ہی زبانی جمع خرچ کرتی ہے، یاد رکھو کہ وہ کبھی بھی فتحیاب نہیں ہو سکتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا نمونہ دیکھو کہ کیا ان کے پاس کوئی ظاہری سامان تھے؟ ہرگز نہیں مگر پھر بھی بایں ہمہ کہ وہ بے سروسامان تھے اور دشمن کثیر اور ہر طرح کے سامان اسے مہیا تھے ان کو خدا تعالیٰ نے کیسی کیسی بے نظیر کامیابیاں عطا کیں بھلا کہیں کسی تاریخ میں ایسی کامیابی کی کوئی نظیر ملتی ہے؟ تلاش کر کے دیکھو لو مگر لاحاصل پس جو شخص خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی دنیا ٹھیک ہو جائے خود پاک دل ہو جاوے نیک بن جاوے اور اس کی تمام مشکلات حل اور دکھ دور ہو جاویں اور اس کو ہر طرح کامیابی اور فتح و نصرت عطا ہو تو اس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا کامیاب ہو گیا بامراد ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا۔ تزکیہ نفس میں ہی تمام برکات اور فیوض اور کامیابیوں کا راز پنہاں ہے۔

فلاح صرف امور دینی ہی میں نہیں بلکہ دنیا و دین میں کامیابی ہو گی نفس کی ناپاکی سے بچنے والا انسان کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ دنیا میں ذلیل ہو۔ میں یہ قبول نہیں کر سکتا کہ فلسفۂ ہیئت اور سائنس کا ماہر ہونے سے تزکیۂ نفس بھی ہو جاتا ہے۔ ہرگز نہیں البتہ یہ مان سکتا ہوں کہ ایسے شخص کے دماغی قویٰ تیز اور اچھے ہو جاتے ہیں ورنہ ان علوم کو روحانیت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ بعض اوقات یہ امور روحانی ترقی کی راہ میں ایک روک ہو جاتے ہیں اور آخری نتیجہ اس کا بجز اس خوش قسمت کے کہ وہ فطرت سلیم رکھتا ہو۔ اکثر کبر و نخوت ہی دیکھا ہے کبھی نیکی اور تواضع ان میں نہیں ہوتی۔"

(ملفوظات جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۹۲)

"تزکیۂ نفس بڑا مشکل مرحلہ ہے اور مدارِ نجات تزکیۂ نفس پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا اور تزکیۂ نفس بجز فضل خدا میسر نہیں آسکتا یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا اور اس کا قانون جو جاذب فضل کے واسطے ہمیشہ سے مقرر ہے وہ یہی ہے کہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاوے مگر دنیا میں ہزاروں ایسے موجود ہیں کہ جو کہتے ہیں جو ہم بھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہیں نیک اعمال بجالاتے ہیں اعمال بد سے پرہیز کرتے ہیں۔ اصل میں ان کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان کو اتباع رسول کی ضرورت نہیں مگر یاد رکھو یہ بڑی غلطی ہے اور یہ بھی شیطان کا ایک بڑا دھوکا ہے کہ ایسا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام پاک میں تزکیۂ اور محبت الٰہی کو مشروط با تباع رسول رکھا ہے تو کون ہے کہ دعویٰ کر سکے کہ میں خود بخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہو سکتا ہوں سچا یقین اور کامل معرفت سے۔ پر ایمان ہرگز ہرگز میسر ہی نہیں آسکتا۔ جب تک انبیاء کی سچی فرمانبرداری اور محبت اختیار نہ کی جاوے گناہ سوز ایمان اور خدا کو دکھا دینے والا یقین بجز اقتداری اور غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیوں کے جو انسانی طاقت اور وہم و گمان سے بالاتر ہوں ہرگز ہرگز میسر نہیں آسکتا۔"

(ملفوظات جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۲۹۲)

فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمارے بڑے اصول دو ہیں ◎ اوّل خدا تعالیٰ سے تعلق صاف رکھنا ◎ دوسرے اُس کے بندوں سے ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا

خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اہم اور زرّیں ارشادات

# تقویٰ یہی ہے کہ تم بالکل خدا کے ہو جاؤ

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گذشتہ تاریخ کے دیکھنے میں انسانوں نے بڑے دعوے کئے ہیں۔ ایسے ہی اسٹرالوجی علم نجوم میں دور دور کے ستاروں کی تحقیق کی گئی ہے اور عجیب عجیب خواص اور ہیئت ان کی دریافت کی ہے۔ قدامت میں وہاں تک اور دوربینی میں یہاں تک نوبت پہنچائی ہے۔ نیچے کی طرف جیالوجی والوں نے زمین کے اندر بڑے بڑے غوطے لگائے مگر ایک سیکنڈ کے بعد کیا ہونے والا ہے کوئی نہیں بتاتا اور جب ایک سیکنڈ کے بعد کی خبر نہیں بتلائی جاتی تو مر کر کیا ہونا ہے اور کیا مرحلے پیش آنے ہیں اس کی خبر کون دے۔ صرف خدا کی ہی ایک ذات ہے جو اس کی خبر دے سکتی ہے اور کوئی نہیں۔ وہی بتلاتا ہے کہ مرنے کے بعد تم کو فلاں فلاں امور کی ضرورت ہے اور تم کو اس ولایت میں بود و باش کے لئے فلاں قسم کا سامان درکار ہے۔

رضائے الٰہی کی وہی راہ ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی معرفت بیان کرے۔ جو شخص اپنی طرف سے کوئی راہ تجویز کرتا ہے اور بلا کسی الٰہی سند کے کہتا ہے کہ اس سے خدا راضی ہوگا وہ نفس کو دھوکا دیتا ہے۔ خدا کی راہوں کا علم انسان کو تقویٰ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ تم تقویٰ اختیار کرو اللہ تم کو علم عطا کرے گا جس سے تم اس کی رضامندی کی راہ پر چل سکو گے۔ تقویٰ یہی ہے کہ انسان بالکل خدا کا ہو جاوے۔ اس کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، کھانا، پینا ہر حرکت و سکون خدا کے لئے ہو۔ جب وہ ہمہ تن اپنے وجود اور ارادوں کو خدا کے لئے بنادے گا تو پھر خدا بھی اس کا بن جاوے گا۔“ (خطبہ عید الفطر فرمودہ جنوری ۱۹۰۴ء)

# ظاہری عید کو عظیم الشّان رُوحانی عید کے حصول کا ذریعہ بنائیں

ارشاد سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مومنوں کی حقیقی عید اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کی عظمت کے بیان کرنے میں ہی ہے۔ پس اگر ہم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عظمت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں اس کے نام کو پھیلادیں۔ اس کی بڑائی کو ثابت کردیں اور اپنی تمام کوششیں اور مساعی اس غرض کے لئے وقف کردیں کہ خدا تعالیٰ کا نام بلند ہو تو یقیناً ہماری عید حقیقی عید کہلا سکتی ہے لیکن اگر ہمیں اپنے فرائض کا احساس نہ ہو اور خدا تعالیٰ جس کا ہم سے تقاضا کرتا ہے۔ ان قربانیوں کے میدان میں ہمارا قدم سست ہو تو پھر ہماری عید صحیح معنوں میں عید نہیں کہلا سکتی۔ پس آج میں اپنی جماعت کے تمام دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں اس عید کو حقیقی رنگ میں منانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اس ظاہری عید کو اس عظیم الشان روحانی عید کے حصول کا ایک ذریعہ بنانا چاہیئے جس میں ساری دنیا خدا تعالیٰ کی بڑائی کی قائل ہو جائے۔ اگر دنیا میں خدا تعالیٰ کی بڑائی قائم نہ ہو تو ہماری عید کوئی عید نہیں لیکن اگر اس کی بڑائی قائم ہو جائے .... تو اسی میں ہماری حقیقی عید ہے.... غرض عید ہمیں تبلیغ کی وسعت اور خدا تعالیٰ کی بڑائی دنیا میں قائم کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی بڑائی اسی صورت میں قائم ہو سکتی ہے جب جماعت کے تمام افراد کیا چھوٹے اور کیا بڑے اور کیا مرد اور کیا عورتیں تبلیغ پر زور دیں۔ (خطبہ عید فرمودہ ۲۹ مارچ ۱۹۶۰ء)

”تم نے جو کچھ کرنا ہے خدا کی خاطر کرنا ہے اور خدا تعالیٰ تمہارے کام کو دیکھ رہا ہے
اور وہی اس کا اجر دے گا۔“
(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ یکم اکتوبر ۱۹۵۴ء)

# ہر کام میں مقصد یہ ہو کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے

**ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم تمہیں ایک راستہ ایسا بتاتے ہیں کہ تم تمام جائز دنیوی تدابیر کو دینی رنگ دے سکتے ہو اور میری رضا کو ان کے ذریعہ سے حاصل کر سکتے ہو۔ لیکن جو شخص تدبیر میں خلوص نیّت کے تقاضا کو پورا نہیں کرتا وہ خدا کو راضی نہیں کر سکتا۔ ہر کام میں مقصد یہ ہو کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے کام کرنا ہے نکمّا نہیں بیٹھنا۔ لیکن کام اس نیّت سے کرنا ہے کہ میں خدا کو راضی کرنا چاہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ مجھے نیچے پھیلا ہوا ہاتھ پسند نہیں۔ جو ہاتھ اوپر ہے یعنی دینے والا ہاتھ پسند ہے۔ جو منگتا ہاتھ ہے وہ مجھے پسند نہیں۔ ایک شخص ایک کلہاڑی اور رسّی لیتا ہے۔ اس کے مخلص دوست اسے ہر چیز مفت دینے کو تیار ہیں لیکن وہ کہتا ہے نہیں مجھے ایک کلہاڑی اور ایک رسّی مہیّا کر دیں اور وہ بھی مفت نہیں لوں گا بطور قرض دے دیں۔ کیونکہ مجھے قرض کی ضرورت ہے۔ میں خود کماؤں گا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہوں گا۔ اس کا لکڑیاں کاٹنا اور ان کا گٹھا بنا کے بازار میں لے جا کر بیچنا یہ ایک عام تدبیر نہیں جو محض دنیا کے لئے اور پیٹ کی خاطر کی جاتی ہے بلکہ یہ ایک ایسی تدبیر ہے کہ اس کے بجالانے میں ہر حرکت اور سکون خدا کو بڑا پیارا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے جن لوگوں نے خدا کی رضا کے لئے قرض لے کر ایک رسّی کا ٹکڑا اور کلہاڑی لی تھی اللہ تعالیٰ نے قیصر و کسریٰ کے خزانے ان کے قدموں میں لا ڈالے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ اپریل ۱۹۶۹ء)

# آج لاکھوں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو اہل اللہ بن چکے ہوں

**ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز**

جتنے لوگ دنیا میں ٹھوکر کھاتے ہیں وہ اس مقام پر جا کر ٹھوکر کھاتے ہیں جہاں خدا کی محبت سے دنیا کی محبت یا اولاد کی محبت یا اپنی عزّت کی محبت آگے اونچا سر نکالے کھڑی ہوتی ہے۔ جب تک ان کا امتحان اس مقام تک نہیں پہنچتا وہ مخفی رہتے ہیں یعنی ان کا نفاق مخفی رہتا ہے۔ جب ابتلاء اتنا سر اٹھا لے یا اتنا بلند ہو جائے کہ وہاں جا کر خدا کی محبت کوتاہ رہ جائے اور اس کا قد چھوٹا رہے اور ان کی اولاد کی محبت اور مال کی محبت اور عزّت نفس کی محبت اونچی نکلی ہوئی ہو تو وہ ابتلاء پھر ان کو خدا سے الگ کر دیتا ہے۔ اس وقت وہ ننگے ہوتے ہیں۔ اس وقت وہ ظاہر ہوتے ہیں اور پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کیا تھے.... لیکن اہل اللہ کو ابتلاء اور رنگ میں دکھاتے ہیں۔ ان کی نیکیاں مخفی ہوتی ہیں اور جب ابتلاء ان کو اچھالتے ہیں تو ان کی اپنی ساری محبتیں پیچھے رہ جاتی ہیں، ڈوبی ہوئی رہ جاتی ہیں۔ صرف خدا کی محبت کے ساتھ وہ چلتے ہیں اور خدا کی محبت کے ساتھ دنیا پر جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو خدا کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہمیشہ ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ ان کے ساتھ رہتا ہے۔ اسی کا نام اللہ کی معیّت ہے۔ معیّت کا مطلب ہرگز نہیں کہ چار قدم کی معیّت اور پھر خدا پیچھے اور آپ آگے۔ یہ معیّت کا مطلب ہے کہ وہ ایمان لانے والے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ یہ ہوتے ہیں جو دین کو خدا کے لئے خالص کرتے ہیں۔ اور ہر دوسرے کے مقابل پر خدا کی محبت کو غالب سمجھتے ہیں۔ اس کے ہو کے رہ جاتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ اگست ۱۹۹۰ء)

"امر واقعہ یہی ہے کہ اس وقت مغربی دنیا کو تبدیل کرنے کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خود ایک دلیل بننے کی ضرورت ہے۔ خود خدا نما ہونے کی ضرورت ہے"

(فرمودہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۳ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

# جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض

**حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ازالۂ اوہام صفحہ ۴۶۰ میں فرماتے ہیں**

"یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لیے ہے۔ تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا ایک نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لیے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ ببرکت کلمہ وحدہٗ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک اور مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل اور بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نا انصافی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لیے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لیے بطور باپوں کے بن جائیں۔ اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لیے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لیے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبتِ الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوئے۔ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامتِ خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے اور اس قدوس جلیل الذّات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگی کے ازالہ کے لیے رات دِن کوشش کرتا رہوں۔ اور ان کے لیے وہ نُور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اور ان کے لیے وہ روح القدس طلب کروں جو ربوبیّت تامہ اور عبودیتِ خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور رُوح خبیث کی تکفیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفس امّارہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو میں بتوفیقہٖ تعالیٰ کاہل اور سُست نہیں رہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا۔ بلکہ ان کی زندگی کے لیے موت تک دریغ نہیں کروں گا اور ان کے لیے خدا تعالیٰ سے وہ رُوحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر باقی مادّہ کی طرح ان کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔"

وہ آیا۔ منتظر تھے جس کے دن رات   معمّہ کھُل گیا۔ روشن ہوئی بات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات   زمیں نے وقت کی دے دیں شہادت
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات   خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات

خدا نے اک جہاں کو یہ سُنا دی
فسبحان الذی اخذی الاعادی

مسیح وقت اب دُنیا میں آیا   خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا   صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

وہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخذی الاعادی

## خطبہ جمعہ

# خدا کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ نفرت اور تکبّر کا سر ضرور توڑا کرتا ہے

## وقت کی ضرورت ہے کہ نیا عالمی نظام اُبھرے جو انصاف اور حق پر مبنی ہو

### آج اقوامِ متحدہ امریکہ کی رعونت کا نام بن چکا ہے اور کوئی ملک انسانیت کے حقوق کی بات نہیں کرتا

### سارے عالمِ اسلام کو سیاسی لحاظ سے اکٹھا کرنے کی شدید ضرورت ہے یہ وہی طریق ہے جس کو اختیار کر کے قائدِ اعظم نے برّ صغیر کے مسلمانوں کو متحد کیا تھا

### دنیا بھر کے احمدی ظلم کے خلاف حق کی آواز کو جرأت سے بلند کریں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کے نور سے آج دنیا کی ہمیشہ کی بھلائی وابستہ ہو چکی ہے

فرمودہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بمقام مسجد فضل لندن بتاریخ ۲۲ جنوری ۱۹۹۲ء مطابق ۲۲ صلح ۱۳۷۱ ہش

مرتّبہ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید، لندن

تشہّد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ التکاثر کی حسب ذیل آیات تلاوت فرمائیں۔

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ
كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ؕ

(سورۃ التکاثر: آیت ۲ تا ۵)

بعدہٗ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

### ایک جمعہ کے بعد دوسرے جمعہ کا انتظار

کسی کہنے والے نے یہ خوب کہا تھا کہ وقت گھڑی کی ٹِک ٹِک سے نہیں بلکہ دل کی دھڑکن سے ناپا جاتا ہے۔ جب سے مواصلاتی سیاروں کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے لئے عالمی اجتماعات کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور ہر جمعہ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک ہی وقت میں اکٹھے ایک عالمی حیثیت کے ساتھ خلیفۂ وقت کا خطبہ سننے کی توفیق عطا ہو رہی ہے۔ اب تو یوں لگتا ہے کہ ہمارا سال دنوں سے نہیں بلکہ جمعوں سے ناپا جا رہا ہے اور ہر جگہ سے احمدی یہی لکھ رہے ہیں کہ اب تو ایک جمعہ گزرتا ہے تو دوسرے جمعہ کا انتظار شروع ہو جاتا ہے اور یہی عالم یہاں بھی ہے میرے دل کی بھی یہی کیفیت ہے، جمعہ ہمیشہ ہی پیارا لگتا تھا لیکن اب تو اور بھی زیادہ جمعہ پر پیار آنے لگا ہے کیونکہ اس جمعہ کے ذریعہ اپنے پیاروں کے ساتھ ایک وصال کی کیفیت بن جاتی ہے۔ مختلف ملکوں سے جو خطوط آ رہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ میں حیرت انگیز رفتار کے ساتھ بڑی سے بڑی پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور احمدی یہ لکھ رہے ہیں کہ ہماری نئی نسلوں کو اب محسوس ہوا ہے کہ نظام جماعت کیا ہے اور ایک ہاتھ پر، ایک خلیفہ کے تابع رہ کر خدمت دین کرنا کس کو کہتے ہیں۔ اور نئے ولولے پیدا ہو رہے ہے۔ عبادت کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ ہے۔ قربانی کی روح بیدار ہو رہی ہے اور نئے ولوں کے ساتھ، دلوں کے نئے تموّج کے ساتھ جماعت شاہراہ اسلام پر آگے بڑھنے کیلئے پہلے سے زیادہ مستعدی سے قدم مار رہی ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں اور یہ جو سلسلہ شروع ہوا ہے یہ تو ابھی انشاء اللہ بہت آگے بڑھنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کچھ ایسے پروگرام جو بہت دلچسپ ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ جمعہ کے ساتھ ساتھ اگر پہلے یا بعد میں مناسب سمجھا گیا تو وقت بڑھا کر پیش کئے جائیں گے۔ بہر حال ایک بات تو قطعی ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ اللہ ہی کی توفیق کے ساتھ انشاء اللہ وقت بھی بڑھے گا اور دل بھی بڑھیں گے اور دل تو بڑھتے ہی بڑھتے ہیں۔ احمدیوں کے دل تو بڑھانے کے لئے اور بڑھنے کے لئے بنائے گئے ہیں اور ابھی بھی اس تیز رفتاری سے بڑھ رہے ہیں کہ خدا کے فضل سے آسمان سے باتیں کرنے لگے ہیں اور حقیقت ہے کہ احمدی دل آسمان سے باتوں ہی کے لئے تو بنائے گئے ہیں اور یہ محض محاورہ نہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ کثرت سے تمام دنیا میں احمدی دل اللہ تعالیٰ کی آماجگاہ بن جائیں گے اور جگہ جگہ خدا کی عظمت کے لئے احمدی دلوں میں عرش تیار ہوں گے اور دل بڑھنے کا انسانی محاورے کی رُو سے یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ واقعۃً دل اُچھل کر آسمان تک جا پہنچے ہمارا خدا اتنا مہربان ہے کہ وہ نیچے اُتر کر ہم تک پہنچ کر دل بڑھاتا ہے اور ہمیشہ ہر عاجز کے ساتھ اُس کا یہی سلوک رہا۔ جبھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے معرفت کا یہ نکتہ ہمارے سامنے رکھا کہ جو شخص خدا کے حضور عاجزی کرتا ہے اور انکسار کرتا ہے اللہ تعالیٰ

اس کا رفع ساتویں آسمان تک کردیتا ہے پس ہماری رفعتوں کا تعلق ہماری عاجزی اور انکسار سے ہے۔ اللہ ہمیشہ شکر اور حمد کے ساتھ ہمارا سر اپنی چوکھٹ پر جھکائے رکھے اور اسی اللہ کے حضور عاجزی اور انکساری میں تمام رفعتیں ہیں۔

جو خطوط مل رہے ہیں ان کی ساری باتیں تو آپ کے سامنے نہیں رکھ سکتا لیکن اتنے پیارے خطوط ہیں، ایسے عمدہ رنگ میں جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ ہر جمعہ پر دل چاہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ ان میں آپ کو بھی یعنی سب سننے والوں کو شریک کروں مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ایک احمدی رسالے میں ایک نوجوان احمدی شاعر کا ایک شعر پڑھا تھا۔ ان کا نام عبدالکریم قدسی صاحب ہے۔ ان کا جو مقطع تھا وہ مجھے بہت ہی پسند آیا۔ وہ شعر یہ تھا ؎

آ! تیرے بعد گلے ملنا ہی بھول گیا
آ! قدسی کو سینے سے لگا پہلے کی طرح

تو اب یہ ایک قدسی کے دل کی آواز تو نہیں رہی، اب لاکھوں دلوں سے یہی آواز اٹھ رہی ہے کہ ؎

آ! تیرے بعد گلے ملنا ہی بھول گئے
آ! ہم سب کو سینے سے لگا پہلے کی طرح

تو دعا کریں کہ واقعۃً سینے سے لگنے اور سینے سے لگانے کے سامان ہوں اور روحانی لحاظ سے تو جو آثار ظاہر ہو رہے ہیں ان سے یوں لگتا ہے کہ انشاءاللہ تمام احمدیوں کے دل ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔ تمام احمدیوں کے سینے ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔ مگر آجکل سینے سے لگانے کی باتوں کے ساتھ بعض بہت ہی دردانگیز باتیں بھی ذہن میں آجاتی ہیں۔

## مسلمانانِ عالم کی دردانگیز کیفیت

وہ رات جبکہ امریکہ میں پھلجھڑیوں کی رات تھی جبکہ ہر طرف خوشیوں کی پھلجھڑیاں چلائی جارہی تھیں عراق پر آگ برسائی جارہی تھی اور وہ عراق پر نہیں بلکہ ایک ارب مسلمانوں کے دل پر برس رہی تھی۔ مسلمانوں کی دردانگیز کیفیت کی طرف دھیان جاتا ہے تو دل چاہتا ہے کہ ایک ارب مسلمانوں میں سے ہر ایک کو سینے سے لگا کر ڈھارس دوں اور تسلیاں دوں اور اُن کو بتاؤں کہ آپ کمزور ہو چکے ہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کا دین کمزور نہیں ہوا، آپ بکھر گئے، آپ نے اپنے نفاق کی وجہ سے ایک دوسرے سے دور ہو کر اپنی خودغرضیوں میں پڑ کر، جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا تھا، اپنی ہوا نکال دی ہے۔ رُعب جاتا رہا ہے لیکن دینِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کا رُعب نہ مٹا ہے نہ مٹ سکتا ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی۔ جو خاص اعزاز بخشے ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ: رعب کے ذریعہ میری نصرت کی جائے گی۔ یہ وہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی الہام ہوا۔ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ کا الہام ہمیں تذکرہ میں چار پانچ مرتبہ ملتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رعب عطا فرمایا گیا تھا وہ رعب ختم نہیں ہو گیا بلکہ اس دور میں آپ کے غلاموں کے ذریعہ وہ رعب پھیلتا چلا جائے گا اور ہر برِّاعظم پر وہ رعب ظاہر ہو گا۔ پس یہ خدا کے منہ کی باتیں ہیں۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے خدا کے منہ کی باتیں ہیں جو کبھی غلط نہیں ہو سکتیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ان باتوں کو تبدیل نہیں کر سکتی۔

## متکبّر قوموں کا بدانجام

پس مسلمانوں کو میں یہ خوشخبری دیتا ہوں اور ان کے دل بڑھانے کے لئے، ان کی ڈھارس بندھانے کے لئے ان کو مطلع کرتا ہوں کہ قرآن کریم میں ان سب بگڑے ہوئے دُکھے ہوئے ایّام کی پیشگوئیاں پہلے سے موجود ہیں اور ان قوموں کا بھی ذکر ہے جو اپنے تکبّر میں دنیا میں خدا بن کر ظاہر ہونے پر خدا کے بندوں کو اپنے بندے سمجھنے والی تھیں یا یوں کہنا چاہیئے کہ ان قوموں کا ذکر ہے جن کو تکبّر نے مصنوعی خدا بنا دیا تھا اور خدا کے بندوں کو انہوں نے اپنا بندہ سمجھ لیا تھا اور پھر اُن کے انجام کا بھی ذکر ہے۔ پس یہ خیال نہ کریں کہ آج دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں مسلمانوں کو رگیدنے اور ان کو اپنے پاؤں تلے مسلنے کے لئے تیار بیٹھی ہیں اور ہمارا کوئی سہارا نہیں۔ اسلام کا سہارا خدا ہے اور وہ خدا ہے جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کو نہ کبھی بے سہارا چھوڑا نہ آئندہ کبھی بے سہارا چھوڑے گا۔ اس لئے ہرگز کسی مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ وہ آیات جن کی میں نے سورۂ فاتحہ کے بعد تلاوت کی تھی وہ یہی مضمون پیش فرما رہی ہیں۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○

کہ اے دُنیا کی بڑی بڑی طاقتو! تمہیں تکاثر نے اپنی حقیقت سے غافل کر دیا ہے، اپنی حیثیت کو بُھلا بیٹھے ہو، اپنے انجام کو دیکھنے کی استطاعت تم میں نہیں رہی۔ اَلْهٰى کا مطلب یہ سب کچھ ہے جو میں نے بیان کیا اور اس کے علاوہ بھی کہ ایسی غفلت جس میں انسان اپنے مفاد سے بے خبر ہو جاتا ہے، اپنی حیثیت سے بے خبر ہو جاتا ہے، اپنے آغاز سے بے خبر ہو جاتا ہے، اپنے انجام سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ فرمایا: تم ایسی غفلتوں کے ذریعہ ہلاک کئے جاؤ گے۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ: تمہیں مال بڑھانے اور طاقتیں بڑھانے اور دنیا کی لذّات بڑھانے کے جنون اور ان ساری دنیاوی نعمتوں اور طاقتوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے شوق نے حقیقت سے غافل کر دیا ہے اور نتیجہ کیا ہے؟ فرمایا: حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ: یہاں تک کہ تم مقبروں تک پہنچ گئے ہو۔ یہ آیت بڑی فصاحت و بلاغت کا مرقّع ہے ویسے تو سارا کلام الٰہی فصاحت و بلاغت کا مرقّع ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا بعض دفعہ جیسا کہ خدا نے دنیا میں خوبصورت پہاڑ بنائے ہیں۔ ایک چوٹی سے بڑھ کر دوسری چوٹی آجاتی ہے اور اس سے بڑھ کر ایک اور چوٹی دکھائی دیتی ہے۔ پس کلام الٰہی کی سیر کے وقت ایسے ہی مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ ایک سے ایک بڑھ کر اور فع آیت اپنا حُسن دکھاتی ہے یا یوں کہنا چاہیئے کہ ہمیں بعض بلندیوں کا شعور عطا ہوتا ہے تو اچانک ایک آیت عام سطح سے اُٹھ کر بلند ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ سب آیاتِ الٰہی میں رفعتیں ہیں لیکن ان رفعتوں کو سمجھنے کی استطاعت سب آنکھوں کو نہیں اور جن کو ہے ان کو ہر حال میں وہ رفعتیں سمجھنے کی استطاعت نہیں تھی۔ اس لئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ اس

آیت میں غیر معمولی رفعت پائی جاتی ہے تو نعوذ باللہ یہ مطلب نہیں کہ کلام الٰہی میں دوسری آیات ادنیٰ درجہ کی ہیں بلکہ بعض لمحات ایسے ہوتے ہیں، بعض کیفیات ایسی ہوتی ہیں کہ جن میں ان آیات کا جب مطالعہ کیا جائے تو نئی شان اور نئی رفعت کے ساتھ وہ ہمارے سامنے نمودار ہوتی ہے۔

## تکبّر اور نفرت کی ہلاکت کی پیشگوئی

پس اس مضمون پر غور کرتے ہوئے جب اس آیت پر میری نظر پڑی تو میں سمجھا بلکہ یقین ہوا کہ یہ آیت آج کل کے حالات پر ہی خوب چسپاں ہو رہی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اے انسان تو قبر تک جا پہنچے گا۔ فرمایا: اے طاقتو! تم مقابر تک پہنچو گی یعنی ایک ملک میں ایک قبر یا ایک قبرستان کی بات نہیں یہ تو ہر بّرِ اعظم میں بعض مقابر بننے والے ہیں اور ان بڑی بڑی طاقتوں کو جب خدا کی سزا زمین کے ساتھ ہموار کر دے گی اور ان کے تکبر توڑ کر پارہ پارہ کر دے گی تو ان کے مقابر بھی تمام عالم میں بکھرے ہوئے دکھائی دیں گے کیونکہ جہاں جہاں خدا کے بندوں کو یہ غلام بنانے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ غلام بنا کر اس وقت تعلّی کی خاص کیفیت میں مبتلا ہیں ہر ایسے ملک میں ان کا بد انجام دیکھا جائے گا اور تمام ایسے ممالک میں تکبّرات کے مقابر بننے والے ہیں۔ یہ ایک ایسی پیشگوئی ہے جس کا تعلق کسی مسلمان کے انتقامی جذبے سے نہیں، کسی نفرت سے نہیں بلکہ مسلمان کو ان تمام مظالم کے باوجود اگر وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کا سچا غلام ہے تو تمام عالم کے لئے رحمت ہی بننا ہے اور رحمت کے جذبات لے کر ہی دنیا میں نکلنا ہے لیکن جب رحمتوں کو دھتکار دیا جائے، جب محبت کا جواب نفرت سے دیا جائے تو یہ آسمان کے خدا کے فیصلے ہیں کہ ان نفرتوں کے سر توڑتا ہے ورنہ یہ دنیا رہنے کے لائق نہ رہے۔ یہ سارے سمندر ایسے کڑوے ہو جائیں کہ ان میں زندگی کی کوئی صورت بھی پنپنا ممکن نہ رہے۔ پس یہ تقدیرِ الٰہی کی باتیں ہیں۔ وہ ضرور تکبّر کے سر توڑا کرتا ہے تاکہ اس کے بندے اسی کے بندے بن کر رہیں۔ پس میں کسی جذبۂ انتقام کی رُو سے یہ بات نہیں کر رہا بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو دائمی سچائی ہے اور جس حقیقت کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ بڑی بڑی قومیں پہلے بھی آئی ہیں، پہلے بھی ان کے دماغ حقیقت میں تو نہیں مگر اپنے وہم میں اور اپنے خیال میں آسمان سے باتیں کیا کرتے تھے۔ پہلے بھی تو فرعون پیدا ہوئے، انہوں نے بھی تو خدائی کے دعوے کئے تھے لیکن ذاتی استطاعت یہ تھی کہ ان کی ذہن کی بلندی ایک مینار کی حد تک جا سکی اور یہ حکم دیا کہ ایک اونچا سا مینار بنا دو تاکہ اس پر چڑھ کر دیکھوں کہ موسیٰ کا خدا کہاں ہے؟ پس ایسے ہی فراعین پہلے بھی پیدا ہوئے۔ اب بھی پیدا ہو رہے ہیں، آئندہ بھی شاید ہوں لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں متفرق جگہوں پر بڑے کھلے الفاظ میں ان حالات کا نقشہ کھینچا ہے اور ان فراعین کے تکبّر کے پارہ پارہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ پس یہ تعلّیاں یہ خوش فہمیاں یہ دنیا کے سامنے اپنی انا کے قصّے، اپنی بڑائی کے تذکرے یہ سب آنی فانی چند دنوں کی باتیں ہیں۔ یہ ضرور لازماً آسمان کی پکڑ کے نیچے آئیں گے اور خدا کا کلام ضرور پورا ہوگا۔

## اپنی کجیاں دور کرنے کی ضرورت

لیکن میں مسلمانوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ہم انتقام کی خاطر نہیں بنائے گئے۔ اگر ہماری خاطر قوموں کے تکبّر توڑے جائیں گے تو محض اس لئے کہ وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی غلامی میں آنے کے لئے ذہنی، قلبی اور نفسیاتی لحاظ سے تیار ہو جائیں۔ یہ مقصدِ اعلیٰ ہے جس کا قرآن کریم بڑے کھلے لفظوں میں ذکر فرماتا ہے۔

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ (سورۂ طٰہٰ آیت: ۱۰۹)

کہ جب تکبّر توڑے جائیں گے، زمینیں ہموار کر دی جائیں گی، جب تمام بڑی بڑی طاقتیں ایک چٹیل میدان کی طرح تمہیں دکھائی دیں گی اس وقت نفسیاتی لحاظ سے انسان اس قابل ہوگا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی غلامی کر سکے جن میں کوئی کجی نہیں ہے۔ پس اس مضمون کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے عالم اسلام کو اپنی کجیاں تو دور کرنی چاہئیں، جب تک اُن کے دلوں میں کجیاں ہیں، اُن کی سوچیں ٹیڑھی ہیں، ان کے تفکرات میں ایسے خم ہیں کہ جن کے نتیجہ میں وہ اسلام کی تصویر پیش کرنے کی بجائے اپنی انانیت کی تصویر دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں اس وقت تک خدا کی تقدیر یہ سامان ظاہر نہیں فرمائے گی۔ مسلمان کا تبدیل ہونا ضروری ہے اور مسلمان کو اپنے آپ کو سیدھے ہو کر، سب خم نکال کر اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے قدموں میں پیش کرنا لازم ہے۔ یہ کر کے دیکھو پھر دیکھو کہ آسمان کس طرح تمہاری مدد کے لئے یوں جیسے پھٹ پڑتا ہو اس طرح ظاہر ہوگا کہ جیسے بلاؤں کے وقت آسمان پھٹتے ہیں اور بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ مگر خدا کی قسم یہ بلائیں مسلمان پر نازل نہیں ہوں گی بلکہ اسلام کے دشمنوں پر نازل ہوں گی۔ تم اپنے دل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی خاطر تو پھاڑ دو۔ تم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے دین کی خاطر اپنے سینے تو چاک کرو پھر دیکھو کہ خدا کا آسمان کس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی خاطر پھٹتا ہے اور کیسے تکبّر کے سر توڑے جاتے ہیں مگر کس خاطر؟ ہلاکت کی خاطر نہیں، یہ کہنے کی باتیں ہیں، محض زبان کے چسکے ہیں اگر ہم یہاں آکر رُک جائیں اور کہہ دیں کہ بہت مزا آیا۔ آسمان پھٹ پڑے، دشمن ہلاک ہو گئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم ہلاکت پیدا کرنے کے لئے تشریف نہیں لائے تھے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم زندگی عطا کرنے کے لئے آئے تھے۔ اس پیغام کو مسلمان کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ جب بھی غضب کے جذبات دل میں پیدا ہوں، جب بھی انتقام جوش مار رہا ہو اس وقت اپنے خیالات کو سیدھا کرنا ضروری ہے اور جن کجیوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی کجی ہے کہ غیظ و غضب کی کجی، انتقام کی کجی جسے لازماً ہمیں ہموار کرنا ہوگا اور اسے ہموار کرنے کے لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے قدموں کی برکت کی ضرورت ہے۔ اپنے دلوں پر اُن پاک قدموں کو اتارو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ وسلم کی سیرت کو اپنی سیرت میں جاری کرو۔ اس طرح تمہاری سب کجیاں دور ہوں گی اور اسی میں سب علاج ہے۔

## عالم اسلام کی بدنصیبی

ورنہ حالت یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی سیادت اور اُن کی قیادت بدنصیبی سے دو ایسے حصّوں میں بٹ چکی ہے کہ نہ اِس طرف عقل ہے نہ

نہ اُس طرف عقل ہے۔ نہ اِس طرف نور باقی رہا ہے نہ اُس طرف نور باقی رہا ہے۔ ایک قیادت ہے جو RIGHTIST کہلاتی ہے اور بجائے اس کے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے زمانے تک پہنچ کر آپؐ کے قدموں سے فیض حاصل کرے وہ ازمنۂ وسطیٰ میں ٹھہر جاتی ہے اور MEDIEVALIST بن کر اسلام کا ایک بگڑا ہوا تصوّر دنیا کے سامنے پیش ہی نہیں کرتی بلکہ تلوار کے زور سے نافذ کرنے کا ادّعا کرتی ہے۔ یہ وہ دائیں بازو کی بگڑی ہوئی قیادت ہے جس میں کچھ بھی فیض نہیں ہے۔ ہمیشہ جب ابتلاؤں کے وقت آئے جب مسلمانوں پر مصیبتیں پڑیں، مظالم ٹوٹے تو ان ظالموں نے اپنی ناسمجھی کے نتیجہ میں غلط نعروں کے ساتھ مسلمان عوام کو اَور زیادہ ظلموں کی آگ میں جھونکا ہے۔ اس وقت کشمیر میں کیا ہو رہا ہے، اس وقت ہندوستان میں کیا ہو رہا ہے، اس وقت بوسنیا میں کیا ہو رہا ہے، اس وقت برما میں کیا ہو رہا ہے؛ بغداد پر جو قیامت ٹوٹی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ ایک دُکھ ہو تو کہوں، ایک ستم ہو تو سہوں، کس کس دُکھ کی باتیں کروں۔ سارا عالم اسلام اس وقت دُکھوں میں مبتلا ہے مگر اس بدنصیب دائیں بازو کی قیادت کو کوئی ہوش نہیں، ان کو پتہ ہی نہیں کہ عالَم اسلام کا امن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی سنّت میں ہے، آپؐ کی سیرت میں ہے۔ خیالی فرضی عشق کی باتوں میں کوئی امن نہیں ہے۔ یہ سب جھوٹے قصّے ہیں۔ جس نام کی عزّت کا ذکر کرتے ہوئے تم دلوں کو کھولاتے ہو اور آگیں لگا دیتے ہو اُن آگوں میں جلتا کون ہے؟ پھر آخر بیچارے مسلمان ہی اُن آگوں میں جلتے ہیں۔ بارہا تم یہ ظلم کر بیٹھے ہو، آج تک تمہاری آنکھیں نہیں کھُلیں، کس طرح تمہیں سمجھاؤں، کس طرح وہ علاج کروں جس سے تمہاری آنکھوں میں دیکھنے کی استطاعت ہو۔ ایک نسخہ کو بار بار استعمال کرتے ہو اور ہر بار اُس کے زہریلے اثرات میں مسلمانوں کو مٹتے ہوئے اور مرتے ہوئے دیکھتے ہو اور پھر وہی حرکتیں؛ انتقام کی آگ کی آواز اٹھانے سے اور انتقام کے شعلے بھڑکانے سے عالَم اسلام کا ہرگز کچھ نہیں بنے گا کیونکہ آج مسلمان کمزور ہے۔ اگر کمزور نہ ہوتے تو غیروں کو اس طرح بڑھ چڑھ کر کھُلے بندوں بلاخوف و خطر عالَم اسلام کو مظالم کا نشانہ بنانے کی توفیق نہیں مل سکتی تھی، جرأت نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ کمزور ہیں، اِن کے پاس کچھ بھی نہیں، صرف باتیں ہیں، آپس میں دل پھٹے ہوئے ہیں، اپنے مفادات کے مارے ہوئے ہیں اور فرضی باتوں میں اپنی جنت بنائے بیٹھے ہیں۔ ایسی قوم پر غیر کیوں حملے نہیں کرے گا۔ دوسری طرف وہ سیادت ہے جسے سیاسی قیادت کہا جاتا ہے۔ وہ بھی انتہائی بدنصیب ہے۔ وہی بات جو پیر پگاڑا صاحب نے فرمائی تھی ان پر صادق آتی ہے کہ باتیں مشرق کی کرتے ہیں اور سجدے مغرب کو کرتے ہیں۔ واقعۃً مغرب کو سجدہ کر رہے ہیں اور شاید ہی کوئی ہو جو مستثنیٰ ہو ورنہ تمام عالم اسلام اس وقت مغرب کے سامنے سجدہ ریز ہو چکا ہے اور باتیں محمد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی سربلندی کی کرتا ہے۔ ان کو حق کیا ہے جب اسلام کے سارے مفادات اپنے مفادات کی خاطر غیروں کے قدموں پر لُٹا بیٹھے ہو تو پھر تمہیں ہمارے آقا و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کا نام لینے کا کیا حق ہے لیکن عوام سے جب ووٹ لیتے ہو پھر اسی نام پر لیتے ہو، ظلم کی حد ہوتی ہے۔ سارا عالم اسلام احمق سیادت کے ہاتھوں ظلم کی چکّی میں پیسا جا رہا ہے، اپنوں کے ظلم کی چکّی میں پیسا جا رہا ہے۔

## عالم اسلام کو سیاسی طور پر اکٹھے ہونے کی شدید ضرورت ہے

پس ضرورت ہے کہ ان کو یاد دلایا جائے اور ہوش دلائی جائے کہ عالم اسلام کے اکٹھے ہونے کی شدید ضرورت ہے اور یہ اجتماع، ایک ہاتھ پر اجتماع مذہبی تو ہو نہیں سکتا کیونکہ مذہبی اختلافات اتنے ہیں اور اتنے فرقوں میں اسلام بٹ چکا ہے اور ہر فرقہ پھر آگے مولویوں کی مساجد میں بٹا ہوا ہے کہ یہ کوشش ہی بالکل بے سود اور لاطائل ہے کہ مذہبی لحاظ سے آپ عالم اسلام کو اکٹھا کر سکیں۔ ایک ہی صورت ہے اور وہی صورت ہے جس صورت کو اختیار کرتے ہوئے قائدِ اعظم نے برصغیر ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا تھا۔ انہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ

> ”مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ تمہارے عقیدے کیا ہیں؟ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ تم ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہو یا پہلوؤں کو چھوڑ کر نمازیں پڑھتے ہو یا نہیں پڑھتے۔ اگر تم مسلمان ہو یعنی اسلام سے تعلق رکھتے ہو۔ اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ تم مسلمان ہو تو آؤ! ہم اس ایک نام پر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یہ سیاسی وحدت ہے اور سیاسیات میں سیاسی وحدت کی ضرورت ہے۔ مذہبی وحدتیں قائم کرنا اللہ کا کام ہے۔ یہ وحدتیں آسمان سے اُترا کرتی ہیں، زمین سے نہیں اُگا کرتیں اور یہ وحدت قائم کرنے کے تو خدا نے خود سامان فرمادیئے ہیں۔ وہ حبل اللہ جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے دل پر قرآن کی صورت میں نازل ہوئی۔ وہ حبل اللہ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی صورت میں ایک زندہ نشان کے طور پر ہم نے دیکھی اور جو بعد میں آپؐ کی غلامی میں خلافت کی صورت میں جاری و ساری ہوئی وہ پھر دوبارہ آسمان سے مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کے لئے اُتاری گئی ہے اور مذہبی اجتماع ہمیشہ آسمانی تقدیر کے تابع ہوا کرتے ہیں۔ یہ مرکزیّت جب ایک دفعہ اٹھ جائے تو پھر آسمان کی رفعتوں سے خدا کی مرضی اور اس کے ارادے کے مطابق اُترا کرتی ہے۔ انسان کا کام نہیں ہے کہ وہ اس بکھری ہوئی منتشر مرکزیت کو اکٹھا کر کے پھر ایک مرکزی خلیہ بنادے۔ پس ان باتوں کو چھوڑ دو جو تمہارے بس میں نہیں ہیں اور تمہارے اختیار میں نہیں ہیں۔“

سعادت تو اِسی میں تھی کہ خدا تعالیٰ نے جب امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں بھیجا تو اُس کو قبول کرتے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی خاطر اور آپؐ کی محبت میں اس ایک ہاتھ پر اکٹھا ہو جاتے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی نمائندگی میں اٹھنے والا۔ آپؐ کی نمائندگی میں بیٹھنے والا، آپؐ کی ہر حرکت پر حرکت کرنے والا اور ہر سکوت پر سکوت کرنے والا ہاتھ تھا۔ وہ ہاتھ تھا جو خدائی تقدیر کے مطابق اس دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ اس ہاتھ پر بیعت کرنا حقیقت میں تمام عالم اسلام کے مسائل کو حل کرنے کے مترادف ہے لیکن اس بات کو تو تم کھو چکے ہو اور کھو رہے ہو۔ ہزار طریق سے ہم نے سمجھانے کی کوشش کی مگر تم ماننے

کے نہیں اور دنیا میں تمہارے سامنے خدا تعالیٰ کی تقدیر اِن مظالم اور مصائب کی صورت میں آنکھیں پھاڑے تمہیں دیکھ رہی ہے اور جب چاہے جس پر چاہے یہ برستی ہے۔ یہ خدا کی تقدیر خواہ غیر کی طرف سے ظاہر ہو رہی ہو کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے سچے غلاموں کا یہ مقدر ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک سزا ہے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ دائمی سزا نہیں، ایسی سزا نہیں جو تمہیں مٹا دینے کے لئے آئی ہو۔ یہ ابتلاء کے زلزلے ہیں تمہیں جگانے کے لئے یہ وہ قارعہ ہے جو آسمان سے اُتر رہی ہے۔ تمہارے گھروں کے دروازے کھٹکھٹا رہی ہے۔ ہوش کرو اور آسمان کی اس آواز کو سنو جس نے اعلان کیا کہ مسیحؑ آگیا اور مسیحؑ آگیا اور زمین کی اس آواز کو سنو جس نے یہ کہا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کا بھیجا ہوا مہدیؑ بھی آج تشریف لے آیا ہے لیکن اگر یہ باتیں سننے کے کان نہیں اور یہ باتیں دیکھنے اور سمجھنے کی آنکھیں نہیں تو خدا کے لئے کم سے کم اُس قیادت کی سچائی کی آواز کو سنو جو تمہاری بھلائی کے لئے اُٹھتی ہے۔ احمدی ہو یا نہ ہو یہ تمہارا کام ہے مگر خدا کی قسم احمدیت سے تمہارا دین ہی نہیں تمہاری دنیا بھی وابستہ کر دی گئی ہے۔ احمدیت کی قیادت کو چھوڑ کر تمہارے لئے کہیں پناہ نہیں ہے۔ میں بار بار خدا کو گواہ بنا کر یہ کہتا ہوں کہ جب بھی تمہیں خیر پہنچے گی احمدیت سے پہنچے گی۔ جب بھی تم شر دیکھو گے احمدیت سے دور ہو کر اور احمدیت پر مظالم کے نتیجہ میں شر دیکھو گے۔

## عالم اسلام کا ایک اجلاس بلانے کی ضرورت

پس ان باتوں کو سوچو اور سمجھو، عالم اسلام کو اس وقت ایک آواز پر اکٹھا کرنے کا وقت ہے اور وہ آواز صرف یہ ہو کہ آؤ ہم نیکیوں پر اکٹھے ہو جائیں۔ اُمّتِ مسلمہ کے مشترکہ مفاد پر اکٹھے ہو جائیں۔ ہمیں سیادتوں اور قیادتوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے غلاموں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے سے غرض ہے۔ آؤ اس قدرِ واحد پر اکٹھے ہو جائیں جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے پیش کی ہے۔ آسمان پر ایک خدا اور دنیا میں ایک رسولؐ کی حکومت ہو یعنی ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی اور آپؐ کی اُمّت کے مفادات کو ہم دنیا کے ہر دوسرے مفاد پر فوقیت دیں اور ہر دوسرے مفاد کو اس مفاد پر قربان کرنے کے لئے دل سے تیار ہوں۔

اس آواز کے ساتھ عالم اسلام کو ایک اجلاس بلانا چاہیئے۔ اس میں مذہبی تفریق کی کوئی بات نہ ہو۔ اس میں ایک دوسرے کے عقائد پر نہ طعن وتشنیع ہو نہ اُن کا ذکر کرنے کی اجازت ہو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی اُمّت کی بات ہو، ملّت واحدہ کی بات ہو اور مل کر یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے اس نازک وقت میں اپنے لئے کیا لائحہ عمل تیار کرنا ہے اور جو لائحہ عمل بھی تیار کریں وہ تقویٰ اور انصاف کے نام پر تیار کریں۔ ایسا لائحہ عمل نہ ہو جو اُمّتِ مسلمہ کو دوسروں سے الگ کر کے بیچ میں فاصلے پیدا کر دے۔ کیونکہ فاصلے ہمیں موافق نہیں آسکتے۔ فاصلوں کے لئے ہم بنائے نہیں گئے، ہمیں ساری دنیا میں ملنا ہے، دُنیا کو پیغامِ حق پہنچانا ہے اور اُن کے دل جیتنے ہیں۔ پس کوئی ایسا لائحہ عمل جو اسلام کو باقی دنیا سے الگ کر کے ایک طرف پھینک دے وہ لائحہ عمل اسلامی نہیں ہو سکتا۔ عالمی تصوّر انصاف پر مبنی، حق کی باتوں پر مبنی، وہ حق جس کا ذکر قرآن کریم میں بار بار ملتا ہے اور جس میں کوئی تفریق نہیں ہے، کوئی رنگ ونسل کا امتیاز نہیں ہے، وہ حق جو خدا کا نام ہے، وہ حق جس کے نام پر تمام بنی نوع انسان کو دوبارہ اکٹھا کیا جا سکتا ہے اُس حق کی باتیں کریں اور دنیا کی سیادت کو سچائی سے اپنے زیرِ نگیں کریں۔ دنیا کی سیادتوں کو سچائی کے نام پر زیر نگیں کریں اور اس سیادت کے اعلیٰ اور ارفع مقام کو حاصل کریں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے لئے بنائی گئی ہے۔ یہ سیادت زورِ بازو سے تو حاصل نہیں ہو سکتی، نفرتوں کی تعلیم سے تو حاصل نہیں ہو سکتی۔ اپنے امتیازی حقوق کے تصوّر سے تو حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ سیادت تو اسی طرح حاصل ہو گی جیسے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے اس سیادت کو حاصل کرنے کا راز بتایا تھا، فرمایا: سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ کہ بنی نوع انسان کی خدمت کی آواز بلند کرو اور سیادت کا معاملہ آسمان کے خدا پر رہنے دو۔ تم اگر خدمت کرو گے اور بنی نوع انسان کی خدمت کے نام پر ایک وحدت کی اپیل کرو گے اور سچ کی طرف اُن کی راہنمائی کرو گے تو لازماً تم ساری دُنیا کے سردار بن کر اُبھرو گے کیونکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کی کوئی بات، کوئی ایک کلمہ، ایک کلمہ کی زیر زبر بھی کبھی غلط ثابت نہیں ہوئی۔ کتنا عظیم معرفت کا نکتہ آپؐ نے ہمارے سامنے رکھا اور تمام دنیا کی سیادتوں کی کنجی ہمیں پکڑا دی جب یہ فرمایا:۔ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ، تم اگر دنیا کے سردار بننا چاہتے ہو تو تمہیں ان کی خدمت کرنا ہو گی۔ پس بنی نوع انسان کی خدمت کے نام پر اکٹھے ہو، اُن سے فاصلے پیدا کرنے کے لئے اکٹھے نہ ہو ایسی باتیں کرو جس سے قوموں کے دل جیتے جائیں، تمام دنیا کی قومیں تمہیں اپنا راہنما سمجھیں، تمہیں اپنا بہی خواہ سمجھیں، ان کی خیر تم سے وابستہ ہو جائے۔ ایسے مضامین سوچو، ایسے مضامین کے تذکرے کرو، ایسا لائحہ عمل بناؤ جس کے نتیجہ میں ایک نئی یونائٹڈ نیشنز، ایک نیا عالمی نظام رونما ہو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے قدموں سے وابستہ ہو، جو اُس سچائی سے وابستہ ہو جس سچائی کا ذکر قرآن کریم میں بار بار ملتا ہے، جو خدا سے پھوٹتی ہے اور تمام بنی نوع انسان کو یکساں منور کرتی ہے۔ آج ضرورت ہے کہ ان باتوں کو مل کر سوچا جائے اور پھر ایک نئے عالمی نظام کو قائم کرنے کی داغ بیل ڈالی جائے۔

## ایک کے بعد دوسرے اسلامی ملک کی باری آنے والی ہے

میں نے پہلے بھی گلف (GULF) کے خطبات کے دوران متنبہ کیا تھا کہ عالم اسلام کے مسائل ابھی ختم نہیں ہوئے۔ یہ بڑھنے والے ہیں۔ لہٰذا ہوش کے ناخن لو، تفریق کی باتیں چھوڑ دو، وسیع تعلقات اپنی باقی دنیا سے بناؤ اور عالم اسلام کو الگ کرنے کی بجائے باقیوں کو اپنی طرف کھینچو اور مل کر عالمی مفاد کی باتیں سوچو۔ اس وقت الگ الگ ہونے کا وقت نہیں رہا۔ بہت بڑے بڑے مصائب اور بہت بڑے بڑے خطرات درپیش ہیں اور ایک کے بعد دوسرے اسلامی ملک کی باری آنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس صفائی کے ساتھ مجھے اس وقت وہ نظارے دکھائے میرا دل کانپتا تھا اور میں خدا کے حضور گریہ وزاری کرتا تھا کہ اے اللہ! ہمیں طاقت بخش، ہمیں عقل کی روشنی عطا فرما، ہمیں الہام کا نور عطا کر جس کی روشنی میں ہم آگے چلیں اور ان مشکل وقتوں میں سچ کی راہ پر قدم مارنے والے

ہوں جو خطرات سے پاک راہ ہے۔ صرف سچ کی راہ ہے جو خطرات سے پاک ہے۔ پس سچائی کے نام پر اکٹھے ہو کر نئے منصوبے بناؤ اور عالمِ اسلام کو جھوٹ، دغابازی، دوغلے پن اور منافقتوں کے چنگلوں سے آزاد کرنے کی کوشش کرو ورنہ بڑی تیزی کے ساتھ حالات ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔

## عراق پر رعونت کی آگ برسائی گئی

آج یونائیٹڈ نیشنز امریکہ کی رعونت کا نام ہے اس کے سوا اس کا کوئی اور نام نہیں۔ تمام قوموں نے سر جھکا دیئے ہیں۔ کسی میں کوئی غیرت اور حیا دکھائی نہیں دے رہی اور کوئی اُٹھ کر یہ آواز بلند نہیں کر رہا کہ انسانیت کی بات تو کرو، حقوق اور انصاف کی بات تو کرو، تمہیں کیسے سیادت کا حق ہے۔ پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی وہی نصیحت جس نے ہمیں یہ نکتہ سمجھایا کہ سیادت خدمت میں ہے۔ اگر تم خادم بنو گے تو سیادت حاصل کرو گے اور تمہاری سیادت باقی رکھی جائے گی، اسی پاک نصیحت نے ہمیں ان بد قوموں کے انجام دکھا دیئے ہیں جن کی سیادت کا تعلق خدمت سے نہیں بلکہ رعونت سے ہے، کمزور قوموں کو پاؤں تلے رگیدنے سے ہے۔ ان قوموں سے مقابلہ دُعاؤں اور وحدت کے ذریعہ ہو گا اور محض اسلام کے نام پر نہیں بلکہ سچائی کے نام پر وحدت کے ذریعہ ہو گا کیونکہ آج فضا تیار ہے، آج ساری دنیا کے دل گواہی دے رہے ہیں کہ جو آگ بغداد پر برسائی گئی تھی وہ انصاف پر برسائی گئی ہے۔ وہ رعونت کی آگ تھی جس کی گرمی سب دنیا کے انسانوں کے دلوں تک پہنچی ہے۔

## امریکہ اور انگلستان کے احمدی حق کی آواز بلند کریں

انگلستان کی حکومت ان کے ساتھ ہونے کے باوجود انگلستان میں بے شمار ایسا انگریز ہے جو برٹش باشندہ ہے اور سخت بے چینی میں مبتلا ہو چکا ہے۔ بعض لوگوں کو آواز اٹھانے کی توفیق ملی ہے، بعضوں کو نہیں مل رہی۔ اس لئے کسی قوم سے نظریات میں اختلافات اور ظلم میں اس کی تائید نہ کرنا اُس سے وفاداری نہیں اُس سے بے وفائی ہے۔ پس امریکہ کے تمام احمدی باشندے اور تمام انگلستان کے احمدی باشندے اپنی قوم سے وفا کریں۔ حق بات کے لئے اپنی آواز بلند کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ اگر وقت کی ایک حکومت نے ایک غلط پالیسی بنائی ہے تو اس سے اختلاف کرنا گویا کہ بے وفائی ہو جائے گی۔ اگر ٹونی بَین (TONY BENN) کو اجازت ہے، اگر انگلستان کے دوسرے بڑے بڑے اہلِ فکر کو اجازت ہے کہ وہ ان پالیسیوں کے خلاف احتجاج کریں اور اس وجہ سے ان کی انگلستان سے وفاداری پر کوئی ضرب نہیں پڑتی تو احمدی کی وفاداری سے کیسے ضرب پڑ سکتی ہے۔ ہماری وفاداری پر تو دنیا میں کہیں کسی حالات میں بھی ضرب نہیں پڑ سکتی۔ کیونکہ ہماری وفاداریاں اللہ سے ہیں اور حق سے ہیں اور خواہ کوئی مانے یا نہ مانے تمام عالمی نظام کا بنیادی تصوّر ان معنوں میں حق پر مبنی ہے کہ جب آپ کسی قوم کو مخاطب ہو کر بات کریں گے تو خواہ وہ کیسی ہی جھوٹی ہو چکی ہو وہ اپنے آپ کو حق سے وابستہ قرار دے گی اور یہ دل اور فطرت کی آواز ہے۔ حق کے بغیر کوئی وابستگی ہو ہی نہیں سکتی۔ کوئی وفاداری حق کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ پس جھوٹے بھی حق کے نام پر ہی جھوٹ کی آواز بلند کیا کرتے ہیں مگر آپ تو سچے ہیں، آپ سچ کے نام پر حق کی آواز کیوں بلند نہیں کرتے؟ دنیا جہاں جہاں احمدی بس رہا ہے دل کے اخلاص کے ساتھ اپنی تمام تر کوششیں ان باتوں پر صرف کرے اور یہ بات عام پھیلائیں اور بتائیں کہ وقت کی ضرورت ہے کہ نیا عالمی نظام اُبھرے جو انصاف اور حق پر مبنی ہو۔

## ملکوں کے سربراہوں سے رابطے کریں

جہاں جہاں احمدی اثر انداز ہو سکتے ہیں وہاں وہاں کے ملکوں کے سربراہوں کو سمجھائیں کہ یہ وقت ہے کہ یونائیٹڈ نیشنز میں ان باتوں کو اٹھایا جائے اور بڑی شدت کے ساتھ آواز بلند کی جائے یا تو دنیا کی تمام بڑی قومیں اصولوں پر متحد ہونے کا فیصلہ کریں اور اس بات کی ضمانت دیں کہ انصاف، تقویٰ اور سچائی کے اصولوں کو توڑ کر کبھی کوئی فیصلے نہیں ہوں گے۔ یا پھر ہم تم سے الگ ہوتے ہیں۔ اگر رعونت اور تکبّر کی بات ہے تو اپنی بادشاہی خود چلاؤ، ہم اِن جرموں میں تمہارے ساتھ شریک نہیں ہوں گے۔ اس آواز کو جرأت کے ساتھ بلند کرنے کی ضرورت ہے اور اگر یہ آواز بلند ہوئی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اَور طاقت پکڑے گی کیونکہ جہاں تک میں نے انسانی فطرت کی نبض پر ہاتھ رکھا ہے مجھے دنیا کی ہر قوم سے اسی دھڑکن کی آواز آ رہی ہے کہ ظلم ہو رہا ہے اور زیادہ دیر تک نہیں چل سکے گا۔ انسان کو ضرور انسانیت کے حقوق واپس لینے ہوں گے، تبھی دنیا میں امن کی ضمانت ہو سکتی ہے اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اَور بھی بہت سی باتیں ہیں جو کی جا سکتی ہیں لیکن اس وقت اس خطبہ کی حدود میں ان کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ جہاں تک میں نے حالات کا تجزیہ کیا ہے، امریکہ کی موجودہ پالیسی امریکہ کے لئے تباہ کُن ہے۔ وسیع پیمانے پر ایک انتہائی ظالمانہ خودکشی کی جا رہی ہے چند ناچ گانوں کے مناظر سے تو خوشیاں نہیں مل جایا کرتیں۔ چند دن یہ لوگ جو تمہارے ملک کے باشندے ہیں تمہارے ظلم کی تال پر ناچیں گے لیکن کل کو یہی تمہاری گردن کے پیچھے ہوں گے، تمہارے خون کے پیاسے بنیں گے۔ ان پالیسیوں پر شرمائیں گے اور حیاء محسوس کریں گے۔ ان کے اندر یہ احساس لازماً بڑھے گا کیونکہ امریکہ کی اکثریت انصاف پسند اور حقیقت میں جمہوریت پسند ہے۔ میں نے اس ملک کا ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک سفر کیا ہے۔ جنگلوں تک میں ٹھہرنے کا موقعہ ملا اور ہر سطح پر وہاں کے لوگوں سے گفت و شنید کا موقعہ ملا، اونچی سطح پر بھی اور GRASS ROOT LEVEL یعنی گھاس کی جڑوں کی سطح پر بھی اُن سے گفت و شنید ہوئی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ امریکہ ایسا بد نہیں ہے جیسا کہ دکھائی دے رہا ہے۔ امریکہ کی قوم میں بہت سی ایسی صلاحیتیں ہیں کہ اگر ان کو صحیح راہنمائی اور صحیح قیادت میسر آ جائے تو تمام بنی نوعِ انسان کے لئے بہت عظیم الشان کام کر سکتی ہے۔ ان کو ہر قسم کی صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں۔ تمام دنیا کی قوموں کی نمائندگی وہاں موجود ہے۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ آج کل امریکہ کی حکومت کی جو پالیسی ہے یہ امریکہ کے عوام کے دل کی آواز ہے، ہرگز نہیں۔ امریکہ اس وقت یہودیت کا غلام ہو چکا ہے۔ یہ عالم کے یہودی نقشے ہیں جو امریکن لیڈر شپ، امریکن سیادت کی زبان سے دُنیا سن رہی ہے اور ان کے کردار سے دنیا دیکھ رہی ہے۔ اس لئے میں جو باتیں کہہ رہا ہوں یہ ہرگز امریکہ کے باشندوں سے نفرت کی تعلیم نہیں ہے۔

## امریکہ کے احمدی اپنے ملک کے لیڈروں کو سمجھائیں

میں خود امریکہ کے باشندوں کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ تم پر ظلم ہو رہا ہے، تم اس ظلم کے خلاف اٹھو اور اپنے راہنماؤں کو بتاؤ کہ ہم نے تمہیں اس لئے منتخب نہیں کیا تھا کہ ان ساری قدروں کو جن پر امریکہ کی بناء ڈالی گئی ملیامیٹ کر دو۔ وہ آزادی کا چارٹر کہاں گیا جس پر امریکہ ہمیشہ فخر کیا کرتا تھا، اس کو پاؤں تلے روندا گیا ہے اور انصاف اور جمہوریت کی ساری قدریں ملیامیٹ کی جا رہی ہیں۔ یہ امریکہ کے دل کی آواز نہیں ہو سکتی، یہ غیر دل کی آواز ہے جو امریکہ پر قابض ہوا ہوا ہے۔ یہ اس جنّ کی آواز ہے جو امریکہ کے دل پر بھوت بن کر ناچ رہا ہے۔ اس لئے میں اہلِ امریکہ کو بھی متنبہ کرتا ہوں اور امریکہ کے احمدیوں کو خصوصاً متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے ملک کی محبت کی خاطر، انصاف اور تقویٰ کی محبت کی خاطر اہلِ امریکہ کو نصیحت کریں اور سمجھائیں اور بتائیں کہ یہ باتیں ہمیں زیب نہیں دیتیں۔ ان پر ہمیں کوئی فخر نہیں، یہ جھوٹی تعلّیاں ہیں جو اقتصادی مسائل سے ہماری توجہ ہٹانے کی خاطر کی جا رہی ہیں۔ تمام دنیا میں غریب اور امیر میں کہیں اتنا فرق نہیں جتنا امریکہ میں ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہو جائیں گے کہ امریکہ کے پانچ فیصدی آدمیوں کے ہاتھ میں اس سے زیادہ دولت ہے جتنی امریکہ کے ۹۵ فیصدی آدمیوں کے ہاتھ میں ہے۔ یہ دولت کے چکر ہیں، یہ مافیا ہے جس نے امریکہ پر قبضہ کیا ہوا ہے اور اسی مافیا کے مفادات ہیں جو آج دنیا پر اس بھیانک شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس لئے میں جو باتیں کہتا ہوں یہ سچّی ہیں اور مجھے کسی کا کوئی خوف نہیں ہے۔ جب چاہے خدا تعالیٰ مجھے واپس بلا لے جتنا چاہے مجھے یہاں رکھے مگر میں خدا کا غلام ہوں، میں دنیا میں کسی کا غلام نہیں ہوں، میں خدا کی آواز ضرور بلند کروں گا۔ اس لئے میں سچ کہتا ہوں کہ امریکہ اس وقت مظلوم ہے اور ایک مافیا کے چنگل میں جکڑا گیا ہے اس کو آزاد کرانے کے لئے بھی جماعت احمدیہ کو آواز بلند کرنی چاہیئے اور وہاں رائے عامہ کو بیدار کرنا چاہیئے اور ہر ملک میں بیدار کرنا چاہیئے اور بار بار اخبارات میں لکھ کر اور لیڈروں سے مل کر اُن کو سمجھانا چاہیئے کہ ہم بڑے نازک دور سے گزر رہے ہیں، آج اگر ہم نہ سنبھلے تو کل جو حالات پیدا ہونے والے ہیں اور مجھے دکھائی دے رہی ہیں ان میں سے زیادہ خوفناک عالمی جنگوں میں انسان کو جھونکا جائے گا جن کے تصوّر سے بھی آج ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پہلی جنگِ عظیم اور دوسری جنگِ عظیم کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں رہے گی اس جنگ کے مقابل پر جس کی تیاری آج امریکہ تمام دنیا کے لئے کر رہا ہے، یہ چند دن کے قصّے، چند دن کی پھلجڑیاں ہمیشہ کی روشنیاں پیدا نہیں کیا کرتیں، ان پھلجڑیوں سے آگیں بھی لگ جایا کرتی ہیں۔

## روشنی سچائی اور تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے

ہمیشہ کی روشنی تقویٰ اور سچائی سے پیدا ہوتی ہے۔ آج انسان ظلمات میں بھٹک رہا ہے۔ اُس کا مستقبل روشن کرنے کے لئے سچائی کے دیپ جلانے ہوں گے اور اس نور سے تعلق باندھنا ہو گا جس کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ

لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ (سورۃ النور: آیت ۳۶)

ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا نور ہے جس میں یہ طاقت ہے اور جو اس لئے بنایا گیا ہے کہ وہ مشرق کا بھی اور مغرب کا بھی ہو۔ نہ اس میں مشرق کے لئے کوئی بُعد ہے، نہ مغرب کے لئے بُعد ہے۔ نہ وہ مشرق کا ہو رہا ہے نہ مغرب کا ہو رہا ہے۔ وہ سب میں سانجھا خدا کا واحد نور ہے۔ اسی نور سے آج دنیا کی ہمیشہ کی بھلائی وابستہ ہو چکی ہے۔ دنیا کو اُس نور کے بغیر کبھی ہاتھ کو ہاتھ تک سُجھائی نہیں دے گا اور بڑی بڑی قومیں جو اپنی عقل کی بلندیوں سے فیصلے کرنے والیاں ہیں جو یہ کہتی ہیں کہ ہم اپنی عقل کی روشنی سے فیصلے کر رہی ہیں ایسے فیصلے کر رہی ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اندھے نے اندھیرے میں راہ ٹٹولتے ہوئے فیصلے ہیں اور غلط کئے ہیں۔ ایسے گھڑوں میں پاؤں ڈال رہا ہے جن گھڑوں میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ پس حقیقت کی بات کر رہا ہوں کہ سچائی کا نور تقویٰ کا نور ہے۔ سچائی کے نور کے بغیر دنیا کی کوئی چالاکی کام نہیں آیا کرتی۔ مجھے وہ غلطیاں دکھائی دے رہی ہیں، اُن کے نتائج نظر آ رہے ہیں جو آج بڑی بڑی قومیں کر رہی ہیں اور ان کو یہ پتہ نہیں کہ کل ان کا کیا انجام ہو گا۔ یہ ویسی ہی غلطیاں ہیں جو پہلے کر چکے تھے، یہ ویسی ہی غلطیاں ہیں جن کے نتیجہ میں بہت خوفناک جنگوں میں جھونکے جا چکے ہیں۔ کوئی نئی غلطیاں ان کی پٹاری سے نہیں نکل رہیں، وہی ناانصافی تکبّر کی غلطیاں ہیں۔ وہی بیوقوفی کی تعلّی کی غلطیاں ہیں، پھر دہراتے چلے جا رہے ہیں اور پھر دہراتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر ان کے مقدر میں کوئی ہلاکتیں لکھی گئی ہیں تو وہ تو ہم نہیں مٹا سکتے، ان کو تو ہم تبدیل نہیں کر سکتے۔

## دنیا کی بقاء عالم اسلام سے وابستہ ہے

مگر اے عالم اسلام! تم اپنا نصیب تو جگاؤ، اپنا مقدّر تو روشن کرو اور تمہارا مقدّر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قدموں میں روشن ہو گا۔ ان قدموں سے لپٹ کر اور خدا کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے واسطے دے دے کر روؤ اور خدا سے آسمان سے وہ نور اپنے لئے طلب کرو جس کی روشنی میں نہ صرف یہ کہ تمہارے مقدّر جاگ اٹھیں گے بلکہ تمام دنیا کا نصیب جاگ اُٹھے گا۔ آج دنیا کی بقا اور دنیا کی بہبود تم سے وابستہ ہو چکی ہے۔ اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلامو! اُٹھو اور اس نصیب کے لئے اپنے آپ کو صاف تو کرو، پاک تو بناؤ۔ یہ نور گندے اور ناپاک دلوں میں نہیں اتر سکتا۔ اپنے کردار کی کیوں فکر نہیں کرتے، اپنے دلوں کی کجیاں کیوں دور نہیں کرتے۔ اگر تمہارے دلوں میں گناہوں کے اندھیرے اسی طرح موجزن رہیں گے تو خدا کی قسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا نور آپ کے دلوں میں جھانکے گا بھی نہیں۔ باتیں کرتے ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے عشق اور محبت کی لیکن اپنے دلوں کو اندھیروں کی آماجگاہ بنا رکھا ہے۔ اس لئے عالم اسلام کی سیاست کو بھی میں پیغام دیتا ہوں کہ اپنی سوچوں کو صاف اور ستھرا کرے، اپنی خود غرضیوں کے خیالات کو دل سے بالکل کلیتہً دھو کر پاک کر ڈالے یا اپنے دلوں کو ان گندے خیالات سے دھو کر پاک کر ڈالے اور بہبود اور انسانیت کی باتیں کریں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور اس کی غیرت کی باتیں کرے۔ علمائے اسلام کو میں دعوت دیتا ہوں کہ خدا کے واسطے دیکھیں کہ اسلام اعلیٰ اخلاق میں ہے نہ کہ بدزبانیوں میں تم کب تک بدگوئیاں کرتے رہو گے، کب تک تمہارے منہ سے غلاظت کی جھاگ

اُبل اُبل کر اور اُچھل اُچھل کر فضا کو مکدّر کرتی رہے گی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی پاکیزہ زبان استعمال کرنی سیکھو۔ وہ اعلیٰ اقدار اور اخلاق مسلمانوں میں قائم کرو جن کو لازماً جیتنا ہی جیتنا ہے۔ کون ہے جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے اخلاق کو شکست دے سکے۔ کس ماں نے وہ بیٹا پیدا کیا ہے، دنیا کی اربوں مائیں ایک بھی ایسا بیٹا نہیں پیدا کر سکتیں اور سارے مل کر بیٹا پیدا کریں تو وہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی سنت کو شکست نہیں دے سکتا۔ یہ جیتنے والی اور غالب آنے والی سنّت ہے، اسی لئے کائنات کو پیدا کیا گیا تھا، اسی سنّت پر انسان کا نیک انجام ہوگا ورنہ بدانجام ہوگا۔

## ظالموں اور مظلوموں کو نصیحت

پس میں کھلے الفاظ میں بغیر کسی بات کو چھپائے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں اور اُن کمزور مظلوموں کو بھی نصیحت کرتا ہوں جو آج ظلموں کی چکّی میں پیسے جا رہے ہیں، اپنے اپنے نفوس کو صاف اور پاک کریں، اپنے دلوں کی حالت کو بدلیں اور حق وانصاف پر قائم ہوں۔ اسی میں انسان کی بہبود اور اسی میں انسانیت کی بقا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی سنّت کو اپنے اخلاق، اپنے کردار میں جاری کریں اور اسی سنّت سے دنیا کی نئی تقدیر بنائیں۔ نیا نقشہ دنیا میں اُبھرے، ایک خدا ہو اور ایک رسول یعنی ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم ہوں جن کے جِلو میں دُنیا کے تمام رسول حکومت کریں۔ جب میں کہتا ہوں کہ ایک رسول تو یاد رکھو کہ دنیا کے کسی دوسرے مذہب سے تفریق کی بات نہیں کرتا۔ میں اسلام کا عرفان رکھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی حکومت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تمام رسولوں کو مٹا کر یہ حکومت قائم ہوگی۔ آپؐ تمام رسولوں کے آقا اور سردار ہیں۔ آپؐ کے جھنڈے تلے ہر رسول کا جھنڈا دنیا میں گاڑا جائے گا۔ اگر آپؐ کا جھنڈا بلند ہوگا تو خدا کی قسم آدم علیہ السلام کا جھنڈا بھی بلند ہوگا اور نوح علیہ السلام کا جھنڈا بھی بلند ہوگا، ابراہیم علیہ السلام کا جھنڈا بھی بلند ہوگا اور موسیٰ علیہ السلام کا بھی بلند ہوگا، اسحاق علیہ السلام کا بھی بلند ہوگا اور اسماعیل علیہ السلام کا بھی بلند ہوگا۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے جھنڈے تلے عیسیٰ علیہ السلام کے جھنڈے نے بلند رہنا ہے ورنہ ان جھنڈوں میں سے کسی جھنڈے کو کوئی رفعت نصیب نہیں ہوگی۔ یہ وہ مقدر ہے جو آسمان سے بنایا گیا ہے جسے میں نے نہیں بنایا۔ نہ دنیا کی کوئی طاقت اس مقدر کا تصور کر سکتی ہے۔ پس ایسی باتیں نہ کیا کرو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کا جھنڈا تو ہو لیکن باقی سارے رسول ؑ مٹ گئے۔ خدا کی قسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی زندگی میں سب رسولوں ؑ کی زندگی ہے۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم زندہ ہوں گے تو ساری دنیا کے رسول اگلے اور پچھلے زندہ ہو جائیں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ جب رسول اکٹھے کھڑے کئے جائیں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا جس کی قرآن کریم میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اے احمدیو! تم سے یہ وقت باندھا جا چکا ہے، تمہاری قسمت کے ساتھ اس وقت کی ڈور باندھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اُس عالمی نظام کو دنیا میں ایک دفعہ پھر، ایک دفعہ کیا، پہلی دفعہ دنیا میں اس کو جاری و ساری کر کے دکھائیں کہ مشرق سے مغرب تک اس نور کی حکومت ہو جو لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ہے۔ مشرق سے مغرب تک اُس ایک محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کا جھنڈا بلند ہو جس کے جھنڈے تلے تمام رسولوں کے جھنڈے بلند ہوں گے جس کے جھنڈے تلے ہر قوم کی گردن بلند ہوگی مگر دل خدا کے حضور جھکے رہیں گے اور خدا کے حضور عجز ہی سے ساری رفعتیں ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

❀❀❀❀❀❀❀

### "اُب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا"

# کوئی سوچتا نہیں!

وارد ہے کیوں عتاب کوئی سوچتا نہیں
آتا ہے کیوں عذاب کوئی سوچتا نہیں

ارضِ وطن میں سلسلہ ہے حادثات کا
کیوں ہے یہ بے حساب کوئی سوچتا نہیں

بستے گھروں کو اوجڑی نے کیوں دیا اُجاڑ
ہر سُو ہے التہاب کوئی سوچتا نہیں

زیرِ قدم ہے قوم کے آتش فِشاں پہاڑ
کیوں حال ہے خراب کوئی سوچتا نہیں

طوفانِ نوحِ وقت بھی جوشاں ہے ہر طرف
کیا یہ نہیں عذاب؟ کوئی سوچتا نہیں

کلمہ مٹا رہا ہے مسلمان ہی کا ہاتھ
آئے نہ کیوں عذاب کوئی سوچتا نہیں

اللہ کے گھروں کو گرانا خدا پناہ
اس کا ہے کیا جواب، کوئی سوچتا نہیں

مُلّا کے ساتھ دین کی تذلیل کے لیے
حاکم ہے ہم رکاب کوئی سوچتا نہیں

باون برس کی عمر میں اِک سنگ مَرا تھا کیوں!
پورا ہوا وہ خواب کوئی سوچتا نہیں

فرعونِ وقت عسکری قوت سمیت کیوں
جَل کر ہوا کباب کوئی سوچتا نہیں

مہدی کے انتظار کے فرمان کیا ہوئے
کیوں بن گئے وہ خواب کوئی سوچتا نہیں

بھڑکا رہے ہو غافلو اللہ کا غضب!
لے گا خدا حساب کوئی سوچتا نہیں

ناچیز نے تو رازِ حقیقت بتا دیا
توبہ کرو شتاب کوئی سوچتا نہیں

"اُب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا"
کہتی ہے "الکتاب" کوئی سوچتا نہیں

(مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب۔ ربوہ)

## حضرت مسیح موعودؑ کا

# خُدّام اور مُریدوں سے حُسنِ سلوک

ہمارا روزمرّہ کا تجربہ ہے کہ پیروں کے سامنے ان کے مرید دم نہیں مار سکتے۔ پیر اونچی جگہ بیٹھتا ہے۔ مرید خاک آلود فرش پر۔ مریدوں کی دلآزاری۔ توہین اور بے توقیری گویا پیر کا حق پیری ہے اور وہی پیر بڑا پیر سمجھا جاتا ہے جس کے مرید زیادہ سے زیادہ اپنے حقوق سے دستبردار ہو کر ہر عزت پیر کو دیں اور ہر ذلت خود سمیٹیں۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا سلوک اپنے خدام اور اپنے مریدوں اور اپنے متبعین سے کیسا تھا۔

حضرت بابو غلام محمد صاحب فورمین لاہوری اور حضرت میاں عبدالعزیز مغل صاحب فرماتے ہیں کہ

ایک دفعہ جب کہ حضور لاہور تشریف لائے ہم چند نوجوانوں نے مشورہ کیا کہ دوسری قوموں کے بڑے بڑے لیڈر جب یہاں آتے ہیں تو ان کی قوموں کے نوجوان گھوڑوں کی بجائے خود ان کی گاڑیاں کھینچتے ہیں اور ہمیں جو لیڈر اللہ تعالیٰ نے دیا ہے یہ اتنا جلیل القدر ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ بھی اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ پس آج گھوڑوں کی بجائے ہمیں ان کی گاڑی کھینچنی چاہیئے۔ چنانچہ ہم نے گاڑی والے کو کہا کہ اپنے گھوڑے الگ کر لو۔ آج گاڑی ہم کھینچیں گے۔ کوچ مین نے ایسا ہی کیا۔ جب حضور باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ گھوڑے کہاں ہیں۔ ہم نے عرض کی کہ حضور دوسری قوموں کے لیڈر آتے ہیں تو ان کی قوم کے نوجوان ان کی گاڑیاں کھینچتے ہیں۔ آج حضور کی گاڑی کھینچنے کا شرف ہم حاصل کریں گے۔ فرمایا فوراً گھوڑے جوتو۔ ہم انسان کو حیوان بنانے کے لئے دنیا میں نہیں آئے ہم تو حیوان کو انسان بنانے کے لئے آئے ہیں۔

(حیات طیبہ صـ۴۵۶-۴۵۷)

حضور کے ایک صحابی نظام الدین صاحب لدھیانوی بہت غریب آدمی تھے ایک دن مسجد مبارک کی چھت پر کھانا کھانے کے لئے احباب تشریف فرما تھے۔ میاں نظام الدین صاحب بھی ان میں بیٹھے تھے۔ ان کے کپڑے بھی پھٹے ہوئے تھے۔ اتنے میں کئی اور آدمی آتے گئے اور حضور کے قریب بیٹھتے گئے۔ نظام الدین صاحب حضور سے چار پانچ آدمی پرے بیٹھے تھے۔ ان اکابر کے آنے پر وہ اور پیچھے سرکتے گئے۔ حتیٰ کہ جوتیوں کی جگہ تک پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضور نے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھالیں اور میاں نظام الدین کو مخاطب ہو کر فرمایا:۔

"آؤ میاں نظام الدین ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں"

یہ فرما کر مسجد کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی ہے اس میں تشریف لے گئے اور حضور اور میاں نظام الدین نے ایک پیالے میں کھانا کھایا اور دوسرا کوئی دوست اندر نہ گیا۔ جو لوگ قریب آکر بیٹھتے گئے تھے اب ان کے چہروں پر شرمندگی ظاہر تھی۔ ایک غریب بوسیدہ لباس میں ملبوس جو جذبۂ ادب و احترام یا احساس کمتری کے تحت پیچھے ہٹتا گیا تھا اس کو کس طرح حضور نے نوازا کہ اپنے ساتھ بٹھایا اور اپنے پیالے میں شریک کیا۔

ایک دن فرمایا۔

"میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع تعلق نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں۔ ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع نہ کر دینا چاہیئے اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اسے اور تحمل کے محل میں اتارنا چاہیئے۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود از حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی حاشیہ صـ۲۲-۲۳)

حضور کے مخلص مرید حضرت مولانا سیّد سرور شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں۔

ایک بار قادیان کے قصابوں نے کوئی شرارت کی۔ اس پر حضور نے حکم دیا کہ ان سے گوشت خریدنا بند کر دیا جائے۔ چنانچہ کئی دنوں تک گوشت نہ ملا۔ اور سب لوگ دال، سبزی پر گزارا کرتے رہے۔ ایک روز میں نے عرض کی کہ میرے پاس ایک بکری ہے وہ میں حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ حضور اسے ذبح کروا کے اس کا گوشت اپنے استعمال میں لاویں۔

حضرت صاحب نے فرمایا:۔

مولوی صاحب ہمارا دل نہیں کرتا کہ ہمارے دوست

دالیں کھائیں اور ہمارے گھر میں گوشت پکے۔"

(سیرت سرور جلد ۵ حصہ سوئم صہ ۸)

حضرت مولانا شیر علی صاحب بیان فرماتے ہیں:-

"جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شہادت کے لئے ملتان تشریف لے گئے تو راستہ میں لاہور میں اترے۔ اور وہاں جب آپ کو یہ معلوم ہؤا کہ مفتی محمد صادق صاحب بیمار ہیں۔ تو آپ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور ان کو دیکھ کر حدیث کے یہ الفاظ فرمائے۔ لَابَأْسَ طَهُورًا إِنْشَاءَ اللّٰه۔ یعنی کوئی فکر کی کوئی نہیں انشاء اللّٰہ خیر ہو جائے گی۔ اور پھر آپ نے مفتی صاحب سے یہ بھی فرمایا کہ بیمار کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے آپ ہمارے لئے دعا کریں۔

(سیرت المہدی حصہ دوم روایت نمبر ۴۰۹ صہ ۷۸-۷۹)

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری رضی نے بیان فرمایا کہ

"۱۹۰۴ء میں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں قیام فرما تھے ایک دفعہ رات کو بارش ہونا شروع ہو گئی۔ اس وقت حضرت اقدس مکان کی چھت پر تھے۔ جہاں پر کہ ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے اتر آنے پر حضور اس برساتی میں داخل ہونے لگے مگر عین دروازے میں مولوی عبد اللّٰہ صاحب متوطن حضرو ضلع کیمبلپور نماز تہجد پڑھ رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر آپ دروازہ کے باہر رُک گئے اور اسی طرح بارش میں کھڑے رہے حتّٰی کہ مولوی عبد اللّٰہ صاحب نے اپنی نماز ختم کرلی۔ پھر آپ برساتی میں داخل ہوئے۔

(سیرت المہدی حصہ دوم روایت نمبر ۳۲۳ صہ ۲۵-۲۶)

حضرت مولانا عبد الکریم سیالکوٹی رضی فرماتے ہیں:-

"آپ کے مزاج میں وہ تواضع اور انکسار اور ہضمِ نفس ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ زمین پر آپ بیٹھے ہوں اور لوگ فرش پر یا اونچے بیٹھے ہوں آپ کا قلب مبارک اس کو محسوس بھی نہیں کرتا چار برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا اور اندر مکان نیا نیا بنا تھا۔ مَیں دوپہر کے وقت وہاں بچھی ہوئی چارپائی پر لیٹ گیا۔ حضرت ٹہل رہے تھے۔ میں ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ مَیں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ آپ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اٹھے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں میں اوپر کیسے سو سکتا ہوں۔ مسکرا کر فرمایا۔ مَیں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔

(سیرت مسیح موعودؑ صہ ۴۰ مصنفہ حضرت مولوی عبد الکریم رضی)

حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانی رضی حضور کے دستِ حق پر ہندو مذہب ترک کر کے مسلمان ہوئے تھے۔ قادیان میں ان کا کوئی عزیز نہ تھا۔ وہ اصحابِ صُفّہ کی طرح اسی در کے ہو چکے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ

"مَیں حضور کے الدّار کی پہرہ داری کرتا تھا۔ مکان کی کچھ تعمیر ہو رہی تھی سردی کا موسم تھا اور بستر میرا ہلکا۔ اوّل اوّل تو گزر ہو جاتی رہی مگر جب سردی بڑھ گئی اور دوسری طرف دالان میں کچ کا پلستر ہؤا تو کمرہ زیادہ ٹھنڈا ہو گیا۔ ایک رات ذکر ہے سردی کی شدّت کے باعث مجھے رات بھر نیند نہ آئی۔ کروٹ لے کر یا بیٹھ کر رات گزاری۔ پچھلا پہر تھا۔ کوئی دو۲ بجے کا وقت ہو گا۔ جب تھک کر مَیں لیٹ گیا۔ ابھی چند ہی منٹ ہوئے کہ کھڑکی کھلی اور سیّدنا حضرت اقدس دالان میں داخل ہوئے۔ مگر مَیں خلافِ معمول کھڑا ہو کر سلام عرض کرنے کی بجائے سُکڑا چارپائی پر پڑا رہا۔ پہلے عموماً میں کھڑکی کھلنے کی آہٹ پاتے ہی ہوشیار ہو کر اٹھ کھڑا ہؤا کرتا تھا۔ آج غیر معمولی کوتاہی کی وجہ سے حضور کو توجّہ ہوئی اور آپ نے میری چارپائی کے قریب ہو کر مجھے غور سے دیکھا۔ اور آہستگی سے اپنی پوستین جو میری چارپائی کے اوپر کھونٹی پر لٹک رہی تھی اتار کر میرے اوپر ڈال دی۔ مَیں مگن پڑا رہا۔ نہ ہلا جلا اور نہ بولا۔ حضور تشریف لے گئے مَیں گرم ہوتے ہی گہری نیند سو گیا۔ اور پھر صبح کی اذان سے ہی جاگا۔ وضو کیا اور نماز کے لئے مسجد جانے کے لئے تیار تھا کہ حضرت اقدس صبح کی نماز کے واسطے اس کھڑکی سے تشریف لائے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ حضور مسکراتے ہوئے میری طرف بڑھے اور فرمایا میاں عبد الرحمٰن آپ نے تکلّف کر کے تکلیف اٹھائی بستر کم تھا تو کیوں ہمیں اطلاع نہ دی۔ شرط موت کی لگائی اور رنگ اجنبیّت کا دکھایا۔ ٹھیک نہیں۔ دو چار روز کی بات ہو تو اجنبیّت انسان نباہ سکتا ہے۔ مگر عمر کی بازی لگا تکلّف و اجنبیّت میں پڑے رہنا باعث تکلیف ہوتا ہے۔ جب آپ نے گھر بار چھوڑا، ماں باپ چھوڑے، وطن اور قبیلہ چھوڑ کر ہمارے پاس آ گئے تو آپ کی ضروریات ہمارے ذمّہ ہیں۔

اور پھر صبح کی نماز پڑھتے ہی حضور نے حاجی فضل الدّین صاحب کو یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے تو فرمایا۔ میاں عبد الرحمٰن کے پاس بستر نہیں ہے۔ ان کو آج ہی بستر تیار کروا دیں۔ ان کو ساتھ لے جائیں جیسا پسند کریں ویسا بنوا دیں اور دو جوڑے کپڑوں کے بھی بنوا دیں۔

(اصحاب احمد جلد پنجم صہ ۲۴۷-۲۴۸)

فرمانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر ایک شخص کا صِدق اُس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔

# تبلیغی میدان میں تائیدِ الٰہی

## کے

# ایمان افروز واقعات

محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد ۔ امام مسجد فضل لندن

میدانِ تبلیغ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس رنگ میں بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود معلّم بن کر ایسا جواب اور طرزِ استدلال سمجھا دیتا ہے کہ مخالف دم بخود رہ جاتا ہے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس کی ایک شاندار مثال ۱۸۹۳ء میں ظاہر ہوئی جبکہ امرتسر میں آپ کا عیسائی پادریوں سے کئی روز مناظرہ ہوتا رہا۔ آخری روز پادریوں نے اپنی طرف سے ایک چال چلی۔ ایک اندھے، ایک گونگے اور ایک لنگڑے شخص کو سامنے پیش کر کے اچانک حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیجئے یہ بیمار موجود ہیں. مسیح کی طرح ان کو ہاتھ لگا کر اچھا کر دکھائیں! حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب. بیان کرتے ہیں کہ ہم سب حیران تھے کہ دیکھئے اب حضرت صاحب اس کا کیا جواب دیتے ہیں. حضرت صاحب نے جواباً فرمایا کہ میں تو اس بات کو نہیں مانتا کہ حضرت مسیحؑ اس طرح ہاتھ لگا کر اندھوں، بہروں اور لنگڑوں کو اچھا کر دیا کرتے تھے اس لئے مجھ پر تمہارا یہ مطالبہ کچھ حجت نہیں رکھتا۔ ہاں البتہ آپ لوگ مسیح کے معجزے اس رنگ میں تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کا یہ بھی ایمان ہے کہ جس شخص میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہے وہ وہی کچھ دکھا سکتا ہے جو مسیح دکھاتا تھا پس میں آپ کا بڑا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے اندھوں اور بہروں اور لنگڑوں کی تلاش سے بچا لیا۔ اب آپ ہی کا تحفہ آپ کے سامنے پیش ہے اگر آپ میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہے تو مسیح کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے آپ ان کو اچھا کر دیں۔ حضرت میر صاحب. بیان کرتے تھے کہ حضرت صاحب نے جب یہ فرمایا تو پادریوں کی ہوائیاں اڑ گئیں اور انہوں نے مریضوں کو فوراً وہاں سے چلتا کیا۔

کہتے ہیں کہ تیر وہ ہے جو نشانہ پر بیٹھے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ دلیل اور حربہ وہی ہوتا ہے جو موقع پر کام آئے۔ جو لوگ تبلیغ کے میدان میں اترنے والے ہیں ان کا یہ تجربہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تبلیغی گفتگو کے موقع پر خود راہنمائی فرماتا ہے علماء کو بھی وہی سکھاتا ہے اور معمولی پڑھے لکھے ہوئے لوگوں کی بھی وہی راہنمائی کرتا ہے۔ تاریخِ احمدیت، تبلیغ کے میدان میں داعیان الی اللہ کے برجستہ اور مؤثر جوابات سے بھری پڑی ہے۔ مخالفین کے مقابل پر پیش کی جانے والی بات اور دلیل بعض اوقات بہت معمولی اور سادہ سی دکھائی دیتی ہے لیکن بہت ہی کارگر اور مُسکت ثابت ہوتی ہے۔

میرے والد محترم، خالدِ احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری ایک دلچسپ تبلیغی واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ فلسطین میں ایک موقع پر نابلس کے چند استاد تبلیغی گفتگو کے لئے آئے۔ احمدیہ دار التبلیغ میں اس وقت آپ کے علاوہ چند احمدی بزرگ بھی موجود تھے۔ وفاتِ مسیح کا ذکر ہو رہا تھا۔ غیر احمدی عالم نے کہا کہ اگر وہ فوت ہو چکے ہیں تو پھر ان کی قبر کہاں ہے؟ سری نگر کشمیر کا نام سُن کر بے اختیار ان کی زبان سے نکلا کہ اتنی دور؟! یہ کیسے ہو سکتا ہے! آپ فرمایا کرتے تھے کہ ابھی میں نے انہیں کوئی جواب نہ دیا تھا کہ ہمارے مرحوم بھائی علی القزق جو معمولی تعلیم یافتہ تھے انہوں نے جھٹ فرمایا کہ کیا کشمیر آسمان سے بھی دور ہے؟ یہ برجستہ جواب سُن کر سب اساتذہ بالکل لاجواب ہو کر رہ گئے۔

وفاتِ مسیح ہی کے ضمن میں ربوہ کا ایک واقعہ ہے۔ چند غیر احمدی علماء ربوہ آئے۔ احمدی علمائے کرام سے وفاتِ مسیح پر لمبی بات چیت ہوئی۔ قرآنی آیات سُننے پر بھی ان کی تسلی نہ ہوئی۔ بالآخر ان کے احمدی ساتھی ان کو محترم مولانا احمد خان صاحب نسیمؔ کے پاس ملاقات کے لئے لائے۔ غیر احمدی عالم نے وہی بات یہاں دوہرائی کہ وفاتِ مسیح پر کوئی آیت وغیرہ سنائیں۔ مولانا صاحب نے بڑا سادہ سا سوال کیا کہ کیا تم نے باقی سارے انبیاء کو آیاتِ قرآنیہ کی وجہ سے فوت شدہ سمجھا ہے جو حضرت عیسیٰ کے لئے خاص طور پر آیت کا مطالبہ کرتے ہو؟ یہ جواب ایسا تسلّی بخش ثابت ہوا کہ وہ غیر احمدی عالم کہنے لگا کہ بس بس اب مجھے کسی آیت کی ضرورت نہیں! یہ مسئلہ مجھ پر خوب کھل گیا ہے۔

اسی طرح ایک جگہ رفع اور نزول عیسیٰ علیہ السلام پر بحث ہو رہی تھی۔ غیر احمدی عالم نے اپنی طرف سے یہ دلیل دی کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علی الترتیب پانچ اور ایک سیر وزن کا باٹ

سمجھ کر ترازو کے پلڑوں میں رکھا جائے تو لازماً حضرت عیسٰی والا پلڑا آسمان کی طرف اُٹھ جائے گا لہٰذا ان کا آسمان پر جانا ثابت ہے۔ احمدی دوست کی اللہ تعالیٰ نے راہنمائی کی اس نے فوراً کہا کہ اوّل تو یہ دلیل ہی غلط ہے کیونکہ پنسیری کے ترازو میں پڑنے یعنی رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت سے قبل حضرت عیسٰیؑ اوپر کیسے جا سکتے ہیں؟ اور اگر یہی تمہاری دلیل ہے تو پھر یہ بھی جان لو کہ جب تک ترازو کے ایک پلڑے میں پنسیری پڑی رہے گی ایک سیر والا پلڑا کبھی نیچے نہیں ہو سکتا۔ جب تک حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مزارِ مقدّس مدینہ منوّرہ میں موجود ہے حضرت عیسٰیؑ علیہ السّلام آسمان میں اٹکے رہیں گے اور نیچے اُترنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

خالدِ احمدیّت، حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس نے بیان فرمایا کہ ۱۹۲۶ء میں دمشق میں انکی ایک انگریز پادری ALFRED NELSON کے شامی وکیل سے لمبی مذہبی گفتگو ہوئی۔ اس نے بڑے طمطراق سے یہ دعویٰ کیا کہ قرآن مجید کی رو سے حضرت مسیح علیہ السّلام آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے افضل ثابت ہوتے ہیں۔ دلیل کا مطالبہ کیا گیا تو کہنے لگا کہ قرآنِ مجید میں حضرت مسیح کے بارہ میں آیا ہے غُلَامًا زَکِیًّا۔ لفظ زکی کسی اور نبی کے حق میں استعمال نہیں ہؤا جو اس امر کی دلیل ہے کہ کوئی اور نبی اس صفت میں ان کا شریک نہ تھا لہٰذا وہ سب نبیوں سے بشمول آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم افضل قرار پائے۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ آنحضرتؐ کے متعلق زکی کا لفظ تو قرآن مجید میں نہیں لیکن مزکّی کا لفظ آیا ہے جو نہ صرف آپ کی پاکیزگی کی دلیل ہے بلکہ آپ کا یہ مقام بتاتا ہے کہ لوگوں کو بھی پاکیزگی عطا فرمانے والے ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت مسیح ایک شاگرد ثابت ہوتے ہیں اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے استاد۔ شامی وکیل یہ جواب سُن کر دم بخود رہ گیا۔

محترم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم مرحوم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایک پنڈت جی سے مناظرہ ہونے والا تھا۔ اس نے یہ چالاکی کی کہ انگریزی میں ایک تحریر لکھ کر میری طرف بھیج دی کہ اس کا جواب دو۔ مقصد یہ تھا کہ یہ مولوی انگریزی نہیں پڑھ سکے گا اور شرمندہ ہوگا اور میں یہ کہوں گا کہ تمہارا مولوی تو میرا لکھا ہؤا بھی نہیں پڑھ سکتا۔ یہ بات کیا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص تصرّف سے مجھے اس چالاکی کا توڑ سمجھا دیا۔ مَیں نے ایک کاغذ لیا اور اس پر عربی کی دو سطریں لکھ کر پنڈت جی کو بھجوا دیں کہ لیجئے یہ آپ کے رقعہ کا جواب ہے۔ پنڈت صاحب چونکہ عربی نہیں جانتے تھے دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور بولے کہ یہ کیا لکھا ہے؟ مَیں نے فوراً لوگوں سے کہا: بھائیو! یہ تو میرا لکھا پڑھ بھی نہیں سکتا یہ بات کیا کرے گا۔ پنڈت صاحب کی چال اللہ تعالیٰ کی تائید سے اسی پر اُلٹا دی گئی۔

مخالف کی دلیل کو مخالف پر اُلٹا دینا یہ بھی تائید الٰہی سے ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ضلع سیالکوٹ میں ان کا پیر نادر شاہ صاحب سے ایک مناظرہ ختم نبوت پر ہو رہا تھا پیر صاحب بحث میں عاجز آ گئے تو انہوں نے ایک مولوی کو کھڑا کر دیا اور اسے کہا کہ تم یہ اعلان کرو کہ مَیں اُسی طرح خدا کا نبی ہوں جس طرح مرزا صاحب نبی ہیں اور پیر صاحب، حضرت قاضی صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اب اسے جھوٹا ثابت کرو۔ اس پر قاضی صاحب اٹھے اور مجمع کو مخاطب کر کے کہا کہ دوستو! خدا کا شکر ہے کہ جو مسئلہ ان کے اور پیر صاحب کے درمیان زیرِ بحث تھا وہ حل ہو گیا ہے۔ بحث یہ تھی کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد آپ کی اُمّت میں نبی آ سکتا ہے یا نہیں۔ پیر صاحب نے عملاً تسلیم کر لیا ہے کہ آ سکتا ہے یہ دیکھئے پیر صاحب کا نبی آپ کے سامنے کھڑا ہے! اب وہ چاہتے ہیں کہ مَیں اسے جھوٹا ثابت کروں تو مجھے اسے جھوٹا ثابت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اُسے خدا تعالیٰ نے نہیں بھیجا بلکہ ابھی ابھی پیر صاحب نے آپ سب کے سامنے اس سے نبوّت کا دعویٰ کروایا ہے۔ ایسے شخص کو جھوٹا ثابت کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ جواب سُن کر پیر صاحب مبہوت رہ گئے اور جس غیر از جماعت دوست کو انہوں نے اپنی طرف سے مناظرہ میں ثالث بنایا ہؤا تھا اس نے اُسی وقت احمدی ہونے کا اعلان کر دیا!

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ کہ ہدایت وہی پاتا ہے جس کے متعلق خدا چاہتا ہے۔ نیز فرمایا اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی کہ بندوں کو ہدایت دینا ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فیضان کے ایمان افروز کرشمے میدانِ تبلیغ میں نظر آتے ہیں۔ کبھی تائیدِ الٰہی اس رنگ میں سامنے آتی ہے کہ وہ شخص بھی ہدایت پا جاتا ہے جو براہِ راست اصل مخاطب نہیں ہوتا۔ کبھی وہ شخص ہدایت سے سرفراز کیا جاتا ہے جو یہ کہا کرتا تھا کہ میرے لئے اپنا مذہب تبدیل کرنا ہرگز ممکن نہیں اور کبھی یہ جلوہ اس رنگ میں دکھائی دیتا ہے کہ لوگوں کو احمدیّت سے روکنے والا خود احمدیّت کی آغوش میں آجاتا ہے۔

چند سال پہلے کی بات ہے انگلستان کے شہر SHEFFIELD میں چند عربوں کے ساتھ تبلیغی گفتگو ہو رہی تھی۔ چند احمدی دوست بھی میرے ساتھ شامل تھے۔ عربوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پر اعتراضات کے انبار لگا دیئے جن کے جوابات دینے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی لیکن یہ لوگ شائد اپنی عربی دانی کے زعم میں اتنے سخت خیالات کے مالک تھے کہ جوابات سُن کر بھی ان کی تسلّی نہ ہوئی۔ ان کے مؤقف میں ذرّہ برابر تبدیلی نہ ہوئی۔ سات گھنٹے کی اس تبلیغی مجلس کا بظاہر کوئی مثبت نتیجہ سامنے نہ آیا لیکن جونہی یہ مجلس ختم ہوئی اور عرب علماء رخصت ہوئے تو اسی مجلس میں بیٹھی ہوئی مراکو کی ایک تعلیمیافتہ مسلمان خاتون نے برملا کہا کہ مَیں نے ایک خاموش مبصّر کے طور پر ساری کاروائی کو سُنا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ گفتگو میں احمدیوں کا پلّہ بھاری رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے احمدیّت میں دلچسپی لینی شروع کی اور مزید مطالعہ کرنے کے بعد تین ہفتوں کے اندر اندر بیعت کر کے احمدیّت میں داخل ہو گئیں!

اسی طرح کا ایک واقعہ گزشتہ سال بھی ہؤا۔ خاکسار کو ROCHESTER جیل میں ایک غانین قیدی سے تبلیغی ملاقات کا موقع ملا۔ زبانی بات چیت کے علاوہ انہیں کچھ لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا۔ اس سے پہلے بھی کچھ لٹریچر ان کو بذریعہ ڈاک بھجوایا جا چکا تھا۔ یہ افریقن دوست تو ابھی تک

احمدی نہیں ہوئے لیکن اس عرصہ میں یہ خوش کن خبر ملی ہے کہ اسی جیل میں ایک انگریز عیسائی دوست MR. JONES نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کرلی ہے۔ اس نو احمدی انگریز نے بتایا کہ اس نے اسی افریقن دوست سے جماعت کا لٹریچر لے کر مطالعہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے فضل سے انشراحِ صدر عطا فرما دیا۔

اس جگہ مجھے اپنے والد محترم حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کا بیان کردہ ایک دلچسپ واقعہ یاد آیا۔ وہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا یہ واقعہ ہمیشہ میرے دل کو تقویت دیتا ہے۔ ہؤا یوں کہ موضع راجووال متصل قادیان میں غیر احمدیوں سے ایک مناظرہ طے پایا۔ یہ عملاً آپ کی زندگی کا پہلا باقاعدہ مناظرہ تھا۔ تین گھنٹے تک مناظرہ جاری رہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ علم کلام کے زور دار دلائل بہت مؤثر رنگ میں پیش کرنے کی توفیق ملی۔

سامعین پر خاص اثر نمایاں طور پر دکھائی دے رہا تھا۔ شرائط کے مطابق آخری تقریر آپ کی تھی۔ آپ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے ہی تھے کہ مخالفین نے تالیاں بجا کر شور مچا دیا۔ اس شور و غوغا میں سارا جلسہ درہم برہم کر دیا گیا اور یہ تأثر دیا کہ گویا احمدی ہار گئے اور غیر احمدی جیت گئے۔ زندگی کا پہلا مناظرہ تھا اور باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے پلّہ بھاری ہونے کے آپ اپنی فتح کو شکست میں تبدیل ہوتا دیکھ کر بہت دل برداشتہ ہوئے۔ ایک قریبی نہر کے کنارے نماز عصر ادا کی اور بہت ہی رِقّت سے لوگوں کی ہدایت کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدِ خاص کا یہ کرشمہ دکھایا کہ جونہی نماز ختم ہوئی اور آپ نے سلام پھیرا تو کیا دیکھا کہ ایک نوجوان آگے بڑھا اور نہایت محبّت سے مصافحہ کیا اور کہا کہ مَیں آج کا مناظرہ سن کر احمدیّت قبول کرتا ہوں۔ میری بیعت لی جائے!

میرے والدِ محترم بیان فرمایا کرتے تھے کہ یہ بات سن کر وفورِ جذبات سے میں آبدیدہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کو دیکھ کر سر اس کے آستانہ پر جُھک گیا۔ اس نوجوان نے جو قریبی گاؤں میں مدرس تھا اپنے فیصلہ کی وجہ یہ بتائی کہ وہ غیر احمدیوں کے سٹیج پر بیٹھا، دورانِ مناظرہ غیر احمدی علماء کی سب باتیں سن رہا تھا۔ وہ برملا اعتراف کر رہے تھے کہ احمدی مناظر کی باتیں اتنی پختہ اور وزنی ہیں کہ ہمارے پاس ان کا کوئی ٹھوس جواب نہیں۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ احمدی مناظر کو آخری تقریر نہ کرنے دی جائے اور تالیاں بجا کر مناظرہ ختم کر دیا جائے۔ اس نوجوان نے کہا کہ "مَیں نے جو کچھ دیکھا اور جو کچھ سُنا وہ مجھے احمدی بنانے کے لئے کافی ہے۔" چنانچہ وہ اسی وقت حلقہ بگوشِ احمدیّت ہو گیا!

چند سال پہلے کی بات ہے کہ برطانیہ میں نارتھ ویلز کے علاقہ میں ایک نوجوان طاہر سلیم صاحب کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے یہ توفیق بھی دی کہ ان کے خاندان کے دس گیارہ افراد نے بھی تھوڑے عرصہ کے اندر اندر بیعت کر لی۔ اس پر علاقہ کے غیر احمدی حلقوں میں ایک مخالفانہ جوش پیدا ہؤا اور سعید نامی ایک شخص کو جو ختمِ نبوّت کمیٹی کا سیکرٹری تھا اس کام پر مامور کیا گیا کہ وہ ہمارے احمدی نوجوان طاہر سلیم کو دوبارہ غیر احمدی بنا لے۔ چنانچہ ان دونوں میں باہم تبلیغی بات چیت کا سلسلہ چل نکلا۔ ایک لمبے عرصہ کی گفت و شنید کا نتیجہ یہ نکلا کہ سعید صاحب جو احمدی دوست کو دوبارہ غیر احمدی بنانے کا عزم لے کر آئے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خود احمدیت کے نور سے منوّر ہو گئے!

یہ واقعہ زندہ ثبوت ہے اس بات کا کہ اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی عَلَیْہِ حق ہی ہمیشہ غالب آتا ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ انسانی قلوب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہے انہیں ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔ اس ضمن میں سیرالیون کا ایک واقعہ بہت ہی ایمان افروز ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم کو۔ انہوں نے ایک لمبا عرصہ مختلف ممالک میں بھرپور خدمت کی توفیق پائی اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی روح پرور یادیں اسی نام کی ایک کتاب میں محفوظ کر دیں۔ یہ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ریاست WANDO کا ایک سیکشن چیف قاسم کمانڈا نہایت متعصّب اور مخالف تھا۔ اپنے عقائد پر اتنا پختہ اور احمدیت کا شدید مخالف تھا کہ ایک بار جب انہوں نے اسے تبلیغ کی تو اُس نے اس حد تک کہہ دیا کہ دیکھو یہ دریا جو میرے گاؤں کے آگے، اوپر سے نیچے کی طرف بہہ رہا ہے۔ اگر یہ دریا یکدم اپنا رُخ بدل لے اور نیچے سے اوپر کی طرف الٹا بہنا شروع کر دے تو یہ تو ممکن ہے لیکن میرا احمدی ہونا ممکن نہیں۔ ایک طرف چیف قاسم کمانڈا کی یہ ترنگ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی بے پایاں قدرت اور رحمت کا کرشمہ دیکھیئے کہ چند دنوں کے بعد ایسا اتفاق ہؤا کہ کوئی بڑا عالم فاضل نہیں، بلکہ ایک معمولی پڑھا ہؤا لوکل افریقن معلّم پاسوری باہ PA SURIBAH اس سے ملا۔ چند دن اسے تبلیغ کی اس کے بعد اس نے مولانا صدیق امرتسری صاحب کو لکھا کہ بے شک پہلے مَیں نے ہی کہا تھا کہ گاؤں کا دریا الٹا بہہ سکتا ہے لیکن مَیں احمدی نہیں ہو سکتا مگر اب مَیں آپ کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ بے شک احمدیّت سچی ہے اور آپ خود آکر دیکھ لیں۔ اس دریا نے الٹا بہنا شروع کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب مَیں احمدی ہو گیا ہوں!

حضرت مولوی محمد الیاس صاحب صوبۂ سرحد کے ایک خدا رسیدہ بزرگ اور نڈر مبلغِ احمدیّت تھے۔ ان کی داستانِ حیات جو حال ہی میں "حیات الیاس" کے نام سے شائع ہوئی ہے تبلیغی میدان میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ آپ نے احمدیت قبول کی اور دن رات احمدیّت کی تبلیغ شروع کی تو سارے چارسدہ میں طوفانِ مخالفت اٹھ کھڑا ہؤا۔ ہر روز مخالفین کی طرف سے یہ اعلان ہوتا کہ ان کے مکان کو مکینوں سمیت آگ لگا دی جائے گی۔ سوشل بائیکاٹ بھی شروع کر دیا گیا۔ ان حالات میں خدا تعالیٰ نے خود ان کے ایک شاگرد کے دِل میں رحم ڈالا وہ رات کے وقت چھپ کر سودا سلف دے جاتا تھا۔ ان کی اہلیہ نے بیان کیا کہ ایک رات جب مکان جلا دینے کی دھمکی کا پر زور اعادہ ہؤا تو آدھی رات کو ایک D.S.P ہمارے گھر آیا اور دستک دی۔ حضرت مولوی صاحب باہر نکلے تو ڈی، ایس، پی نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ آرام سے

سوئیں ہماری موجودگی میں کوئی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے متوکل بندے حضرت مولوی محمد الیاس صاحب کا جواب سُننے سے تعلق رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ تمہاری بہادری تو اس بات سے ظاہر ہے کہ تم لوگوں سے چُھپ کر آدھی رات کے وقت مجھ سے ملنے آئے ہو۔ دن کے وقت آنے کی تمہیں جرأت نہیں ہوسکی۔ مجھے تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے میری اور میرے گھر کی حفاظت کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہؤا مخالف اتنے مرعوب ہوئے کہ کسی کو حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔

حضرت مولوی صاحب فرماتے تھے کہ چارسدہ میں تین اشخاص نے احمدیت کی وجہ سے میری شدید مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان کہ یہ تینوں خدا تعالیٰ کے قہر کے نیچے آکر رسوا ہوئے۔ یہ تفصیل بھی بہت ایمان افروز ہے۔ آپ کا ایک دشمن ملّا محمود تھا جو اپنے تعویذوں کے ذریعہ یہ کوشش کرتا تھا کہ آپ کی بیوی آپ سے متنفّر ہو جائے اور چھوڑ کر چلی جائے۔ اس کا اپنا انجام یہ ہؤا کہ وہ اپنی ایک رشتہ دار عورت کے ساتھ بدنام ہؤا اور گھر سے ایسا بھاگا کہ پھر کبھی اپنے گھر کا رُخ نہ کیا۔ دوسرا دشمن اکبر شاہ تھا جو زبردست تیراک تھا۔ یہ کہا کرتا تھا کہ محمد الیاس جب دریا پر نہانے آئے گا تو میں اسے دریا میں غرق کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی شان وہ خود دریا میں تیرتا ہؤا ڈوب کر ہلاک ہوگیا۔ تیسرے معاند کی داستانِ عبرت اس طرح ہے کہ مکرم خان چارسدہ کا با اثر زمیندار اور نمبردار تھا۔ اس نے سوشل بائیکاٹ کے ذریعہ ظلم کی انتہاء کر دی۔ خدا تعالیٰ کی اس پر گرفت اس رنگ میں آئی کہ پہلے اس کی بیوی تپدق سے فوت ہوئی۔ پھر تین بیٹے یکے بعد دیگرے اسی بیماری سے اس کی نظروں کے سامنے رخصت ہوئے۔ جائیداد جوئے میں لُٹ گئی۔ نمبرداری بھی جاتی رہی۔ اور اتنا تنگدست ہؤا کہ بالآخر ٹانگہ چلا کر گزر اوقات کرنے لگا۔ ایک روز عجیب واقعہ ہؤا کہ حضرت مولوی صاحب ایک تانگہ میں سوار ہوئے اور تانگے والے سے چارسدہ کے لوگوں کا حال ایک ایک کرکے پوچھنے لگے۔ مکرم خان صاحب کا حال دریافت کیا تو تانگے والے نے جو نیچے پائیدان پر بیٹھا ہؤا تھا، اوپر نظر اٹھا کر دیکھا اور ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ کہنے لگا کہ وہ بدبخت انسان تو میں ہی ہوں جو حق کی مخالفت کرکے دین و دنیا دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھا!

حضرات! اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کی قہری تجلّی کا یہ سلوک انہی لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنی بداعمالیوں کے سبب اپنے آپ کو اس کا مستحق بنا لیتے ہیں۔ خاص طور پر وہ لوگ جو اپنی بدبختی میں اتنا آگے بڑھ جاتے ہیں کہ حق کے مقابل پر تکبّر اور اہانت کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسے بدنصیبوں پر خدائی پکڑ بڑی شدّت اور سرعت سے نازل ہوتی ہے اور ان کا وجود دوسروں کے لئے نشانِ عبرت بنا دیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی نے مغربی افریقہ میں اسلام و احمدیّت کی جو گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخِ احمدیت کا ایک زرّیں باب ہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۳۸ء میں سیرالیون مسلم کانگریس نے ایک جلسۂ عام میں ان کا خطاب کروایا جس کی صدارت ملک کی ایک معروف شخصیت شیخ حیدر الدین نے کی۔ انہیں JP اور M.B.E کے اعزازات مل چکے تھے اور ملک کا ہر طبقہ ان کا لوہا مانتا تھا۔ مولانا موصوف کے نہایت مؤثر خطاب کے بعد شیخ حیدر الدین نے اپنے صدارتی ریمارکس میں بڑے تکبّر سے یہ کہا کہ "سامعین! میں آپ سب سے زیادہ عالم ہوں دنیوی علوم میں یدِ طولیٰ رکھتا ہوں۔ میرے نزدیک اس انڈین حاجی کی باتیں اور دلائل محض ملمّع سازی اور جھوٹ کا پلندہ ہیں"۔ تکبّر اور اِباء کی انتہاء کرتے ہوئے اس شخص نے اس حد تک کہہ دیا کہ

"مَیں تو اس کے جھوٹے مسیح کو ماننے کی نسبت یہ پسند کروں گا کہ میرا دماغ کام کرنا چھوڑ دے تاکہ اس انڈین مشنری کی باتوں پر غور ہی نہ کر سکوں اور اس فتنہ سے بچا رہوں"۔

حضرات! خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ اس کے جلال اور جبروت کے آگے بڑے سے بڑے انسان کا تکبّر اور غرور پاش پاش ہو جاتا ہے۔ یہی انجام اس متکبّر مخالفِ حق کا ہؤا۔ جس انجام کی اس نے تمنّا کی تھی بالکل وہی اس کا نصیب بن گیا۔ چند مہینوں کے اندر اندر اس شخص نے مُنہ مانگی سزا پالی۔ اس کا دماغی توازن بگڑ گیا اور اس کی حالت اتنی غیر ہوئی کہ دیکھی نہ جاتی تھی۔ قریباً اڑھائی سال تک لَایَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی والی عبرت ناک حالت میں رہ کر بالآخر اس جہان سے چل بسا۔

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اسکی قہری تجلّی کا اس سے بھی زیادہ دلدوز واقعہ سنگاپور میں ہؤا۔ وہاں کے ایک مخلص احمدی دوست مکرم محمد علی صاحب بیان کرتے ہیں۔ وہ اور حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز ضلع ہزارہ کے ایک پٹھان دوست کے چھوٹے سے ہوٹل پر کھانا کھایا کرتے تھے۔ ایک روز جب اسے ہمارے احمدی ہونے کا پتہ لگا تو یہ شخص آپے سے باہر ہوگیا اور سخت بدزبانی کرتے ہوئے ہمیں اپنی دوکان سے نکال دیا۔ اس پر بھی اس کا غصہ ٹھنڈا نہ ہؤا تو اس نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خلاف نہایت گھٹیا زبان استعمال کی۔ کاذب و دجّال کہا اور کہا کہ ان کی وفات نعوذ باللہ بیت الخلاء میں ہوئی تھی۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ جو بھی تیری بے عزتی کے درپے ہوگا وہ خود ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔ اس بدزبان شخص کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو کیسے پورا کیا؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ چند سال کے اندر اندر یہ شخص اللہ تعالیٰ کی شدید گرفت میں آ گیا۔ اور جس قسم کی گندی موت وہ نعوذ باللہ حضور علیہ السّلام کی طرف منسوب کرتا تھا آخر ایک دن خود اُسی گندی موت کا شکار ہوگیا۔ ہؤا یوں کہ پہلے اسے شوگر کی معمولی بیماری ہوئی جو بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گئی کہ اسکی ایک ٹانگ پر پھوڑا نکل آیا جس کی وجہ سے وہ ٹانگ کاٹ دی گئی پھر دوسری ٹانگ پر پھوڑا نکل آیا اور وہ بھی کاٹنی پڑی۔ اس پر وہ اتنا محتاج ہوگیا کہ اس کے لواحقین اسے ہاتھوں پر اٹھا کر بول و براز کراتے۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ اس کے اپنے لڑکوں نے اس کی بیماری سے تنگ آکر اپنی دوکان کے پیچھے ایک کونے میں اُسے ڈال دیا جہاں وہ دو چار فٹ رینگ کر اپنے قریب ہی بول و براز سے فارغ ہو لیتا۔ آخرکار جب وہ از خود چلنے کے بھی قابل نہ رہا تو ایک روز اپنے ہی کئے ہوئے گند کے اوپر مرا ہؤا پایا گیا۔

یہ ایسا دلدوز واقعہ ہے کہ اسے بیان کرتے ہوئے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی غالب تقدیر کے تصوّر سے دلوں پر ہیبت

طاری ہو جاتی ہے کیا کوئی ہے جو ان واقعات سے نصیحت حاصل کرے۔

حضرات! بارش کو بارانِ رحمت کہا جاتا ہے اور اس میں کسے شک ہو سکتا ہے کہ واقعی بارش خدا تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک عظیم الشّان انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ یہ بارانِ رحمت تبلیغی میدان میں خدائی رحمت کا پیغام لے کر اترتی اور متعدد مواقع پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا نشان بن کر سعید فطرت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

موضع کریام ضلع جالندھر کا واقعہ ہے کہ ایک مجلس میں حضرت حاجی غلام احمد صاحب اور بنگہ کے حضرت شیر محمد صاحب تانگے والے موجود تھے اس وقت شدّت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ ایک غیر احمدی دوست جھجّو خان نامی سے تبلیغی گفتگو کا سلسلہ جاری تھا۔ دورانِ گفتگو اس نے کہا کہ اگر آج بارش ہو جائے تو مَیں احمدی ہو جاؤں گا۔ حضرت حاجی صاحب نے اُسی وقت احمدی احباب کی معیّت میں دعا کے لئے ہاتھ بلند کر دیئے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور زور کی بارش برسنے لگی۔ چنانچہ جھجّو خان صاحب نے اسی وقت بیعت کر لی۔

اسی طرح کا ایک ایمان افروز واقعہ دو سال قبل صد سالہ جوبلی کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر پیش آیا۔ ملائیشیا سے ایک غیر از جماعت خاتون اس جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائیں۔ احمدیت کا لمبے عرصہ سے مطالعہ کر رہی تھیں اور بہت حد تک مطمئن تھیں لیکن بیعت کرنے کیلئے پورا انشراح نہیں ہو رہا تھا۔ جلسہ سالانہ کے دوسرے روز رات کو انہیں بیت الدّعا میں جا کر دعا کرنے کا موقع ملا۔ اس موقع پر انہوں نے اپنی ہدایت کے لئے اس رنگ میں دعا کی کہ خدایا! اگر واقعی احمدیت سچی ہے تو مجھے اس کا یہ ثبوت عطا فرما کہ کل سارا دن بارش ہوتی رہے۔ نہ معلوم اس پاک دِل خاتون نے کس درد سے یہ دعا کی کہ دربارِ الٰہی میں مقبول ہو گئی اور جلسہ سالانہ کے تیسرے دن صبح سے شام تک قادیان میں بارش ہوتی رہی جس کی وجہ سے منتظمین کو کافی دقّت بھی ہوئی اور جلسہ کا انتظام مسجد اقصےٰ اور مسجد مبارک میں کرنا پڑا۔ شام کو اس خاتون نے بیعت کر لی اور ساتھ ہی کہنے لگیں کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری اس دعا کی قبولیّت سے لوگوں کو اس قدر دقّت ہو گی تو میں خدا سے کسی اور نشان کی درخواست کر لیتی۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی بارش سے تعلق رکھنے والا تائیدِ الٰہی کا ایک دلچسپ واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ ایک موقع پر بھاگل پور میں ایک تبلیغی جلسہ وسیع پیمانہ پر منعقد ہونے والا تھا۔ سب تیاریاں اپنے عروج پر تھیں۔ حاضرین بھی بکثرت موجود تھے کہ اچانک ایک کالی گھٹا نمودار ہوئی اور بارش کے چند موٹے موٹے قطرے گرنے لگے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس تبلیغی نقصان کو دیکھ کر مَیں نے نہایت تضرّع سے یوں دعا کی کہ اے خدا! یہ ابرِ سیاہ تیرے سلسلۂ حقّہ کی تبلیغ میں روک بننے والا ہے تو اپنے کرم سے اس امڈے ہوئے بادل کو برسنے سے روک دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا عجیب کرشمہ دکھایا اور امڈا ہؤا بادل فوراً پیچھے ہٹ گیا اور ہمارا تبلیغی جلسہ نہایت کامیابی سے منعقد ہؤا۔

اِس جگہ مجھے ایک اور مجاہدِ اسلام حضرت مولانا رحمت علی صاحب مبلّغ انڈونیشیا کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ آپ پاڈانگ شہر کے محلہ پاسر مسکین میں رہتے تھے۔ علاقہ کے اکثر مکانات لکڑی کے اور بالکل ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے۔ اتفاقاً ایک مرتبہ اس محلہ میں آگ لگ گئی جو ارد گرد کے مکانات کو راکھ بناتی ہوئی آپ کی رہائش گاہ کے قریب پہنچ گئی حتّٰی کہ اس کے شعلے آپ کے مکان کے چھجّے کو چھونے لگے۔

یہ نازک صورتِ حال دیکھ کر احباب نے پر زور اصرار کیا کہ آپ مکان کو فوری طور پر خالی کر دیں لیکن آپ نے فرمایا کہ یہ آگ اِنشاءاللہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ یہ مکان اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ایک غلام اور مجاہد فی سبیل اللہ کی رہائش گاہ ہے اور حضور سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ

"آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔"

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا رحمت علی صاحب ابھی یہ بات کر ہی رہے تھے کہ اچانک بادل امنڈ آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی جس نے آناً فاناً اس آگ کو بالکل ٹھنڈا کر کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت نے واقعی آگ کو مسیح محمدیؐ کے ایک غلام کا غلام بنا دیا!

خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی کوئی انتہاء نہیں۔ ہر چیز اس کے اشارہ پر حرکت کرتی ہے۔ اس واقعہ میں اچانک موسلا دھار بارش نے برس کر تائیدِ الٰہی کا نمونہ دکھایا۔ اب ایک اور واقعہ سُنیئے جس میں اس کا برعکس ظہور میں آیا اور بہت غیر معمولی حالات میں بارش اچانک رُک کر میدانِ تبلیغ میں خدائی تائید و نصرت کا نشان بن گئی۔ ایک بار حضرت مولانا رحمت علی صاحب اسی شہر پاڈانگ میں ہالینڈ کے ایک عیسائی پادری سے اسلام اور عیسائیت کے بارہ میں تبلیغی گفتگو کر رہے تھے جسے سننے کے لئے لوگ بکثرت وہاں جمع تھے۔ اسی اثناء میں اچانک موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ اس علاقہ میں معمول یہ ہے کہ جب بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے مسلسل برستی رہتی ہے۔

تبلیغی گفتگو میں جب وہ پادری دلائل کے میدان میں عاجز آ گیا تو اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کے لئے اس نے اچانک یہ مطالبہ کر ڈالا کہ اگر واقعی عیسائیت کے مقابل پر تمہارا مذہب، اسلام، سچا ہے تو ذرا اپنے اسلام کے خدا سے کہیئے کہ وہ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھائے اور اس موسلا دھار بارش کو اسی وقت بند کر دے۔ بظاہر اس پادری نے ایک ناممکن بات کا مطالبہ کیا اور بارش کے معمول پر قیاس کرتے ہوئے اسے کامل یقین ہو گا کہ ایسا ہرگز نہ ہو سکے گا لیکن دنیا نے اس موقع پر خدائی غیرت اور تبلیغی میدان میں تائیدِ الٰہی کا ایک حسین کرشمہ دیکھا۔ پادری کے مطالبہ کرتے ہی حضرت مولانا موصوف نے اپنے زندہ خدا پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے بڑی پُر اعتماد اور جلالی آواز میں بارش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے بارش! تو اس وقت خدا کے حکم سے تھم جا اور
اسلام کے زندہ اور سچّے خدا کا ثبوت دے!"

اسلام کے قادر و توانا اور زندہ خدا پر قربان جایئے کہ ابھی چند منٹ بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ موسلا دھار بارش خلافِ معمول تھم گئی اور وہ پادری اور سب حاضرین اللہ تعالےٰ کے اس عظیم نشان پر انگشت بدنداں رہ گئے!

حقیقت یہ ہے کہ زمین و آسمان کی ایک ایک چیز اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور جب بھی اس کی مشیت تقاضا کرتی ہے یہ

اشیاء خواہ وہ آسمان میں ہوں یا زمین پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشان کے طور پر ظاہر ہو کر ازدیادِ ایمان کا موجب ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ان سب مظاہر کو میدان تبلیغ میں صدقِ دل سے اترنے والوں کے لئے اس رنگ میں مسخر کر دیتا ہے کہ وہ قدم قدم پر اس کی تائید و نصرت میں جلوہ نمائی کرتے ہیں۔ بارش کا برسنا بھی نشان بن جاتا ہے اور اس کا رُکنا بھی۔ اسی طرح آگ کا لگنا بھی اور اس کا بُجھنا بھی۔ اس ضمن میں جزائر فجی کے ابتدائی مبلغ مکرم شیخ عبدالواحد صاحب کا بیان کردہ ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ جب فجی کے ایک شہر BA میں احمدیہ مشن کی شاخ کھولنے کا فیصلہ کیا گیا تو وہاں اس کی بہت شدید مخالفت شروع ہو گئی۔ مخالفین کے ایک سرغنہ ابوبکر کویا نے اعلان کر دیا کہ اگر احمدیوں نے مشن بنایا تو ہم اسے جلا کر راکھ بنا دیں گے۔ باوجود حفاظتی انتظامات کے ایک رات واقعی اس شخص نے احمدیہ مشن کے ایک حصہ پر تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہؤا کہ ہمیں پتہ لگنے سے پہلے ہی وہ آگ بغیر کسی خاص نقصان کے بجھ گئی۔ اشاعتِ اسلام کے مرکز کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نقصان سے بچا لیا لیکن دوسری طرف اس کی گرفت نے یہ کرشمہ دکھایا کہ اس واقعہ کے چند روز کے بعد اس سرغنہ ابوبکر کویا کے مکان کو اچانک آگ لگ گئی اور باوجود بجھانے کی ہزار کوشش کے اس کا رہائشی مکان، سارے کا سارا، اس کی آنکھوں کے سامنے جل کر راکھ کا ڈھیر بن گیا۔

تبلیغی میدان میں رونما ہونے والے تائید و نصرت الٰہی کے ان واقعات میں سے گزرتے ہوئے بار بار یہ حقیقت روشن تر ہوتی چلی جاتی ہے کہ تبلیغ حق کرنے والے خدا تعالیٰ کو اس قدر عزیز اور محبوب ہو جاتے ہیں کہ خالقِ کائنات اپنے ان فدا کاروں کے لئے معجزانہ قدرتیں دکھاتا ہے اور نشان نمائی کے ذریعہ قدم قدم پر ان کی دستگیری کرتا اور دینِ حق کی صداقت کو ثابت کرتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے خاص لطف و کرم سے کس طرح تبلیغ کرنیوالوں کو نوازتا ہے اور معجزانہ رنگ میں ان کی مدد کرتا ہے اس کی متعدد مثالیں مکرم الحاج مولانا عبدالکریم صاحب آف کراچی کے ایمان افروز تبلیغی حالات میں ملتی ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نڈر اور پُرجوش داعی اللہ تھے۔ فوجی ملازمت کے دوران مصر میں کافی عرصہ قیام کیا۔ ان کی تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے مقامی پادری نے ان کے افسر کے پاس ان کی شکایت کر دی۔ افسر نے انتقامی غرض سے ان پر حکم عدولی کا مقدمہ بنا دیا۔ فوجی قوانین میں ایسی صورت میں سزا یقینی ہوتی ہے۔ ان کے غیر احمدی مخالفین نے بھی طنزاً کہنا شروع کر دیا کہ اب انہیں تمغۂ حسنِ کارکردگی ملے گا اور کم از کم ۶ ماہ کی سزا تو یقینی ہے عدالت میں معاملہ پیش ہؤا۔ معمولی سی سماعت کے بعد جج نے کہا کہ میں تم کو مجرم قرار دیتا ہوں اور ... ... ... ابھی فقرہ مکمل نہیں ہؤا تھا کہ عین اُسی وقت کمرۂ عدالت میں جج کے افسرِ اعلیٰ کا فون آ گیا کہ مقدمہ میں فیصلہ مت سناؤ اور کاغذات میرے پاس لاؤ۔ افسرِ اعلیٰ جنرل صاحب سے ان کی اور ان کے افسر کی الگ الگ ملاقاتیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا کرشمہ دیکھئے کہ حضرت حاجی عبدالکریم صاحب احمدی کو جنرل نے فوری طور پر نہ صرف مقدمہ سے بری کر دیا بلکہ ترقی دے کر مراعات اور تنخواہ میں اضافہ کی ہدایت کی۔ دوسری طرف ان کے افسر پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے اس کا الاؤنس بند کر دیا اور تبدیلی کر کے میدان جنگ میں بھیج دیا۔

حضرت حاجی عبدالکریم صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی ترقی کا اور ان کا افسر اپنی تنزلی کا آرڈر لے کر کمرہ عدالت سے باہر نکلے تو باہر ہر ایک فیصلہ سننے کا مشتاق تھا۔ غیر احمدیوں نے عبدالکریم صاحب کی زبانی ترقی کی بات سُنی تو سمجھے کہ حقیقت میں تو سزا ہوئی ہے لیکن ان کا دماغی توازن ٹھیک نہیں رہا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کا مزید کرشمہ یہ دکھایا کہ غیر معمولی حالات میں واقعی ان کو حسن کارکردگی کا تمغہ حکومت کی طرف سے دیا گیا۔ حاجی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ جس تمغہ کا میرے غیر احمدی مخالفین طنزاً ذکر کیا کرتے تھے جب وہ تمغہ مجھے ملا تو مَیں اسے اپنے سینے پر لگا کر چند روز کی رخصت پر اپنے پرانے دفتر گیا اور انہیں تمغہ دکھلا کر کہا کہ دیکھو یہ ہے وہ تمغہ جو میرے قادر خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے۔

اسی تسلسل میں حضرت مولانا نذیر احمد صاحب بشر کا ایک واقعہ بھی یاد کرنے کے لائق ہے۔ جن دنوں آپ غانا میں تبلیغ اسلام کر رہے تھے ایک نوجوان نے مکہ مکرمہ سے واپس آ کر یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ احمدی لوگ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں امام مہدی کا ظہور ابھی نہیں ہوا۔ آپ صراحہ نامی گاؤں پہنچے جہاں اس نوجوان کا قیام تھا۔ وہ براہ راست بات چیت پر راضی نہ ہؤا۔ مولانا موصوف نے اس گاؤں میں ایک شاندار جلسہ کیا اور علاماتِ ظہور مہدی پر جامع تقریر کی۔ آپ تو جلسہ کر کے واپس آ گئے لیکن مخالفین نے قریہ بقریہ جلوس نکالنے شروع کر دیئے اور اپنی فتح کے روایتی نشان کے طور پر سفید کپڑے سروں پر باندھ کر اور سفید جھنڈے ہاتھوں میں لے کر ان الفاظ میں گانا شروع کر دیا کہ ہماری فتح ہوئی ہے۔ مہدی ابھی نہیں آئے کیونکہ زلزلہ نہیں آیا۔ مہدی ظاہر ہو گیا ہوتا تو زلزلہ ضرور آتا۔ مخالفین کا یہ مطالبہ ایسا تھا جسے کوئی انسان پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ہاں زمین و آسمان کا خالق و مالک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اُسی قادر و توانا خدا نے سچے امام مہدی کی تائید و نصرت کے لئے یہ معجزہ دکھایا کہ چند دنوں کے اندر اندر سارے غانا میں شدید زلزلہ آیا اور وہی لوگ جو پہلے یہ کہتے تھے کہ مہدی ابھی نہیں آئے کیونکہ زلزلہ نہیں آیا۔ اب برملا ڈھول تاشے بجا بجا کر اعلان کرنے لگے کہ مسلمانوں کا مہدی آ گیا ہے کیونکہ زلزلہ آ گیا ہے۔

تبلیغ کا راستہ بہت ہی صبر آزما اور پُرخطر راستہ ہے جس میں قریبی دوست بھی بسا اوقات دشمن بن جاتے ہیں لیکن جو داعی الی اللہ اس راستہ پر اخلاص کے ساتھ گامزن ہو جاتا ہے تو وہ گویا خدا تعالیٰ کی گود میں آ جاتا ہے۔ زمین و آسمان کا مالک، قادر و توانا خدا خود اس کا محافظ بن جاتا ہے اور ایک ڈھال بن کر دشمن کے حملوں سے اسے محفوظ رکھتا ہے۔ غیر معمولی حالات میں خدا تعالیٰ کا دستِ

قدرت اپنی تائید و نصرت کے کرشمے دکھاتا چلا جاتا ہے۔

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے اشاعتِ لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کی غیر معمولی سعادت پائی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے حضرت سیٹھ صاحب کی حفاظت کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ آپ کو حضرت مصلح موعودؓ نے بمبئی کے علاقہ میں ایک تبلیغی مہم پر بھجوایا۔ خوب سرگرمی سے تبلیغی کام ہونے کے باعث آپ کی شدید مخالفت شروع ہو گئی اور آپ کے ہم قوم لوگوں نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ آپ کو کھانے کی ایک دعوت پر مدعو کیا گیا اور مخالفین کا ارادہ یہ تھا کہ کھانے میں زہر ملا کر آپ کو ہلاک کر دیا جائے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیگم کے دل میں ڈالا کہ اس دعوت میں شمولیت ٹھیک نہیں۔ براہِ راست اطلاع دینے کی کوئی صورت نہ تھی اس لئے انہوں نے دعا کی کہ خدا تعالیٰ ان کے شوہر کے دل کو اس دعوت میں شمولیت کرنے سے پھیر دے۔ آپ کی دردمندانہ دعاؤں کے روحانی تار کا یہ اثر ہوا کہ مقلب القلوب خدا نے حضرت سیٹھ صاحب کے دل میں ڈالا کہ وہ اس دعوت میں شامل نہ ہوں چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور دعوت میں شمولیت کئے بغیر شام کو خیریت سے گھر پہنچ گئے۔ اس واقعہ کے تین سال بعد سازش کرنے والوں نے خود اعتراف کیا کہ اس روز ہم دعوت کے موقع پر ان کو جان سے ختم کر دینا چاہتے تھے لیکن وہ دعوت میں شریک ہی نہ ہوئے اور اس طرح ایک پرجوش داعی الی اللہ کے خلاف دشمنوں کا سارا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا!

حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب کو ہند و پاک کے علاوہ غانا میں بھی خدمتِ اسلام کی توفیق ملی۔ غانا میں ایک بار آپ ایک تبلیغی سفر کے بعد کماسی واپس آ رہے تھے کہ کار کا ٹائر پھٹ گیا۔ ٹائر بدل کر دوبارہ سفر پر روانہ ہو گئے۔ بیس پچیس میل چلے ہوں گے کہ دوسرا ٹائر بھی پھٹ گیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اب آگے جانے کی کوئی صورت نہ تھی۔ رات اسی جنگل میں بسر کرنی ہو گی جس میں ہر طرف خطرہ ہی خطرہ ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ اچانک جنگل میں سے دو آدمی نکل کر ہماری طرف بڑھنے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں خنجر تھے اور ان کا تعلق خونخوار قبائل سے معلوم ہوتا تھا۔ یہ دونوں شخص اب بالکل ہمارے قریب آ چکے تھے۔ ان کے چہروں سے وحشت ٹپکتی تھی اور ان کے خنجر چاندنی رات میں خوب چمک رہے تھے۔ اس خوفناک حالت میں اللہ تعالیٰ نے ہوش و حواس قائم رکھنے کی توفیق دی۔ اپنے ساتھی عبدالواحد صاحب ریٹائرڈ پولیس افسر کے ذریعہ میں نے ان کو حالات بتا کر پوچھا کہ کیا آپ ہماری کچھ مدد کر سکتے ہیں؟

تبلیغی میدان میں اللہ تعالیٰ کی تائید کا کرشمہ دیکھئے کہ جو خنجر اٹھائے، ہمارا خون بہانے اور لوٹنے کے ارادہ سے آئے تھے اللہ تعالیٰ نے انہی کے دلوں کو موم کر کے ہمارے لئے محبت اور ہمدردی پیدا کر دی۔ وہ دونوں باپ بیٹا تھے۔ باپ نے ہماری بات سُن کر اپنے بیٹے کو کہا کہ ابھی دونوں ٹائر کندھے پر اٹھاؤ اور قریبی گاؤں سے مرمت کروا کے لاؤ اور جب تک بیٹا واپس نہیں آیا، اس کا باپ جو ہمارے خون کا پیاسا بن کر آیا تھا اس جنگل میں ہماری مہمانوازی کرتا رہا۔ اس نے اپنی جھولے سے اناناس نکالا اور اسی خنجر سے، جس سے ہمیں مارنے کی نیّت رکھتا تھا، اناناس کاٹ کر خود بھی کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔ جس محبت سے اس نے یہ مہمانوازی کی وہ ناقابل فراموش ہے۔ آخر رات کے ساڑھے تین بجے اس کا بیٹا دونوں ٹائر مرمت کروا کے لایا اور ہم اپنی منزل کے لئے روانہ ہو گئے اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید نے قتل کے ارادہ سے آنے والے کو ہمارا مہمانواز اور خادم بنا دیا!

حضرت مولوی غلام حسین صاحب ایازؔ نے لمبا عرصہ سنگاپور میں تبلیغِ اسلام کی سعادت پائی۔ جاپانیوں کے تسلط کے زمانہ میں کسی شخص کو زبان کھولنے کی ہمت نہ ہوتی تھی مگر آپ بے دھڑک ہر جگہ تبلیغی کاموں میں مصروف رہتے اور دنیا حیران ہوتی تھی کہ آپ ان جاپانیوں کے ہاتھ سے کس طرح بچ جاتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا کرشمہ تھا۔

ایک بار سنگاپور کی ایک مسجد میں تقریر کرتے ہوئے ایک غیر احمدی مولوی نے یہ الزام لگایا کہ احمدی لوگ جس قرآن پر یقین رکھتے ہیں وہ مسلمانوں کے قرآن سے مختلف ہے۔ آپ نے اسی وقت بڑی جرأت سے مجمع میں کھڑے ہو کر الزام کی پُر زور تردید کی۔ ملّاؤں نے عوام النّاس کو پہلے سے مشتعل کیا ہوا تھا۔ آپ کی بات سُن کر بعض لوگوں نے وہیں پر آپ کو مارنا شروع کر دیا اور ادھ مؤا کر کے گھسیٹتے ہوئے مسجد کی سیڑھیوں تک لے گئے اور وہاں سے نیچے دھکیل دیا۔ آپ سر کے بل نیچے گرے جس سے آپ کو سر اور کمر پر شدید چوٹیں آئیں اور نیچے گرتے ہی آپ بے ہوش ہو گئے آپ اسی طرح بے ہوشی کے عالم میں سڑک کے کنارے پڑے رہے۔ نہ کسی نے پولیس کو اطلاع کی اور نہ خود اٹھا کر ہسپتال پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کا یہ کرشمہ دکھایا کہ حسنِ اتفاق سے ایک احمدی فوجی افسر کا وہاں سے گزر ہوا۔ انسانی ہمدردی کے جذبہ سے، سڑک کے کنارے ایک شخص کو مردے کی طرح پڑا دیکھ کر اس نے اپنی جیپ روکی اور دیکھتے ہی آپ کو پہچان لیا۔ فوری طور پر ہسپتال پہنچایا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر آپ کی جان بچائی ورنہ غیر احمدی دشمنوں نے تو آپ کو اپنی طرف سے مار کر یہ یقین کر لیا تھا کہ ان کا کام تمام ہو چکا ہے۔

محترم مولانا محمد صادق صاحب سماٹری اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور معجزانہ حفاظت کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہیں۔ یہ بھی اُسی زمانہ کی بات ہے جب جنگ عظیم ثانی کے دوران جاپان نے اپنا تسلط انڈونیشیا تک وسیع کر لیا تھا۔ ان کے کامل اختیار کا یہ عالم تھا کہ اپنی من مانی کاروائیاں کرتے۔ کسی کے متعلق ذرا سی بھی شکایت پہنچتی تو یہی اس کی موت کا بہانہ بن جاتی۔ نہ کوئی تحقیق ہوتی نہ کوئی تفتیش۔ بس فیصلہ سُنا دیا جاتا بلکہ عموماً فیصلہ سنانا بھی ضروری نہ سمجھا جاتا۔ فوراً ہی سزائے موت نافذ کر دی جاتی۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ دو شکایات کی بناء پر میرے متعلق جاپانی حکومت نے قتل کا فیصلہ کیا اور مذکورہ بالا پس منظر میں نہ اپیل کی کوئی گنجائش تھی اور نہ بچنے کی کوئی امید۔ ایک مومن اور مجاہد کا واحد سہارا اس کا خدا ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی تو اس نے بذریعہ خواب یہ اطلاع دی کہ جاپانی حکومت اپنے برے انجام کو پہنچنے والی ہے یہ خواب اپریل ۱۹۴۵ء کی ہے۔ چند ماہ کے اندر اندر ۱۴ اگست کو جاپانی

حکومت نے ہتھیار ڈال دیئے اس فیصلہ کا اعلان انڈونیشیا میں ۲۲ اگست کو ہؤا۔

جاپانی حکومت کی شکست کے بعد حکومتِ جاپان کے کاغذات سے معلوم ہؤا کہ ۲۳ اور ۲۴ اگست کی درمیانی رات آدمیوں کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا اور ان میں مولانا محمد صادق صاحب سماٹری کا نام سرِ فہرست تھا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا کرشمہ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس حکومت کو اپنا فیصلہ نافذ کرنے کی مہلت تک نہ دی۔ اور اللہ تعالیٰ کے طاقتور دستِ قدرت نے ایک مجاہد فی سبیل اللہ کو کس طرح موت کے منہ سے بچا لیا جب کہ موت کے سائے اس کے سر پر منڈلا رہے تھے اور فیصلہ کے نفاذ میں صرف چند گھنٹے باقی تھے۔

اس تسلسل میں مجھے ایک اور ایمان افروز واقعہ یاد آیا۔ میرے والدِ محترم حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک بار ایک احمدی دوست کے ساتھ ایک تبلیغی پروگرام سے واپس کبابیر آ رہا تھا کہ جنگل میں سے گزرتے ہوئے یہ محسوس ہؤا کہ جیسے جھاڑیوں میں کچھ حرکت ہے لیکن یہ سمجھ کر کہ شاید کوئی جانور ہو، زیادہ توجہ نہ دی۔ آگے گزر گئے تو تھوڑی دیر بعد دو دھماکوں کی آوازیں سنیں لیکن اسے بھی اتفاقی واقعہ سمجھ کر کچھ توجہ نہ دی۔ بظاہر بہت معمولی سا واقعہ تھا جو یاد بھی نہ رہا لیکن بعد میں معلوم ہؤا کہ یہ تو گویا موت کا سفر تھا جو اللہ تعالیٰ کی تائید کے سایہ میں حفاظت سے طے ہو گیا۔ کافی عرصہ بعد اصل حقیقت معلوم ہوئی کہ کچھ معاندینِ احمدیت عرصہ سے مجھے قتل کرنے کی کوشش میں تھے۔ اُس رات ان میں سے دو نوجوان بندوقوں سے مسلح ہو کر اور پوری تیاری کے ساتھ میرے راستے میں جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں اور میرا ساتھی پاس سے گزرے تو پہلے ان میں سے ایک نے مجھ پر بندوق چلائی لیکن نہیں چلی۔ پھر دوسرے نوجوان نے بندوق چلانے کی کوشش کی۔ اس کی بندوق بھی نہیں چلی۔ ہم دونوں اس قاتلانہ کوشش سے بے خبر، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور حفاظت کے سایہ میں آگے بڑھ گئے۔ ہمارے آگے گزر جانے کے بعد جب ان دونوں نے اپنی بندوقوں کو چلایا تو انہوں نے بالکل ٹھیک کام کیا ان میں قطعاً کوئی خرابی نہ تھی۔ صرف یہ بات تھی کہ جب اُن کا رخ دو مجاہدینِ اسلام کی طرف تھا تو اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے انہیں چلنے سے روک دیا!

حضرات! تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کے یہ چند واقعات ہر داعی الی اللہ کو یہ محکم یقین عطا فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی دعوت الی اللہ کا عَلَم تھامے، اس مبارک راستہ پر گامزن ہو جاتا ہے زمین و آسمان کا خدا، قدم قدم پر اسے اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے نوازتا ہے۔ یہ واقعات ماضی کے قصّے نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت کے طور پر آج بھی اکناف عالم میں پھیلے ہوئے مخلص داعیان الی اللہ کی زندگیوں میں جاری و ساری دکھائی دیتے ہیں اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے اس کے وعدے کبھی ماضی کا قصہ نہیں بنتے پس آج یہ واقعات ہر احمدی کے لئے ایک چیلنج کا رنگ رکھتے ہیں کہ وہ بھی تبلیغ کے مقدّس میدان میں اترے اور تائیدات الٰہی کے ان جلوؤں سے اپنی زندگی کو منور کرے۔ جن واقعات کو پڑھ کر یا سن کر آج ہمارے خون کو حرارت اور ایمان کو جِلا نصیب ہوتی ہے خدا کرے کہ اس قسم کے روحانی تجربات ہماری زندگیوں کا مستقل حصہ بن جائیں۔ اس سعادت کو پانے کا راز ہمارے پیارے آقا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں بتا دیا ہے۔ اس ارشاد پر دل و جان سے عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو! اور اے دینِ محمدؐ کے متوالو! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک مبلغ ہے اور ہر ایک خدا تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہو گا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو۔ کوئی بھی تمہارا کام ہو۔ دنیا کے کسی خطہ میں تم بس رہے ہو۔ کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو۔ تمہارا اوّلین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ربّ کی طرف بلاؤ اور ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔"

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

# اُمّت کو ضرورت ہے اُمّت کے مسیحا کی

درکار جنوں کی ہو جس راہ میں بے باکی
آتی نہیں کام اس میں کچھ عقل کی چالاکی
درگاہِ محبّت میں کام آتی ہیں دو چیزیں
اک قلب کی بے تابی اِک آنکھ کی نمناکی
آئین ہے فطرت کا آتا ہے کوئی موسیٰ
بڑھ جاتی ہے جب حد سے فرعون کی سفّاکی
بے مائیگی مِلّت کی ہے فرد کی بے وقری
ہر قطرۂ دریا سے ہے آبرو دریا کی
بے راہ روی دل کی، ناعاقبت اندیشی
ہر عضو کی ناسازی ہے دِل کی ہی ناپاکی
بے دینی و بے ادبی بے خبری و بے بصری
اُمّت کو ضرورت ہے اُمّت کے مسیحا کی

(عبدالمنان ناہید)

اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے۔ جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۱۶)

# اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا تاریخ ساز دن

# ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء

آئے بھی اور آ کے چلے بھی گئے وہ آہ ❊ ایامِ سعد ان کے بسرعت گذر گئے

مکرم لئیق احمد صاحب طاہر، مبلغ انگلستان

مکرم ماسٹر محمد یوسف صاحب ہمارے محلہ دار الرحمت شرقی الف ربوہ میں مقیم تھے۔ دعاگو نیک بزرگ تھے۔ ان کے والد بزرگوار نے جس طرح بیعت کی وہ تعجب انگیز داستان ہے۔ گھر سے یہ نیّت کر کے قادیان گئے کہ میں جا کر مرزا صاحب سے بغیر تعارف کے بغلگیر ہو جاؤں گا۔ اگر انہوں نے مجھے پہلے اپنے سے علیحدہ کیا تو آپ کی طرف سے نہیں ہوں گے لیکن اگر گلے سے اس وقت تک لگائے رکھا جب تک مَیں خود الگ نہ ہوں تو آپ یقیناً مامور زمانہ مسیحِ موعود اور مہدی مسعود ہوں گے اور مَیں ان کی بیعت سے شرفیابی کے بعد ہی لوٹوں گا۔ اب ذرہ سوچئے کسی مامور من اللہ کی صداقت کا یہ معیار کس کتاب میں لکھا ہے؟ یہ تو بالکل وہی بات ہے جو ہمارے مسلمان بھائی کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا نام مرکب ہے یعنی مرزا غلام احمدؑ اس لئے آپ سچے نہیں، یا یہ کہ آپ کا پورا نام قرآن کریم میں کہاں درج ہے! بھلا کوئی پوچھے کہ یہ معیار کس الٰہی صحیفے میں درج ہیں؟ کیا "عیسیٰ ابن مریم" مرکب نام نہیں۔ علماء تو کہتے ہیں مُو۔ سیٰ بھی مرکب نام ہے اور کیا نام احمد، سورۃ الصّف کے پہلے رکوع میں بزرگوں نے ہمارے سیّد و مولیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ پر بھی چسپاں نہیں۔ بیشتر ضخیم تفاسیر قرآن کریم میں صلحائے امت نے ذکر کیا ہے کہ سورۃ الصف کے اس رکوع کے آخر میں مسیح موعودؑ کے ذریعہ غلبۂ اسلام کی پیشگوئی کی گئی ہے خیر یہ تو علمی ہے بات ہو رہی تھی

مکرم ماسٹر محمد یوسف صاحب کے والد بزرگوار کی۔ بعض اوقات خدا تعالیٰ ایسی راہوں سے بھی ہدایت کے سامان عطا فرماتا ہے جو بظاہر کسی فلسفی کے ذہن کی اختراع ہوتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر انسان کے دل پہ ہوتی ہے اور اگر دل میں اخلاص ہو تو خدا تعالیٰ ہدایت کے سامان پیدا کر دیتا ہے چنانچہ جب ماسٹر صاحب کے والد حضورؑ کے پاس گئے تو سینۂ مبارک سے چمٹ گئے۔ ادھر خدا تعالیٰ کے فرشتوں کے القاء کے نتیجہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے بھی انہیں گلے سے لگائے رکھا اور دعاؤں سے نوازتے رہے جب خاصی دیر کے بعد یہ خود ہی آپؑ سے الگ ہوئے تو آنسوؤں کا سیلاب آنکھوں سے رواں تھا اور پھر ہمیشہ کے لئے حضور کے ہو گئے۔

یہ تو ویسی ہی بات تھی جو کسی نے ایک احمدی سے کہا کہ اگر احمدیت سچّی ہے تو جو گاڑی اس وقت فراٹے بھرتے جا رہی ہے ابھی رُک جائے اور سچ مچ گاڑی رک گئی۔

یا جیسا کہ انڈونیشیا کے پہلے مبلّغ حضرت مولوی رحمت علی صاحب کے بارہ میں مکرم مولانا محمد صادق سماٹری رضی نے لکھا ہے کہ پاڈانگ (انڈونیشیا) میں حضرت مولوی صاحب کی تبلیغی گفتگو ہالینڈ کے ایک بشپ کے ساتھ شروع ہوئی اسی اثناء میں موسلادھار بارش شروع ہو گئی۔ وہ علاقہ ایسا ہے کہ بارش گھنٹوں بلکہ بعض اوقات ہفتہ ہفتہ بھر مسلسل ہوتی رہتی ہے بشپ احمدی مبلّغ کے دلائل سے لاجواب ہونے لگا تو یک دم موضوع بدل کر کہنے لگا کہ اگر آپ کا مسیح سچا ہے تو ہمیں یہ کرشمہ دکھائیں کہ یہ بارش یک دم بند ہو جائے۔ حضرت مولوی صاحب نے بغیر کسی توقف کے بلند آواز سے فرمایا:

"اے بارش تو اسی وقت خدا کے حکم سے تھم جا اور اسلام کے زندہ خدا کا ثبوت دے"

اسلام کے قادر مطلق خدا کے قربان جائیے کہ وہ بارش خدا کے اذن سے چند لمحوں میں تھم گئی۔ اور وہ بشپ اور اس کے سب ساتھی ششدر رہ گئے۔

اس نوعیت کے ہزاروں لاکھوں اقتداری معجزات دنیائے احمدیت میں ظاہر ہو رہے ہیں اور اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ سچ مچ ہمارے آقا و مولیٰ محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غلام یعنی غلام احمدؑ تھے، آپؐ کے عاشق صادق۔ اُمّتی۔ خادم اسلام نبی اللہ اور قرآن کریم کی شریعت کو از سر نو دنیا میں قائم و نافذ کرنے کے لئے عین قرآن و حدیث کے مطابق مبعوث ہوئے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء بمطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ بروز جمعۃ المبارک نماز فجر کے وقت قادیان میں ہوئی۔ آپ کا تعلق اہل فارس کی قوم "برلاس" سے تھا۔ آپ کے جدّ امجد مرزا ہادی بیگ ۱۵۳۰ء میں سمرقند سے ہجرت کر کے ہندوستان میں وارد ہوئے۔ یہ ظہیر الدین بابر۔ سلطنتِ مغلیہ کے پہلے تاجدار کا عہد تھا۔ اور چونکہ مرزا ہادی بیگ امیر تیمور کے چچا حاجی برلاس کی نسل سے تھے اس لئے بابر بادشاہ نے اس شاہی خاندان کو مشرقی پنجاب

کے علاقہ میں بہت بڑی جاگیر سے نوازا ۔ اس کا مرکز اسلام پور قاضیاں اور پھر قادیان کہلانے لگا۔ ۱۷۱۶ء میں محمد فرخ سیر غازی۔ شہنشاہِ ہند نے حضرت مرزا صاحب کے والد بزرگوار کے پڑدادا ۔ مرزا فیض محمد صاحب کو عضدُ الدولہ کا لقب اور ہفت ہزاری کا جلیل القدر منصب عطا کیا۔ آہستہ آہستہ یہ عظیم ریاست گھٹتے گھٹتے صرف ۸۴ ۔ ۸۵ دیہات میں محدود ہو گئی اور اسی پر بس نہیں بعد ازاں سکھوں نے آپ کے دادا حضرت مرزا عطا محمد کے زمانہ میں اس بچی کھچی ریاست پر بھی قبضہ کر لیا اور یہ خاندان بے سرو سامانی کی حالت میں کپور تھلہ ریاست میں نقل مکانی کر گیا۔ آپ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے آخری دور میں ۱۸۳۵ء میں ریاست کے پانچ گاؤں واپس دے دیئے گئے اور ریاست کی بے سرو سامانی کا خاتمہ ہؤا اور ریاست کپور تھلہ سے یہ خاندان دوبارہ قادیان منتقل ہو گیا لیکن جب ۲۹ مارچ ۱۸۴۹ء کو پنجاب کا علاقہ انگریزی عملداری میں شامل کیا گیا تو ماسوائے قادیان کے یہ جاگیر بھی انگریزوں نے چھین لی اور اس کے بدلے میں صرف ۷۰۰ روپے کی پنشن مقرر کر دی۔ جو جاگیر کے مقابلہ میں پرِ کاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی تھی ۔

مجھے حیرت ہوتی ہے جب بعض مخالفین احمدیت کو " انگریز کا خود کاشتہ پودا" کہتے ہوئے سنتا ہوں انگریزی عملداری میں جائداد کے ۴/۵ حصہ سے محروم کر دیا جانا" ایک منصف مزاج کے لئے صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے بہت کافی ہے ـــــ اگر یہ انگریز کا لگایا ہؤا پودا ہوتا تو چاہیئے تو یہ تھا کہ انگریز مرزا فیض محمد صاحب عضد الدولہ کے عہد کی ہزاروں دیہات پر مشتمل عظیم جاگیر لوٹا دیتا۔ یہ کیا باغبان تھا کہ جس نے رنجیت سنگھ کے عہد کی لوٹائی ہوئی حقیر سی جائداد کے پانچ میں سے چار حصے غصب کر لئے۔ کیا ہمارے مخالفین میں سے ایک بھی ایسا جواں مرد ہے جس سے یہ سلوک ہو اور وہ اس پر سر دھننا شروع کر دے ۔

؎ ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں  
دے گا نہیں تو عقل کے بخئے ادھیڑ تو

# پیدائش

آپ ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء بمطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ بروز جمعۃ المبارک بوقت نمازِ فجر قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت توام تھی۔ آپ کے ساتھ ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی تھی۔ ان کا نام جنت بی بی تھا۔ اور وہ جلد ہی فوت ہو گئیں۔

یہی وہ سال ہے جب کہ پنجاب میں عیسائیوں نے سب سے پہلے لدھیانہ میں اپنا تبلیغی مشن قائم کیا۔ خدا تعالیٰ کا عجیب تصرّف ہے کہ اسی سال میں کاسرِ صلیب بھی پیدا ہوئے جنہوں نے بعد میں اسی شہر لدھیانہ میں اذنِ الٰہی سے اپنی جماعت کا آغاز کیا اور پہلی بیعت لی ۔

آپ کی ولادت باسعادت کے بارے میں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کا بیان ہے کہ خاندان کی غریب الوطنی اور تنگ دستی کا دور قادیان سمیت پانچ دیہات کے واپس مل جانے کی وجہ سے ختم ہؤا ۔ اور خاندان میں فراخی اور کشائش کے سامان خدا تعالےٰ نے مہیا فرما دیئے۔

# بچپن

آپ کا بچپن بے حد پاکیزہ اور باقی بچوّں سے بہت مختلف تھا عام کھیل کود کی بجائے نیکی کے کاموں کی طرف میلان تھا۔ بہت چھوٹی عمر میں نماز کی طرف غیر معمولی رغبت تھی اور نیکی کے نمایاں آثار آپ کے چہرے بُشرے سے عیاں تھے۔ چنانچہ ایک صاحبِ کرامات بزرگ مولوی غلام رسول قلعہ سَیہاں سنگھ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا " اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔"

( روایات صحابہ جلد نمبر ۱۲ صفحہ ۱۰۴ )

# تعلیم

چونکہ آپ رئیس خاندان کے چشم و چراغ تھے اس لئے اس زمانہ کے دستور کے مطابق آپ کی تعلیم کے لئے چند اتالیق مقرر کئے گئے۔ جن سے آپ نے قرآن مجید۔ عربی صرف و نحو۔ فارسی زبان اور علوم مروجہ کی کچھ تعلیم حاصل کی۔ طب سے متعلق بعض کتب آپ کے والد ماجد نے آپ کو پڑھائیں۔

# جوانی

آپ ابتداء ہی سے خلوت پسند تھے اور زیادہ وقت مسجد کے ایک حجرہ میں عبادت اور ریاضت میں گزارتے تھے۔ اکثر روزے سے رہتے اور اپنا کھانا خاموشی سے بعض محتاجوں میں تقسیم فرما دیتے۔

کثرت سے دینی کتب کا مطالعہ فرماتے اور مختلف مذاہب کی طرف سے اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات جمع کر کے ان کے ردّ کے لئے تحریر و تقریر کے ذریعے کوشاں رہتے۔

یہ وہ وقت تھا کہ ہندوستان میں عیسائیت۔ آریہ مذہب اور سکھ مذہب اسلام پر چاروں طرف حملہ آور تھے۔ آپ نے اسلام کے دفاع میں مختلف رسائل میں مضامین لکھنے شروع کئے اور ۱۸۸۰ء میں براہین احمدیہ کے دو حصے شائع کئے اور فرمایا کہ جو دلائل ہم نے قرآن کریم اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں قرآن کریم سے پیش کئے ہیں اگر کوئی غیر مسلم ان کا ۱/۵ حصہ بھی اپنے مذہب کی صداقت کے لئے اپنی الہامی کتاب سے نکال کر پیش کر سکے تو ہم اُسے دس ہزار روپیہ انعام دینگے اس کتاب پر وقت کے قدآور علماء نے بڑے شاندار ریویو لکھے اور اسے قرآن کی بے مثل اور بے نظیر خدمت قرار دیا۔

آپ کے والد بزرگوار کو آپ کے دنیوی روزگار کا بہت فکر تھا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کا میلان بالکل اس طرف نہیں تھا۔ والد صاحب کے حکم کی اطاعت میں آپ نے بعض خاندانی مقدّمات کی پیروی بھی کی مگر دل ان کی دنیوی جھمیلوں سے اُچاٹ تھا۔ والد صاحب نے زمینداری امور کی نگرانی بھی آپ کے سپرد کی مگر ان امور میں آپ کی بے رغبتی کی وجہ سے والد صاحب بعض اوقات آپ سے ناراض بھی ہو جاتے۔ گو وہ جانتے تھے کہ یہ فرزند " برًّا بِالْوَالِدَیْن " ہے۔ آپ کے والد اکثر کہا

کرتے تھے کہ میں صرف رحم کی خاطر اپنے بیٹے کو دنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس طرف اس کی توجہ ہے (یعنی دین کی طرف) صحیح اور سچی بات یہی ہے۔ ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۴ حاشیہ)

## جوانی میں انقطاع الی اللہ کی چند مثالیں

والد صاحب کی ہدایت پر ایک مقدمے کی پیروی کے لئے آپ کو لاہور جانا پڑا وہاں آپ سیّد محمد علی شاہ صاحب رئیسِ قادیان کے ہاں مقیم تھے۔ ایک دن آپ ہشاش بشاش شاہ صاحب کے ہاں واپس آئے۔ شاہ صاحب نے مقدمہ کے بارے میں استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا:

"خدا کا شکر ہے مقدمہ خارج ہو گیا ہے اور آئندہ اس کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔"

کوئی عام دُنیا دار ہوتا تو مقدمے میں ہارنے پر سخت محزون ہوتا مگر آپ خوش تھے کہ اب خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کے لئے اور وقت مل سکے گا۔

آپ بٹالہ میں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں گئے اس دوران نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے نماز شروع کی۔ اردلی نے آواز دی اور فریق ثانی نے آپ کی غیر حاضری میں خوب زور و شور سے اپنا بیان دیا۔ مگر جج کے دل پر خدا نے ایسا تصرّف کیا کہ اس نے آپ کی بات سنے بغیر ہی آپ کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ (حیات طیبہ صفحہ ۱۵)

آپ کی پاک فطرت کی وجہ سے بعض اوقات آپ کے والد کے بعض موروثی مخالفین گواہ کے طور پر آپ کا نام لکھوا دیا کرتے تھے اور آپ کسی ملامت کا خوف کئے بغیر ایسا بیان دینے میں بھی عار محسوس نہیں فرماتے تھے کہ جس سے خواہ آپ کے والد کے حقوق متاثر ہوں۔ اس وجہ سے بعض اوقات آپ کے والد بزرگوار آپ پر ناراضگی کا اظہار بھی فرماتے۔

(حیات طیبہ صفحہ ۱۵)

آپ کے فرزند مرزا سلطان احمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ

"والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں گزاری بلکہ فقیر کے طور پر گزاری ہے"۔

(حیات طیبہ صفحہ ۱۵)

ایک دفعہ ضلع گورداسپور میں ایک ایسا انگریز افسر آیا جو آپ کے والد صاحب کا واقف تھا۔ آپ نے جھنڈا نامی ایک شخص سے فرمایا کہ جاؤ مرزا غلام احمد کو بلا لاؤ۔ اس کا منشاء ہو تو اُسے کسی اچھے عہدے پر نوکر کرا دوں۔ جھنڈا سنگھ آپ کے پاس پہنچا تو آپ کتابوں کے ڈھیر کے اندر بیٹھے کتب کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ آپ نے جھنڈا سنگھ سے کہا

"کہ میں نے تو جس کا نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں"۔

۱۸۶۸ء میں سیالکوٹ سے واپسی پر کچھ عرصہ کے بعد آپ کو ریاست کپورتھلہ سے سررشتہ تعلیم کی افسری کی پیشکش ہوئی۔ آپ نے اس پر اپنے والد بزرگوار کو لکھا۔

"میں کوئی نوکری کرنی نہیں چاہتا۔ دو جوڑے کھدر کے کپڑوں کے بنا دیا کرو اور روٹی جیسی بھی ہو بھیج دیا کرو۔"

آپ کے والد صاحب یہ جواب سُن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

"سچی راہ تو یہی ہے جس پر یہ چل رہا ہے"۔

## سیالکوٹ میں ملازمت

بعض اوقات بعض احباب کم علمی کی بناء پر یہ سوال کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے نبی ہو کر انگریزوں کے ملازم کیوں ہوئے۔ حالانکہ اگر ایسے احباب کی قرآن کریم پر پوری نظر ہو تو اسے ہرگز اعتراض کا رنگ نہ دیں۔ آخر ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو تجارت کے سلسلے میں حضرت خدیجہ سے معاملہ فہمی کی تھی۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی فرعون مصر کے ہاں لمبے عرصہ تک ملازمت کی تھی۔ یہ باتیں چنداں قابل اعتراض نہیں ہیں۔ قرآن کریم میں کس جگہ کسی مامور کی صداقت جانچنے کا یہ معیار بیان ہوا ہے!؟

حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے والد بزرگوار کے اصرار پر ۱۸۶۴ء میں سیالکوٹ میں سرکاری ملازمت اختیار کی۔ آپ کے دل پر ہمیشہ اس کا بوجھ رہا۔ آپ اسے قید خانہ سے تعبیر فرمایا کرتے تھے۔ اگر والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کی پرزور تعلیم قرآن کریم نے نہ دی ہوتی تو آپ یقیناً ایسی "قید" سے انکار فرما دیتے

اس ملازمت کے دوران آپ نے جس تقویٰ و طہارت سے وقت گزارا یہ مختصر کتابچہ اس تفصیل کا متحمل نہیں ہے۔ قارئین صرف اس امر سے اندازہ لگائیں کہ دعویٰ کے بعد بھاری تعداد میں سیالکوٹ شہر اور ضلع کے مرد و زن نے آپ کو قبول کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس ضلع کے لوگ جو مقدمات کی پیروی میں سول کورٹ میں آیا کرتے تھے آپ کی پاک اور مطہر زندگی سے پہلے ہی سے متاثر تھے

آپ عام ملازموں سے مختلف، صوم و صلوٰۃ کے پابند، دنیا سے بیزار اور حلم و کرم، عفت و تواضع اور انکسار اور خاکساری ہمدردئ خلق اور پاک باطنی، اکل حلال، صدق مقال اور پرہیزگاری وغیرہ جیسے اخلاق فاضلہ کے حسین پیکر تھے۔ ملازمت سے سیدھے گھر آتے اور پہروں قرآن کریم کی تلاوت فرماتے۔ اپنا کمرہ اندر سے بند رکھتے اور ریاضت اور مجاہدات اور خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار رہتے۔ یا پھر آپ اسلام کے دفاع میں عیسائی پادریوں سے مباحثات کرتے نظر آتے جن میں پادری بٹلر صاحب ایم اے اور پادری الائشہ صاحب کے نام قابل ذکر ہیں۔

اسی طرح اس زمانہ میں آپ کے غیر معمولی تقویٰ و طہارت نے جن لوگوں کے دلوں میں گھر کیا ان میں شاعر مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال کے استاد مولانا سیّد میر حسن صاحب سیالکوٹی اور مولانا ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر زمیندار کے والد ماجد منشی سراج الدین صاحب قابل ذکر ہیں۔

بالآخر ۱۸۶۸ء میں والد بزرگوار کی اجازت سے نوکری سے استعفیٰ دے کر واپس قادیان آ گئے۔

۱۸۶۸ء سے آپ پر الہامات کا سلسلہ جاری ہؤا۔ رؤیا اور کشوف کا سلسلہ یقیناً اس سے بہت پہلے جاری ہو چکا ہو گا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ جو غیب کی خبریں دیتا وہ اپنی ذات کے علاوہ قادیان کے ہندوؤں، سکھوں مسلمانوں وغیرہ سبھی کے بارہ میں ہوتیں۔ اور جب یہ باتیں من و عن پوری ہو جاتیں تو سبھی حیران ہوتے اور لوگوں کے دل میں یہ بات میخ کی طرح گڑ گئی کہ یہ شخص خدا رسیدہ ہے

۱۸۷۵ء کے آخر میں آپ نے آٹھ نو ماہ کے روزے الٰہی اشارے پر رکھنے شروع کئے۔ لیکن یہ ریاضت بے حد رازداری سے بجا لاتے گھر سے روزانہ جو کھانا وغیرہ آتا۔ وہ بعض یتیم بچوں کو دے دیتے۔ ۲۴ گھنٹے میں آپ صرف ایک روٹی کھانے لگے پھر اس سے بھی کم کر کے چند نوالے کھا کر روزہ مکمل فرمالیتے۔ اس لمبی ریاضت اور مجاہدہ کے نتیجہ میں لطیف مکاشفات کے دروازے آپ پر کھولے گئے۔ بعض گزشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور عین بیداری کی حالت میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مع حسنین رضؓ وعلیؓ و فاطمہ رضؓ کو دیکھا۔ (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۸ حاشیہ)

اس کے بعد آپ نے بعض بزرگوں سے ملاقات کرنے کے لئے بعض للّٰہی سفر اختیار کئے جن میں سے قابل ذکر حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب ہیں جو صاحب الہام وکشف بزرگ تھے۔ یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے ۱۸۸۱ء میں اللہ تعالیٰ سے کشف پاکر یہ پیشگوئی کی کہ

"ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا مگر افسوس کہ میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔"

(حیات النبی جلد اول صفحہ ۸)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

# الیس اللہ کی انگوٹھی

"اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" کے نقش والی انگوٹھی گویا ایک احمدی کی نشانی بن گئی ہے۔ یہ قرآنی آیت کا ایک حصہ ہے اور ۱۸۷۶ء میں حضرت مرزا صاحب کو الہام ہوا۔ اس زمانہ میں آپ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں لاہور آئے ہوئے تھے کہ دوپہر کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں الہام ہوا۔

"وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ" یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضاء و قدر کا منبع ہے اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہوگا۔"

اور حضرت مرزا صاحب کو سمجھایا گیا کہ آج ہی آپ کے والد بزرگوار حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب غروب آفتاب کے بعد فوت ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت والد صاحب کی وفات پر تقاضائے بشریت کے مطابق آپ کو خیال آیا کہ وہ آمدنی کے ذرائع جو حضرت والد صاحب کی زندگی کے ساتھ وابستہ تھے منقطع ہو جانے سے نہ معلوم کیا کیا مشکلات پیش آئیں اس خیال کا دل میں پیدا ہونا تھا کہ آپ کو یہ دوسرا الہام ہوا۔

"اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ"

یعنی کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں؟

چنانچہ ایک انگشتری اس الہام پر مشتمل بنوائی گئی جو آج بھی ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی انگشت مبارک میں پہنی ہوئی ہے۔

اس کے بعد حضرت مرزا صاحب پر کثرت سے الہامات و کشوف کا دروازہ کھل گیا۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بطل جلیل کی یہ داستان اس قدر عشق انگیز ہے کہ اسے ختم کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ اور جتنا بھی اس ذکر حبیب کو طویل کریں تشنگی کا احساس باقی رہتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق باللہ کا ایک ولولہ انگیز اور ایمان افروز واقعہ روح میں وجد کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ مکرم منشی عطاء اللہ صاحب پٹواری کو بعض احمدی تبلیغ کیا کرتے تھے اور جواباً یہ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تمسخر کرتے اور تخفیف کی نظر سے دیکھتے۔ شراب نوشی رشوت خوری اور ساتوں شرعی عیوب ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

ایک روز ایک احمدی نے بڑے جوش سے انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا پیغام پہنچایا تو کہنے لگے اچھا میں دیکھ لیتا ہوں تمہارے مرزا صاحب کتنے پانی میں ہیں اور خدا تعالیٰ سے ان کا کیسا تعلق تھا۔ یہ کہا اور جھٹ حضورؑ کو ایک لمبا چوڑا خط لکھ دیا کہ میری تین بیویاں ہیں۔ ان سے کوئی اولاد نہیں۔ آخری شادی کئے ہوئے بارہ ۱۲ برس کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اگر آپ فی الواقع مسیح موعود اور امام مہدی ہیں اور آپ کا دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے جیسا کہ وہ اولیاء اللہ کے ساتھ ہوا کرتا ہے تو دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے خوبصورت اور صحت مند بیٹا عطا فرمائے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ بیٹا میری تیسری بیوی سے نہ ہو۔ دوسری بیوی سے نہ ہو بلکہ پہلی بیوی سے ہو۔ جس سے شادی پر انہیں مدت گزر چکی تھی اور وہ کبھی سرسبز نہ ہوئی تھی۔

جواباً انہیں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے خط لکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے لئے دعا کی ہے اور دعا مقبول ہوئی ہے لیکن ایک شرط ہے کہ آپ حضرت ذکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح اپنے اندر نمایاں تبدیلی پیدا کریں۔ یہ خط ملنے پر آزمائش کے لئے مکرم منشی عطاء اللہ صاحب نے اپنے اندر پاک تبدیلی کا عزم صمیم کر لیا۔ دیکھتے دیکھتے ایک شرابی کبابی میں نیکی اور شرافت کے آثار پیدا ہونے لگے جیسے ایک خزاں رسیدہ درخت۔ بہار میں نئی روئیدگی اور تازگی سے ترو تازہ ہو جاتا ہے یہی حال منشی عطاء اللہ صاحب کا تھا۔ لوگ انہیں تعجب اور تجسس کی نظر سے دیکھتے اور طرح طرح کے آوازے کستے اور رائے کا اظہار کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کے دربار میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مناجاتیں باریابی حاصل کر چکی تھیں۔ ادھر منشی عطاء اللہ صاحب میں مسیح دوراں کی دعاؤں سے روحانی زندگی کروٹ لینے لگی۔ اُدھر اُن کی کڑی شرط کے مطابق ان کی پہلی بیوی، جو مدت مدید سے بانجھ اور بے ثمر تھی، حضرت ذکریاؑ کی بیوی کی طرح، نشان نمائی کے لئے چن لی گئی۔ پانچ چھ ماہ بعد منشی عطاء اللہ صاحب نے اپنے دوست احباب سے کہنا شروع کر دیا کہ خدا تعالیٰ ان کے ہاں پہلی بیوی سے خوبصورت اور صحت مند بیٹا عطا فرمائے گا۔ اور سچ چند ماہ کے بعد ایسا ہی ہوا اور خدا تعالیٰ نے ان کے حسب دلخواہ اعجازی رنگ میں بیٹا عطا فرما دیا۔ مکرم منشی عطاء اللہ صاحب اسی روز چند احباب کے ہمراہ قادیان گئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کر کے امام مہدی کے غلاموں میں شامل ہو گئے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَعْظَمَ شَانَ اللّٰہِ۔

۱۸۸۲ء میں آپ پر مجددیت اور ماموریت کا پہلا الہام ہوا یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپ نے سب سے پہلے تحریر فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ میری بیعت کریں۔ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو آپ نے دس شرائط بیعت کا اعلان

فرمایا اور ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں حضرت منشی صوفی احمد جان صاحب کے مکان پر پہلی بیعت ہوئی۔ پہلے روز فرداً فرداً چالیس افراد نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ۱۸۹۰ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر انکشاف فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسیح ابن مریم کے آنے کی خبر دی تھی وہ آپ ہی ہیں اور پہلے مسیح ابن مریم تمام دیگر انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ اس کے معاً بعد آپ نے وضاحت فرمائی کہ مسیح اور مہدی دو الگ الگ وجود نہیں ہیں بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی وضاحت فرما دی ہے کہ ایک ہی وجود کے یہ دو نام ہیں۔ (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے جس دور کا آغاز ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو ہوا تھا آج ایک صدی کے بعد ہم اس کے نمایاں آثار دیکھ رہے ہیں الٰہی سنت

أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا

أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ (انبیاء ۴۵: ۲۱) ——— نیز

كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (مجادلہ ۲۲: ۵۸)

کے مطابق احمدیت ہر قسم کے طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شاہراہ غلبۂ اسلام پر اس تیزی سے رواں دواں ہے کہ دشمن سکتہ میں آگیا ہے۔ بھلا خدا کے لگائے ہوئے پودے کو کون میلی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔ ہر مخالف ناکام ہوا۔ ہر فرعون کا سر پاش پاش کیا گیا ہے۔ ہر نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ گل و گلزار میں تبدیل کی گئی۔ ہر ابتلا میں سے احمدیت پہلے سے بلند تر، مضبوط تر، اور سرو قد ہو کر نکلی اور اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر گئی کہ

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

مبارک ہیں وہ جو اس پاک مسیح کی جماعت میں شامل ہوئے اور انہیں غلبۂ اسلام کی مہم میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت خوب اور برحق فرمایا:

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں۔ آمد امام کامگار

نیز فرمایا:

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
مَیں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

آپ کی جماعت مصائب کے پہاڑوں کو زیر کرتی ہوئی ایک شہر سے دوسرے شہر ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک براعظم سے دوسرے براعظم میں محبت و آشتی سے غلبۂ اسلام کے میناروں کی بنیادیں رکھ رہی ہے۔ اور بعض ملکوں میں یہ مینار ثریا کو چھو رہے ہیں۔ لیکن وائے افسوس ان محروموں پر جو آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ کان ہوتے ہوئے نہیں سنتے۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے کس درد بھری لَے میں فرمایا تھا:

یارو مسیحِ وقت کہ تھی جن کی انتظار
راہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مر گئے
آئے بھی اور آکے چلے بھی گئے وہ آہ
ایامِ سعد ان کے بسرعت گزر گئے

# آمدِ امامِ وقت

سنو اے سننے والو پھر جہاں میں انقلاب آیا
کہ جس کے منتظر تھے سب وہ رشکِ ماہتاب آیا
مبارک ہو تجھے اے امتِ محبوبِ سبحانی
پلٹ کر حسبِ وعدہ پھر ترا عہدِ شباب آیا
جہاں کو نورِ قرآں سے منور کر دیا جس نے
محمد مصطفیٰ کا وہ بروز لاجواب آیا
گلستانِ حبیبِ کبریا کی پاسبانی کو
اسی فیضِ مجسم سے وہ ہو کر فیضیاب آیا
ترستے تھے جو دیدِ مہدیٔ دوراں کو صدیوں سے
بحمد اللہ اُن کی التجاؤں کا جواب آیا
چمن والو اٹھو اپنے چمن کی رونقیں دیکھو
گیا دورِ خزاں اور پھر کوئی رشکِ گلاب آیا
مسیح و مہدیٔ آخر زماں جو آنے والا تھا
بفضلِ ایزدی مثلِ طلوعِ آفتاب آیا
ہوئے شمس و قمر رمضان میں جس کے لیے تیرہ
وہ مردِ فارس و مہدیٔ برحق کامیاب آیا
غلام احمدِ مرسل ہوئے مبعوث خود پہلے
پھر اُن کے بعد "رحمت کا نشاں" مستِ شباب آیا
تجلّی قدرتِ ثانی کی دیکھی چشمِ بینا نے
فلک سے مہر جب رخصت ہوا تو ماہتاب آیا
جہاں میں ہر طرف جنگوں کے یہ شعلے بتاتے ہیں
بشر پھر کبر و نخوت کے سبب زیرِ عتاب آیا
سزا دیتا نہیں مولا کسی کو بے سبب ہرگز
گناہ جب بڑھ گیا حد سے تو دنیا پر عذاب آیا

(مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم)

## عید مبارک

عید سب کے لیے مبارک ہو
سب کو خوشیوں میں کیجئے شامل
ساری بستی میں بانٹ کر خوشیاں
اپنی خوشیوں کو کیجئے کامل

(ڈاکٹر حنیف احمد قمر۔ ربوہ)

درِّ محمود

# اطاعت

دُرِّ محمودؔ کے عنوان کے تحت ہم قارئینِ اخبار احمدیہ جرمنی کی خدمت میں حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریرات و خطبات سے منتخب شدہ ایسے اقوال وارشادات بسلسلہ وار پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جن کا تعلق براہِ راست انسان کی رُوحانی ترقی اور قوموں کی اصلاح کیساتھ ہے۔ ——— (ادارہ)

مرتبہ : مکرم زاہد ملک صاحب

"درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اُٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے"

(مشعلِ راہ صہ ۲۱۲، بحوالہ الفضل ۷ راپریل ۱۹۳۹ء)

"فرمانبرداری اس بات کا نام ہے کہ انسان کے اندر ایک ایسی روح اور اس کے قلب میں ایک ایسا احساس پیدا ہو جائے کہ وہ ان تمام احکام کی فرمانبرداری اور تعمیل کے لیے ایسا کمر بستہ ہو جائے کہ جب بھی کوئی حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں اور انبیاء کی طرف سے یا ان کے نوّاب اور خلیفہ کی طرف سے صادر ہو تو یہ اس کے ماننے اور فرمانبرداری کے لیے اپنے دل میں کوئی خلش نہ پائے اور تعمیل کے لیے بالکل تیار ہو۔ اباء و استکبار اور نافرمانی کا خیال و وہم تک بھی اس کے قلب میں نہ گزرے۔ پس انسان ہزار نمازیں پڑھے، صدقات دے اور ظاہری قربانیاں ادا کرے مگر جب تک وہ قلب سلیم نہیں جس میں یہ یقینی عزم ہو کہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ نہیں کرنا، اباء و استکبار نہیں کرنا اور خدا تعالیٰ کے لیے ہر موت اپنے اوپر وارد کرنا منظور ہے تب تک کچھ بھی نہیں۔"

(خطباتِ محمودؔ جلد دوم صہ ۶۵)

"ہماری جماعت میں قربانیوں کا مادہ بہت کچھ ہے مگر ابھی یہ جذبہ ان کے اندر اپنے کمال کو نہیں پہنچا کہ جونہی ان کے کانوں میں خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی آواز آئے اس وقت جماعت کو یہ محسوس نہ ہو کہ کوئی انسان بول رہا ہے بلکہ یوں محسوس ہو کہ فرشتوں نے ان کو اٹھا لیا ہے اور صور اسرافیل ان کے سامنے پھونکا جا رہا ہے۔ جب آواز آئے کہ بیٹھو تو اس وقت انہیں یہ معلوم نہ ہو کہ کوئی انسان بول رہا ہے .... بلکہ یوں محسوس ہو کہ فرشتوں کا تصرّف ان پر ہو رہا ہے اور وہ ایسی سواریاں ہیں جن پر فرشتے سوار ہیں جب وہ کہے بیٹھ جاؤ تو سب بیٹھ جائیں۔ جب کہے کھڑے ہو جاؤ تو سب کھڑے ہو جائیں۔ جس دن یہ روح جماعت میں پیدا ہو جائے گی اس دن جس طرح باز چڑیا پر حملہ کرتا ہے اور اسے توڑ مروڑ کر رکھ دیتا ہے اسی طرح احمدیت اپنے شکار پر گرے گی اور تمام دنیا کے ممالک چڑیا کی طرح اس کے پنجے میں آجائیں گے۔ اور دنیا میں اسلام کا پرچم پھر نئے سرے سے لہرانے لگ جائے گا۔"

(مشعلِ راہ صہ ۲۱۲، بحوالہ الفضل ۷ راپریل ۱۹۳۹ء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کناروں پر کھڑے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں جگہ تنگ تھی اور لوگوں نے کناروں پر کھڑے ہو کر خطبہ سننا شروع کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ ایک صحابی اس وقت مسجد کی طرف آ رہے تھے اور ابھی گلی میں ہی تھے کہ ان کے کانوں میں یہ آواز پہونچ گئی اور وہ اسی وقت زمین پر بیٹھ گئے اور انہوں نے گھسٹ گھسٹ کر مسجد کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ کوئی شخص پیچھے سے آ رہا تھا وہ انہیں دیکھ کر کہنے لگا آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ اتنے بڑے آدمی ہو کر آپ اکڑوں بیٹھ کر پیروں کے بل چلنا شروع کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا میرے کان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابھی یہ آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ اس لیے میں یہ آواز سنتے ہی بیٹھ گیا۔ وہ کہنے لگا یہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کہا ہوگا جو مسجد میں کھڑے ہوں گے، آپ سے تو نہیں کہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ کہا ہوگا۔ لیکن میں نے سمجھا کہ اگر میں نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اور اس وقت میری جان نکل گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حکم ایسا رہ جائے گا جس کی میں نے اطاعت نہیں کی ہوگی۔ اس لیے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ خواہ آپؐ نے کسی کو مخاطب کیا ہو جب میرے کانوں میں آپ کی آواز پڑ گئی ہے تو میں اس کی تعمیل کروں۔ یہ وہ اطاعت کی روح تھی جو صحابہؓ میں پائی جاتی تھی۔"

(الازہار لذوات الخمار صہ ۲۱۱-۲۱۲)

"جو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور پھر اُسے کامیابی نہیں ہوتی وہ سمجھ لے کہ دو ہی باتیں ہیں۔ یا تو خدا کا قول جھوٹا ہے، یا اس کا نفس جھوٹا ہے اور جس چیز کو وہ اطاعت سمجھ رہا ہے اطاعت نہیں اور کون ہے جو خدا کے کسی حکم کو جھوٹا قرار دے سکے۔ ہر انسان یہی کہے گا کہ میرے نفس کی غلطی ہے۔ ورنہ اللہ اور اس کے رسول کا فرمودہ بالکل سچا ہے"

(خطباتِ محمودؓ جلد سوم صہ ۲۱۲)

## قصرِ احمدیت کی

# پہلی بنیادی اینٹ

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد ——— مؤرخِ احمدیت

احمدیت ربّ جلیل کا قائم کردہ سلسلہ ہے جس کا قیام ۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء کو عمل میں آیا۔ اس آسمانی سلسلہ کو اگر ایک پُرشکوہ اور سربفلک عمارت سے تشبیہ دی جائے تو اس کی بنیادی اینٹ حاجی الحرمین الشریفین حکیم الامّت مولانا حکیم حافظ نورالدین بھیروی (خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) کی پُرانوار و برکات شخصیت ہے جنہوں نے مہدی امّت کے دستِ مبارک پر بیعت کا اوّلین شرف اور اعزاز حاصل کیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے :

"نبی کو جو فراست دی جاتی ہے وہ دوسروں کو نہیں دی جاتی۔ حضور نے جب میری بیعت لی تو میرا ہاتھ پہنچے سے پکڑا حالانکہ دوسروں کے ہاتھ اس طرح پکڑے جیسے مصافحہ کیا جاتا ہے۔ پھر مجھ سے دیر تک بیعت لیتے رہے اور تمام شرائط بیعت کو پڑھوا کر اقرار لیا۔ اس خصوصیت کا علم مجھے اس وقت نہیں ہوا مگر اب یہ بات کھل گئی۔"

(رسالہ "تشحیذ الاذہان" قادیان۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۴۷۷)

الفاظ بیعت جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمائے حسبِ ذیل تھے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی : آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مَیں مبتلا تھا۔ اور اپنے سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کی لذّات پر مقدّم رکھوں گا اور اشتہار کی دس شرائط پر حتی الوسع کاربند رہوں گا۔ اور میں اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ استغفر اللہ ربی۔ استغفر اللہ ربی۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنبٍ واتوب الیہ۔ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ ربّ انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانّہٗ لا یغفر الذنوب الّا انت۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۱۲۷)

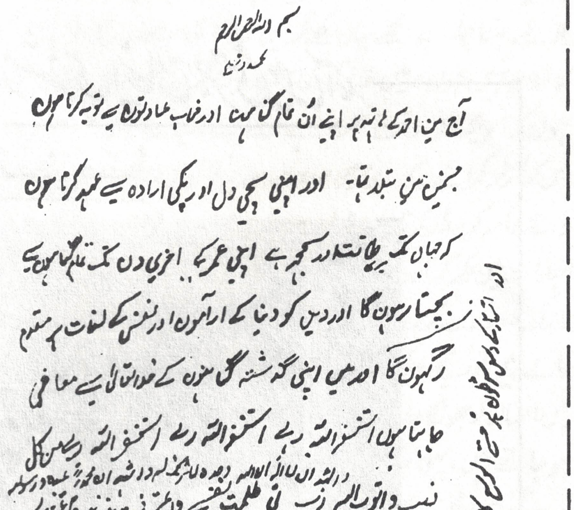

ایک بار حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل سے عرض کیا گیا کہ حضور نے بیعت کر کے کیا فائدہ حاصل کیا۔ جواب میں ارشاد فرمایا :

"دنیا سے سرد مہری ۲۔ رضا بالقضاء کا ابتداء ۳۔ اخلاص ۴۔ فہم قرآن میں بیّن ترقی ۵۔ طولِ امل سے تنفر ۶۔ اور المنکر سے بحمداللہ حفاظت ۷۔ فتنِ دجال سے بحمداللہ حفاظت تامہ ۸۔ کبر، کسل، کذب، عجز، جبن سے امن تامہ۔"

(الحکم ۳۱؍اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

حضرت حکیم الامت مولانا نورالدینؓ کو برصغیر کے روشن خیال زعماء اور علماء نہایت عقیدت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ علیگڑھ تحریک کے بانی اور مسلمانانِ ہند کے عظیم قومی لیڈر سر سید احمد خان مرحوم نے ایک شخص کو بتایا کہ جاہل علم پڑھ کر عالم بنتا ہے، عالم ترقی کر کے حکیم ہو جاتا ہے، حکیم ترقی کرتے کرتے صوفی بنتا ہے اور جب صوفی ترقی کرتا ہے تو نورالدّین بن جاتا ہے۔ (بدر ۶؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۳ کالم ۱)

نامور دیوبندی عالم دین علامہ عبیداللہ سندھی اپنے مکتوب ۲۴ ستمبر ۱۹۲۳ء میں فرماتے ہیں :

**"مولانا نورالدین مرحوم کو علمائے اسلام میں بہت بہت بڑے درجہ پر مانتا ہوں۔"**

(JOURNAL OF THE PUNJAB UNIVERSITY HISTORICAL SOCIETY, PAGE 47 PUBLISHED BY DEPARTMENT OF HISTORY UNIVERSITY OF THE PUNJAB, LAHORE)

۱۰ ستمبر ۱۹۱۲ء کا واقعہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے اس روز مسجد اقصیٰ قادیان میں سورہ الصف کا درس دیتے ہوئے فرمایا : "میں اپنی ذوقی باتیں کم کیا کرتا ہوں۔ سائل تو صرف احمد کے متعلق کھول کر بیان چاہتا ہے۔ یہاں تو **خدا نے احمد کے بعد نور کی طرف بھی قرآن شریف میں اشارہ کر دیا ہے۔ آگے دین کا لفظ بھی ہے** اور اس نور کو نہ ماننے والوں کے متعلق بھی کہا ہے ولو کرہ الکافرون اگرچہ منکر برا منائیں۔" (کلام امیر بدر ۱۹ ستمبر ۱۹۱۲ء ص ۱)

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

## بقیہ : اداریہ

خدا کی حقیقی معرفت دکھلانے اور خدا کا حقیقی چہرہ دکھلانے کے لئے خدا کے مامور آتے ہیں وہ خدا کی طرف سے آتے ہیں اور خدا کی طرف ہی لے کر جاتے ہیں خدا کے ماموروں کے ظہور کے زمانہ میں ایسی آیات آسمان اور زمین سے ظاہر ہوتی ہیں جس سے انسان زندہ خدا کا چہرہ دیکھ لیتا ہے اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنا مامور بھیجا ہے جس کے آنے سے عالمِ روحانیت میں مکمل بہار آگئی۔ اس مامور زمانہ کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہے جنہوں اس زمانہ میں امام مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

باغ مرجھایا ہؤا تھا گر گئے تھے سب ثمر ۔۔۔ میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

آپ کے آنے سے دنیا نے ایک زندہ خدا کا چہرہ دیکھ لیا آپ نے ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی جو شب و روز خدا کی توحید کو زمین پر پھیلانے میں کوشاں ہے۔ اور اس کی مخلوق کیلئے خدمت کا عظیم جذبہ رکھتی ہے دنیا کے پردے پر مخلوق کسی جگہ بھی دکھوں مبتلا ہو یہ جماعت خدمت کے میدان میں باوجود کم مائیگی اور بے سروسامانی کے صف اوّل میں نظر آتی ہے۔ خود غریب ہو کر دکھی انسانوں کے لئے مالی قربانی کرنا، خود بے سروسامان ہو کر دوسرے کے آرام کے لئے کوشش کرنا اس خدائی جماعت کی پہچان ہے۔ ❖

## محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم کی بطور مشنری انچارج جرمنی میں آمد

### اَھْلًا وَّ سَھْلًا وَّ مَرْحَبًا

فرینکفرٹ ایرپورٹ پر استقبال کے لیے حاضر احباب کا محترم مشنری انچارج اور محترم امیر صاحب جرمنی کے ہمراہ گروپ فوٹو

# مشرق و مغرب

مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب ۔ ربوہ

مشرق کا اپنا ایک مزاج ہے تو مغرب کا اپنا۔ نہ یہ قابل مذمت نہ وہ قابل نفریں۔ کچھ خوبیاں ادھر نظر آتی ہیں تو کچھ محاسن وہاں۔ نہ یہ سرتا پا حسن نہ وہ مجسّم بُرائی۔ دونوں خدا کی تخلیق ہیں۔ سورۃ بقرہ کی آیت ۱۱۶ اور آیت ۱۴۲ میں فرمایا اللہ ہی کے لیے مشرق و مغرب ہیں یہ دونوں خدا کی مِلک اور خَلق ہیں۔ جدھر نگاہ اٹھاؤ گے تمہیں خدا تعالیٰ کا جلوہ اور جمال ہی نظر آئے گا۔ اور آدمی کی خردمندی کی دلیل یہ ہے کہ وہ دوسرے کی خوبی پر نظر رکھے تو اپنی کمزوری پر۔ اور اگر دوسرے میں کوئی نقص نظر آئے تو اپنے کردار کے خدوخال کو سنوارے کہ یہ دنیا ایک آئینہ ہے جس کے ذریعہ آپ اپنے عیوب کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اگر مشرقی مزاج میں حقوق اللہ اور احترام والدین کا حسن باقی ہے تو مغربی مزاج میں محنت، پابندئ وقت اور حقوق العباد کی ادائیگی نمایاں نظر آتی ہے۔ ایک دوسرے پر تنقیدی نگاہ تو بے شک ڈالیے لیکن خوبیوں کو بھی نظر انداز نہ کیجیے کہ ایک عرب شاعر کہتا ہے ؎

مَن ذَا الَّذِی مَا سَاءَ قَطّ ٭ وَمَن لَہُ الحُسنیٰ فَقَط

وہ کون شخص ہے جس نے کبھی برائی نہیں کمائی اور وہ کونسا ہے جو سرتا پا خوبی ہی خوبی ہے۔ اقبال نے مشرق و مغرب کا موازنہ کرتے وقت اس پہلو کو ہی بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے ۔

ضمیر مشرق ہے راہبانہ ضمیر مغرب ہے تاجرانہ
وہاں دگرگوں ہے لحظہ لحظہ یہاں بدلتا نہیں زمانہ

یہاں پہلے مصرعہ میں دونوں کی خوبیاں بھی بیان کی ہیں، اور نقص بھی۔ رہبانیت یعنی ترک دنیا اگر دنیا کی ذمہ داریوں سے فرار ہو تو مستحسن نہیں لیکن اگر اس سے مراد شغف عبادت اور خلوت سے پیار ہے تو یہ مستحب اور پسندیدہ ہے لیکن اگر اس سے مراد جمود ہے اور ترقی سے گریز تو یہ قابل تقلید نہیں۔ اگر مغربی مزاج یہ ہے کہ نیک شہرت، فروغ تجارت اور نفع مند سودا تو یہ قابل تقلید و اتباع ہے۔ لیکن اگر تجارت سے مراد وہ تجارت ہے کہ جس طرح ہو سکے جلب زر کرو خواہ قوم کی دیانت کا جنازہ ہی نکل جائے تو اسے اختیار نہ کیجیے اس کا ترک ہی لازم ہے۔

مجھے دو دفعہ مغرب کے بعض ممالک میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مغرب نما مشرقی ملک بیروت کو بھی دیکھا جو مغربی تہذیب کے دلدادہ تھے لیکن عربی روایات کے بھی پابند۔ اس کی دو مثالیں دل پر نقش ہیں لیکن ان کے بیان کرنے سے قبل میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب آپ باغ میں جاتے ہیں تو وہاں آپ کو خوش نما رنگا رنگ کے پھول نظر آتے ہیں تو کانٹوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ عقلمند صاحب دانش دامن سمیٹ کر کانٹوں سے گذرتا ہے مبادا اس کا دامن تار تار ہو جائے۔ دامن شرافت، دامن روایت، دامن عصمت۔ وہ دو مثالیں یہ ہیں۔ خاکسار ایک ایسی عمارت میں رہتا تھا جہاں اوپر کی منزلوں میں جانے کے لیے لفٹ بھی استعمال کی جاتی تھی۔ ایک روز میں نے لفٹ کے ذریعہ اوپر جانا چاہا تو میرے ساتھ کچھ نوجوان بھی تھے۔ میں نے ان سے پہلے سوار ہونے کے لیے کہا تو ایک نوجوان نے مجھے کہا "ہم عرب ایسا نہیں کرتے، ہم عرب بڑوں کا احترام کرتے ہیں آپ پہلے سوار ہوں"۔

دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن وہاں اخبار میں خبر چھپی کہ ایک شخص نے اپنی بے راہ بچی کو جنگل میں جاتے ہوئے کہ وہ بچی کو شہر سے گاؤں کے بہانے لے گیا اور راستہ میں پتھروں سے اس کا سر کچل دیا، تو میرے ایک ہم جماعت دوست نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم عرب اپنی ناموس کی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔ میں اس پر محاکمہ نہیں کرنا چاہتا کہ اس کا یہ فعل درست تھا یا نہیں۔ میں نے جس ضمن میں یہ مثال دی ہے وہ ہے اپنی روایات کی پاسداری۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک روز فرمایا اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو عطر کی تجارت کرتا کہ نفع نہ ہو تو خوشبو تو آتی رہتی۔ پس ایسا پیشہ اختیار کیجیے جس سے دل و دماغ معطر ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض پیشے اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ فرمایا کتے کی تجارت، کاہنوں یعنی نجومیوں کا پیشہ اور جانوروں کو جفتی کروانے کی اُجرت کہ ان پیشوں میں سے بعض میں خسّت اور دنائت ہے اور بعض عزّت نفس کے خلاف۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں گھومنے پھرنے کا ارشاد فرمایا کہ اس سے عبرت اور مفید سبق سیکھے جا سکتے ہیں۔ ایک بار کسی بزرگ نے باہر جانے والے شخص سے کہا آنکھیں کھلی رکھنا لیکن زبان بند کہ عربی محاورہ بھی ہے اگر بولنا چاندی ہے تو خاموشی سونا۔ کسی نے اسی لیے کہا پہلے بات کو تولو پھر منہ سے بولو اور ارشاد رسول بھی ہے کہ بولنے میں کئی ابتلاء بھی درپیش ہوتے ہیں۔

بیروت کے قیام میں ایک روز میرے استاد قاسم جراح نے مجھے فرمایا کہ یہاں غیر ملکیوں کے لیے الگ پولیس کا محکمہ ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ کوئی غیر ملکی یہاں سے بُرا اثر نہ لے کر جائے۔ ہوا یوں کہ میرے مالک مکان نے مجھ سے دھوکا کر کے کہ وہ درزی تھا کچھ رقم کپڑوں کے لیے اڑالی۔ اس کی بیوی کو پتہ چلا تو اس نے کہا یہ تو جوا کھیلتا ہے، اس نے تم سے دھوکہ سے رقم لی ہے۔ میرے استاد کو پتہ چلا تو انہوں نے اس شخص کو بھی فہمائش

کر کے رقم واپس دلائی کہ یہ اجنبی آپ کے بارہ میں، ہمارے بارہ میں کیا اثر لے کر جائے گا۔ غیر ملک میں یہ احساس اور بھی اُجاگر ہونا چاہئیے کہ میں اپنے ملک اور جماعت کا نمائندہ ہوں۔

بیروت کے قیام کے زمانہ میں میرے ساتھ ایک فلسطینی مہاجر رہتا تھا جس میں بہت خوبیاں بھی تھیں لیکن غضِّ بصر نہیں تھی۔ ایک روز اپنی اس غلطی کی وجہ سے اس نے مجھے کہا میں آج رات قیام اپنے گھر کروں گا۔ وہ ایک شادی شدہ طالبِ علم تھا۔ میں نے اس سے وجہ دریافت کی تو اس نے جو وجہ بیان کی وہ غضِّ بصر کی خلاف ورزی تھی پھر مجھے کہنے لگا استاد آپ کیا کرتے ہیں۔ میرا مصلّٰی میری چارپائی کے ساتھ بچھا رہتا تھا۔ میں نے کہا کہ اس کا علاج میں اس طرح کرتا ہوں اور میں نے مصلّٰی کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے کہا استاد آپ کی زندگی صحابہ والی زندگی ہے' اور مجھے یہ احساس تھا کہ میں یہاں جماعتِ احمدیہ کا نمائندہ ہوں۔ ہماری یونیورسٹی میں تعلیم مخلوط تھی کہ وہاں پردہ سرے سے نہیں لیکن میں کبھی کسی لڑکی کے ساتھ ڈیسک پر اکٹھا نہ بیٹھا تھا۔ اپنے ملک اور جماعت کی نیک شہرت اسی طرح قائم رہ سکتی ہے کہ ہم اپنے دامن کو بچاکر چلیں' سمیٹ کر گلستان کی سیر کو نکلیں کہ کانٹے دامن کو کبھی تھام لیتے ہیں۔ قرآن کا مطالعہ، نماز، ذکرِ الٰہی اس کا علاج اور تیر بہدف نسخہ ہیں۔ اور یہ احساس کہ ہم اچھی روایات کے امین ہیں

ملک غلام فرید صاحب ایم اے نے فرمایا، وہ احمدیہ ہوسٹل لاہور کے ایک زمانہ میں سپرنٹنڈنٹ تھے۔ کسی نے شکایت کی کہ کچھ طلباء تاش کھیل رہے ہیں۔ میں نے ان لڑکوں کو بلایا آپ نے فرمایا میں وہاں گیا اور ان سے کہا دیکھو عزیزو! میں یہ نہیں کہتا تاش منع اور حرام ہے، ہماری کچھ روایات ہیں' ان کی آپ نے پاسداری کرنی ہے۔ ملک صاحب نے فرمایا وقت گذرنے کے ساتھ وہ طالب علم بڑے مفید وجود بنے اور آج بھی جب میرا ان کا آمنا سامنا ہوتا ہے ان کی نگاہ نیچی ہو جاتی ہے۔

ایک بار مجھ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا سینما بینی حرام ہے؟ میں نے اس سائل سے کہا نہیں۔ لیکن ایک بات تبلائیے کہ اگر آپ کسی شہر میں سینما دیکھ رہے ہوں اور میں نے ربوہ کے قریب شہر کا نام لیا۔ کوئی شخص آپ کو پہچان کر پُوچھے آپ کے حضرت صاحب نے اس سے منع کیا ہے تو آپ کا کیا احساس اور اثر ہو گا۔ اس پر وہ شخص خاموش ہو گیا۔

انشاءاللہ کسی دوسری صحبت میں "ایک سنہری اصول" کے عنوان سے عرض کروں گا جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے زور دیا ہے۔ آج یہی عرض کرنا تھا کہ مغرب کے باسیو! آپ اپنی روایات کے محافظ ہیں، آپ کے پیچھے احمدیت کا چہرہ ہے۔ دیکھنا اس کے حسن و جمال کو قائم رکھنا، اس کی عزت اور شہرت کو مزید بڑھانا۔ آپ نے یہ واقعہ سنا ہو گا کہ ایک موقعہ پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار لہرا کر فرمایا آج اس کا کون حق ادا کرے گا تو حضرت ابو دجانہ رضؓ نے یہ تلوار طلب کی تلوار لے کر سرخ پٹکا باندھ کر وہ تبختُر سے میدان جنگ کی طرف بڑھے۔ ایک صحابی نے ان کا پیچھا کیا کہ دیکھوں آج یہ کیسے اس تلوار کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ابو دجانہ رضؓ صفوں کو چیرتے ہوئے لشکر کے عقب میں نکل گئے جہاں عورتیں دف بجا بجا کر رجزیہ اشعار پڑھ کر کفار کو جوش دلا رہی تھیں۔ انہوں نے تلوار بلند کی اور فوراً ہاتھ نیچے گرا لیا۔ اس صحابی نے ابو دجانہ رضؓ سے بعد میں پوچھا۔ آپ نے تلوار لہرائی لیکن اُسے پھر نیچے کیوں کر لیا۔ ہاتھ گرا کیوں دیا؟ انہوں نے جواباً کہا وہ تلوار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ تھی۔ میں نے نہ چاہا کہ خدا کے رسول کی تلوار عورت کے خون میں نہائے۔ پُرجوش ہیجان کے وقت اپنے ہوش و حواس کو قائم رکھتے ہوئے اپنی ناموس، عزّت اور روایات کو قائم رکھنا عطیہ خدا اور عطیہ رسول کی حفاظت کا مقدّس فریضہ ہمارا فرض ہے۔ مشرق کی اعلیٰ اور پاکیزہ روایات کی مغرب میں حفاظت ہمارا ملکی اور ملّی فریضہ ہے کہ ان کی پاسداری ہمارا اپنا فائدہ ہے، جماعت کی نیک نامی میں اضافہ ہے۔ خدا کرے ہم اس کے امین اور محافظ ہوں۔ اللہ اپنے فضلوں سے ہمیں اس کی توفیق عطا فرماوے کہ دعوت الی اللہ کے ساتھ اگر اعمالِ صالحہ' نیک نمونہ' حسنِ اخلاق کی کاٹ بھی ہو تو آپ یقیناً کامیاب ہوں گے!

اہلِ مغرب اہلِ مشرق سے کہتے ہیں کہ ہماری کون سی برائی ہے جو آپ نے نہیں اپنائی۔ تو یہ بھی کیا تُک کہ ہم اچھائی اختیار کرنے کی بجائے ان کی برائیوں کا انتخاب کریں۔ اہلِ مشرق یہ طعنہ دیتے ہیں کہ جس طرح ان کے پھُول خُوش نما ہیں ان میں خوشبو نہیں۔ اسی طرح ان کے اخلاق ہیں لیکن مشرق نے کون سے گل نہیں کھلائے اور پھولوں کا یہ طعنہ دینے والے ان کے خوبصورت پارک صاف ستھری روشیں اور صفائی کو نہیں دیکھتے جو آپ کا ورثہ تھا۔ ان کی ضخیم لائبریریاں، ان کی سائنسی ترقی سے مشرق کی رگِ حمیت کیوں نہیں پھڑکتی کہ وہ ستاروں پر کمندیں ڈالتے ہیں۔ نت نئی ایجادات کرتے ہیں۔ پھر کیا ستاروں پر کمندیں ڈالنے والے ہمیں دعوتِ پرواز نہیں دیتے۔ کسی نے یونہی تو نہیں کہا تھا ؎

محبّت مجھے ان جوانوں سے ہے ٭ ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

آگے بڑھیئے کہ دنیا بہت سفر کر چکی۔ ان کی منزل بہت دُور ہے لیکن اپنی اعلیٰ روایات کو خیر آباد نہ کہیں۔ عبادت میں شغف، خدا کی رضا اور قرب کا حصول، قربانی' اطاعت اور احترام والدین نیک نیتی کے ساتھ ترقی ہو' تو چشم ما روشن دل ماشاد، خرد اور دانش میں ترقی کریں۔ آپ کی گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے کچھ حاصل کیا ہے، آپ خالی ہاتھ نہیں آئے۔ ایسی دولت حاصل کر کے لوٹے ہیں جو چور نہیں لے جا سکتا، جو خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتی' بڑھتی ہے۔ جماعتی خدمات کیجئے کہ آپ پر کوئی قدغن نہیں آپ کی راہ میں کوئی روک نہیں۔

جرمن قوم ایک بہادر اور محنتی قوم ہے۔ ان میں تعمیر کا جذبہ ہے ہمدردی ہے۔ یہ اچھے اوصاف سیکھیں' اپنی قیمتی ترین متاع احمدیت کی حفاظت کریں کہ یہ آپ کی اولاد کی نیکی اور تقویٰ کی ضامن ہے۔ آپ کی جماعت نمایاں ترقی کر رہی ہے۔ مالی قربانی میں حضرت خلیفۃ المسیح سے آپ دادِ تحسین لے رہے ہیں۔ نیکی اور خوبیوں میں مزید ترقی کریں۔ غفلتوں کسل مندی کے بستر جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوں کہ افق سے سورج طلوع ہو رہا ہے۔ نسیمِ رحمت چل رہی ہے۔ قبولیت کے دَر وَا ہو رہے ہیں ٭

میں اپنے پیاروں کی نسبت ٭ ہر گز نہ کروں گا پسند کبھی
وہ چھوٹے درجہ پہ ہوں راضی ٭ اور ان کی نگاہ رہے نیچی

تیسری قسط

# حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے الزام کا جواب

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام، احادیثِ نبویہؐ کے مطابق چونکہ مسیحیت کی اصلاح کے لیے بھی مامور تھے اس لیے آپ نے اس جہاد میں نہ صرف بھرپور اور کامیاب حصہ لیا بلکہ مسلمانوں کے فتح نصیب جرنیل کا کردار ادا کیا[1]۔

اوّلاً آپ نے تمام مذاہب کے علماء کو لمبا عرصہ یہ تلقین کی کہ مذہبی مناظرات میں بجائے اس کہ دوسرے مذاہب پر ناجائز گند اُچھالا جائے، یہ انداز اختیار کیا جانا چاہیے کہ صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جائیں۔

ثانیاً آپ نے یہ اصول پیش کیا کہ اگر دوسرے مذہب کے عقائد کا ردّ مقصود ہو تو اس مذہب کے مسلّمات کے اندر رہ کر دلائل پیش کیے جائیں۔

ثالثاً۔ اسی طرح بانیانِ مذاہب کی تحقیر و تخفیف کے طریق کو چھوڑ کر ان کی صفات اور ان کے محامد بیان کیے جائیں۔

صلح و آشتی سے معمور اس طریق کو قبولیت ہوئی لیکن سیاہ باطن اور دریدہ دہن پادریوں نے اپنی دریدہ دہنی کے مظاہرے جاری رکھے۔ ۱۸۹۷ء میں ایک عیسائی احمد شاہ نے کتاب "امہات المومنین" کے نام سے شائع کی جس میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی شان میں سخت توہین آمیز زبان استعمال کی گئی جس کی زہر آگینی اس قدر شدید تھی کہ ہر مسلمان تلملا اُٹھا اور سخت مشتعل ہوا۔ اس کے ردّ عمل کے طور پر انہوں نے گورنمنٹ سے اس کتاب کی ضبطگی کے مطالبے کیے۔ حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کو یہ سمجھایا کہ کتاب تو عوام النّاس تک پہنچ چکی ہے اور وہ اپنا بد اثر بھی دکھا چکی ہے۔ اب اگر یہ کتاب ضبط بھی کی گئی تو جس بنیاد پر اس کی ضبطگی کا مطالبہ حکومتِ وقت سے کیا گیا ہے۔ اسی بنیاد پر لازماً اس کا جواب بھی اشاعت سے قبل ضبط ہو جائے گا۔ اس لیے اب اس کی ضبطگی کے مطالبہ کا کوئی فائدہ نہیں۔ پس اشتعال کی بجائے ایسی لغو تحریروں کا علمی رنگ میں مؤثر ردّ پیش کر کے ان کے بد اثر کو زائل کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا:

"ہماری رائے ہمیشہ سے یہی ہے کہ نرمی اور تہذیب اور معقولی اور حکیمانہ طرز سے حملہ کرنے والوں کا ردّ لکھنا چاہیئے اور اس خیال سے دل کو خالی کر دینا چاہیئے کہ گورنمنٹ عالیہ سے کسی فرقہ کی گوشمالی کرا دیں۔ مذہب کے حامیوں کو اخلاقی حالت دکھلانے کی بہت ضرورت ہے۔ اس طرح پر مذہب بدنام ہوتا ہے کہ بات بات میں ہم اشتعال ظاہر کریں۔"

---

1

برصغیر پاک و ہند کے ایک ممتاز ادیب اور مشہور مذہبی و قومی رہنما مولانا ابوالکلام آزاد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس جہاد کا ان حقیقت افروز الفاظ میں ذکر کیا کہ:

"وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیا نہیں ہو سکتا جب کہ اسلام مخالفوں کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظِ حقیقی کی طرف سے اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لیے کچھ نہ کرتے تھے نہ کر سکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کی امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفانی کو سرِ راہِ منزل مزاحمت سمجھ کے مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پُشت گری کے لیے ٹوٹی پڑتی تھیں اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابل پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت کا قطعی وجود ہی نہ تھا.... کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصّہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس سے زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا دھواں طلسم ہو کر اُڑنے لگا۔.....غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔"

(اخبار "وکیل" امرتسر مئی ۱۹۰۸ء بحوالہ بدر قادیان ۱۸ جون ۱۹۰۸ء)

(البلاغ ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۲)

اس کے ساتھ ہی آپ نے حکومتِ وقت کو پیغام دیا کہ :

"گورنمنٹ عالیہ فتنہ انگیز تحریروں کے روکنے کے لیے دو تجویزوں میں سے ایک تجویز اختیار کرے کہ یا تو ہر ایک فریق کو ہدایت ہو جائے کہ کسی اعتراض کے وقت بغیر اس کے کہ فریق مخالف کی معتبر کتابوں کا حوالہ دے ہرگز اعتراض کے لیے قلم نہ اٹھاوے اور یا یہ کہ قطعاً ایک فریق دوسرے فریق کے مذہب پر حملہ نہ کرے بلکہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کریں۔"

(البلاغ ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۳)

آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ عیسائیت کا قرآن کریم، احادیثِ نبویہ، بائیبل، اناجیل، تاریخ، طبّ، منطق اور معقولی دلائل سے ردّ پیش کیا اور اپنے ان دلائل پر قوانینِ قدرت کو بھی گواہ ٹھہرایا اور ان براہین کو خدا تعالیٰ نے تائیدی نشانوں کے ذریعہ غلبہ عطا کیا۔ آپ کے اس جہاد کے ہتھیاروں میں ایک وسیع، دقیق، گہرا اور حقیقت افروز مطالعہ بھی تھا جس کے مقابل پر عیسائیوں کی ہر کوشش ناکام و نامراد رہی۔ آپ نے علمی دلائل کے ساتھ ساتھ الزامی طرزِ جواب بھی اختیار کیا لیکن اس دفاعی عمل میں آپ کی تحریروں میں ایک سچائی، حکمت اور معقولیت کا عنصر نمایاں ہے۔ نیز یہ کہ آپ نے جو بیان کیا عیسائیوں کے اپنے مسلّمات سے ہی بیان کیا۔ پادریوں کو جب احساسِ شکست ہوا تو انہوں نے آپ پر یہ الزام لگا کر آپ کو اس منظر سے ہٹانے کی کوشش کی کہ آپ نے (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اور آپ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ آپ نے جواباً فرمایا :

"آپ کا یہ فرمانا کہ گویا حضرت مسیحؑ کے حق میں مَیں نے گالی کا لفظ استعمال کر کے ایک گونہ بے ادبی کی ہے۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ میں حضرت مسیح کو ایک سچا نبی اور برگزیدہ اور خدا تعالیٰ کا ایک پیارا بندہ سمجھتا ہوں وہ تو ایک الزامی جواب آپ ہی کے مشرب کے موافق تھا اور آپ ہی پر وہ الزام عاید ہوتا ہے نہ کہ مجھ پر۔"

(جنگِ مقدس ۔ رُوحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۷۰)

نیز فرمایا :

"جب ہمارا دل بہت دکھایا جاتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے ناجائز حملے کیے جاتے ہیں تو صرف متنبہ کرنے کی خاطر انہیں کی مسلّمہ کتابوں سے الزامی جواب دیے جاتے ہیں ......

ان لوگوں کو چاہیے کہ ہماری کوئی ایسی بات نکالیں جو حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ہم نے بطور الزامی جواب کے لکھی ہو اور وہ انجیل میں موجود نہ ہو۔ آخر یہ تو ہم سے نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سُن کر چُپ رہیں۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۴۷۹، ۴۸۰)

اس پر عیسائیوں نے بعض مصلحت خویش مولویوں کے ذریعہ اسی اعتراض کو مزید شدّت سے دہرایا جس کا جواب حضرت مرزا صاحب نے ایک اشتہار مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کو شائع کیا جس میں یہ وضاحت فرمائی :

"ہم نے اپنی کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا **فرضی یسوع** مراد لیا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ **عیسیٰ ابن مریم** جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سن کر اختیار کیا ہے۔ بعض نادان مولوی جن کو اندھے اور نابینا کہنا چاہیئے عیسائیوں کو معذور رکھتے ہیں کہ وہ بے چارے کچھ بھی منہ سے نہیں بولتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بے ادبی نہیں کرتے۔ لیکن یاد رہے کہ **درحقیقت** پادری صاحبان تحقیر اور توہین اور گالیاں دینے میں اول نمبر پر ہیں۔ ہمارے پاس ایسے پادریوں کی کتابوں کا ایک ذخیرہ ہے جنہوں نے اپنی عبارت کو صدہا گالیوں سے بھر دیا ہے جس مولوی کی خواہش ہو وہ آکر دیکھ لیوے اور یاد رہے کہ آئندہ جو پادری صاحب گالی دینے کے طریق کو چھوڑ کر ادب سے کلام کریں گے ہم بھی ان کے ساتھ ادب سے پیش آویں گے۔ اب تو وہ اپنے یسوع پر آپ حملہ کر رہے ہیں کہ کسی طرح سبّ و شتم سے باز ہی نہیں آتے ہم سنتے سنتے تھک گئے۔"

(نور القرآن ۔ رُوحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۷۴، ۳۷۵)

Versichern, Finanzieren, Bausparen, Geldanlagen

ÖVA Versicherungen

Edwin Herzog
Bezirkskommissar
Jellinekplatz 3
6900 Heidelberg
Tel: 06221/381534

Die Versicherung der Sparkassen · Unternehmen der Finanzgruppe

DIE WICHTIGSTEN VERSICHERUNGEN

Kraftfahrzeug-Haftpflicht + Kasko
Privathaftpflicht ◎ Hausrat
Wohngebäude ◎ Reiseversicherungen
Rechtsschutz ◎ Lebensversicherung
Berufsunfähigkeit ◎ Unfallversicherung
Sterbegeld ◎ Private Krankenversicherung ◎ Pflegeversicherung

اس کے علاوہ چھوٹے بچّوں کے بہترین تعلیمی مستقبل اور شادی وغیرہ
کے اخراجات کے تحفظ کیلئے خصوصی انشورنش
خدمت خلق ہمارا نصب العین

Fazal-e-Ilahi Sardar
Fachberater
سردار فضل الٰہی ڈوگر
Hauptstraße 10
D-6915 Dossenheim
Tel. 06221/85546 Tel. 06221/380764 Fax 06221/85546

شعبہ اشاعت، جماعت احمدیہ جرمنی

# جرمن لٹریچر کا اُردو تعارف

## ◎ AUSGWÄHLTE HADITH P. OF ISLAM S.A.W.

یہ کتاب مندرجہ ذیل موضوعات پر احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب پر مشتمل ہے۔ یعنی توحید باری تعالیٰ، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ، عبادات اور ان کا طریق، ازدواجی زندگی، اخلاقِ حسنہ، اسلامی معاشرہ اسلام کے نمائندے، کذب، تکبّر، شرک، اسلام کا تنزّل، امام مہدی کی آمد وغیرہ .... ترجمہ طارق گڈاٹ نے کیا۔ مختلف اہم موضوعات پر چودہ سو سال پہلے اُمّی نبی صلعم کی زبان مبارک سے علم و دانش اور معرفت کے یہ جواہر پارے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتے ہیں اور ساکنانِ یورپ کے دلوں سے تعصّب کی تاریکی کو دور کر سکتے ہیں۔ اور بعضوں کی ہدایت کا موجب بھی بن سکتے ہیں۔

صدسالہ جوبلی کے موقعہ پر یہ جماعت احمدیہ کی طرف سے پوری دُنیا کے لئے ایک تحفہ کی صورت میں شائع کی گئی حدیثیں ہیں۔ اس لئے صرف اُن لوگوں کو یہ کتاب دیں جو اس سے کما حقّہٗ فائدہ اٹھانے کے اہل ہوں۔

## ◎ EINE AUSGEWÄHLTE AUS DEM SCHRIFTEN DES VERHEISSE-NEN MESSIAS.

یہ کتاب مندرجہ ذیل موضوعات پر سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور تحریرات کے انتخاب پر مشتمل ہے۔ خدا کا اپنے پیارے بندوں کے ساتھ سلوک، مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد۔ غیروں کی بدخواہی۔ وحی و الہام جہاد، حیات بعد الموت، روح، یاجوج ماجوج کی اصل حقیقت وغیرہ.... جرمن ترجمہ ہدایت اللہ ہبش اور طارق حبیب گڈاٹ نے کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس وسیع روحانی مائدہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر قسم کے زمانی تقاضوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے تھوڑا سا نمونہ پیش کیا ہے۔ جس کی اطلاع پیشگوئی کے رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل دی تھی۔

یہ کتاب بھی صدسالہ جوبلی (جشن تشکر) کے موقع پر جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کی گئی تھی۔ یہ کتاب احباب جماعت اُن لوگوں کو دیں جو اس سے کما حقّہٗ فائدہ اٹھانے کے اہل ہوں۔

## ◎ ISLAM IDEE & PRAXIS

یہ کتاب "اسلام، نظریہ اور عمل" کے عنوان سے مسعود احمد صاحب جہلمی مرحوم کی تصنیف ہے۔ اسلام کے بارے میں نظریاتی اور عملی معلومات کا یہ مجموعہ اپنے ۱۴۰ صفحات میں ہر ایک شخص کے لئے جو اسلام کے مذہب کا قریب سے جائزہ لینا چاہتا ہے کافی مواد موجود ہے۔ یہ کتاب بلیشتر ازیں "اللہ کا فضل" کے نام سے شائع ہوتے ہوتے رہ گئی۔ اب اس کا نظرثانی شدہ ایڈیشن اسلام کے بنیادی موضوعات کی تشریح کرتا ہے مثلاً نبوت، فرشتے، نماز کا کردار، قرآن کریم کا تعارف، عورت کا مقام وغیرہ... زبان بہت سادہ اور عام فہم ہے۔ اس معیار کی کتاب کے مصنّف نے گذشتہ کئی سالوں سے ان علاقوں میں اہم خدمات بھی انجام دیں جہاں جرمن بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا مضمون و موضوعات پر مزید تفصیل سے روشنی ڈالنے کی ضرورت ہو تو یہ کتاب دوستوں کو پیش کریں۔

## ◎ ISLAM FÜR DEN HEUTIGEN MENSCHEN.

آج کے دور کے انسانوں کے لئے "اسلام" کے موضوع پر یہ کتاب سر ظفر اللہ خاں مرحوم رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ پھیلے ہوئے مذاہب میں سے ایک کی تاریخ مذہبی احکامات، ایمانیات، اعمال اور روایات کا بہترین ممکنہ تعارف آپ کے سامنے ہے۔ اس کتاب میں اس مذہب کی اندرونی تصویر پیش کی گئی ہے۔ جو موجودہ نوعِ انسانی کے تقریباً چوتھے حصّہ کی اطاعت کا مدعی ہے۔ اور ملائیشیا سے لے کر مراکش تک ممالک کے باشندوں کے طرز زندگی استوار کرنے میں اس کا نمایاں حصّہ ہے۔

مصنف نے بتایا کہ اسلام نے آج تک انسان کو کیا دیا اور آئندہ تمام بنی نوع انسان کی آخری امیدگاہ اسلام کیوں ہے۔ جو لوگ بنی نوع انسان پر اسلام کے ماضی میں گہرے اثرات کا مطالعہ کرنا چاہتے ہوں نیز مستقبل کے ممکنہ اثرات کا جائزہ لینا چاہتے ہوں ان کو یہ کتاب ضرور پیش کریں۔

### صدق و وفا و سوز کو آسمان پر پہنچائیں

ایسے بنو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز و گداز آسمان پر پہنچ جاوے۔ خدا تعالےٰ ایسے شخص کی حفاظت کرتا اور اس کو برکت دیتا ہے۔ جس کو دیکھتا ہے کہ اس کا سینہ صدق اور محبّت سے بھرا ہوُا ہے۔ وہ دلوں پر نظر ڈالتا اور جھانپتا ہے نہ کہ ظاہری قیل و قال پر۔

(ملفوظات جلد سوم صـ ۳۸۱)

**قارئین اخبار احمدیہ کو عید مبارک**

# دل کی باتیں

ان سطور میں قارئین کی خدمت میں ربوہ سے مکرم عبدالحلیم صاحب شرر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نام ایک مکتوب سے صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کے لیے اختیار کیے گئے سفر کے بارہ میں اپنے تأثرات اور اہل ربوہ کی حضور انور سے عقیدت کے جذبات پیش ہیں ——————— (ادارہ)

آپ کی یاد اور جدائی کا دُکھ سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ ربوہ کے درو دیوار تڑپاتے ہیں۔ مسجد مبارک میں نمازوں کے دوران حضور کے ساتھ ڈیوٹی دینا، ملاقاتوں پر ڈیوٹی دینا۔ یہ مناظر رُوح کو زخمی کر دیتے ہیں۔ ربوہ کے رہنے والے ہر صبح و شام کسی آنے والے کا انتظار کرتے ہیں۔ ہر دن نئے ولولے کے ساتھ چڑھتا ہے۔ جب جلسہ سالانہ لندن براہِ راست ٹی۔وی پر دیکھا گیا تو میں نے ایک ایک چہرہ پڑھا۔ ایک عجیب عقیدت اور محبت تھی، ایک بے چینی تھی جیسے یہ سب ٹی۔وی سکرین توڑ کر اندر داخل ہو جائیں گے اور آقا کو گلے لگا لیں گے سینے پیاسے ہیں، آنکھیں پیاسی ہیں۔ ایسی محبت اور عقیدت اس دَور میں کہیں نہیں ملتی۔ یہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا اصل ورثہ ہے۔ خدا کی قسم یہ سچوں کی بستی ہے۔ ان کے معصوم چہرے، ان کا پیار و اخلاص، ان کی محبت، ان کی عقیدت، آقا کیا عرض کروں قلم کے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ ہاں آنکھوں کے آنسو ہیں جو یہ ساری کیفیت بیان کر رہے ہیں، اس سب کو میں کوئی نام نہیں دے سکتا۔ جو کچھ میری آنکھیں یہاں دیکھتی ہیں اس کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ میرے پاس الفاظ نہیں، قلم میں طاقت نہیں کہ وہ عشق و محبت کا نقشہ کھینچ سکوں۔ پتہ نہیں یہ کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں خواہ کوئی امیر ہو یا غریب، خواہ پھٹے پرانے کپڑوں میں ہو یا بہترین کپڑوں میں ملبوس، خواہ مسجدوں میں بیٹھا ہو یا بازار کے چوراہوں پر، میرے پاس ایسا آلہ نہیں کہ ان کی محبت و عشق کو ماپ سکوں اور پھر آپ کو لکھ سکوں۔ یہ اللہ کے عجیب درویش بندے ہیں۔ آٹھ سال کی جدائی نے ان کی محبت میں کمی نہیں آنے دی بلکہ ملنے اور پانے کی تڑپ کی کوئی انتہا نہیں۔ پھر ذہن اللہ اور اس کے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ تو ان ہی کی وجہ سے ہے۔ اب میرے قلم کا قصور دیکھیں کہ اصل مقصد تو قادیان کے جلسہ سالانہ کے متعلق آپ سے باتیں کرنی تھیں۔ ہر روز کوشش کرتا لیکن ہمت نہیں پڑتی تھی کہ کیسے اور کیا لکھوں۔ وہ تو ایک خواب تھا جو دیکھا اور گذر گیا۔ قادیان کی مقدس بستی کے متعلق جو عقیدت تھی اس کی بنا پر جب ویزا لگا اور جانے کا پروگرام بننے لگا تو سوچا قادیان کی مقدس سرزمین کو دیکھ بھی پاؤں گا یا نہیں۔ جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے مسیح موعودؑ کے قدم پڑے وہ مٹی میری آنکھیں دیکھ بھی پائیں گی یا نہیں۔ لیکن اللہ کی ذات نے پتہ نہیں کیا کر دیا کہ ایک عجیب سکتے کے عالم میں وہاں پہنچا اور سب کچھ دیکھتا ہی رہ گیا۔ کبھی اس سرزمین کو ایک طرف سے دیکھتا اور کبھی دوسری طرف سے۔ اسی طرح یہ سارے دن گذر گئے۔ جب وہاں گئے تو عجیب تأثر تھا۔ خدا کے حضور التجا تھی کہ اے خدا خلیفۂ وقت کے قدموں میں رکھنا۔ جب حضور انور ربوہ میں تھے تو شعبہ عمومی کے تحت حضور کے ساتھ نمازوں پر، ملاقاتوں پر خاکسار کو ڈیوٹی کی توفیق ملتی رہتی تھی۔ اب قادیان میں کیا صورت ہوگی کہ اللہ نے دل کا حال جان لیا اور پھر خدمت خلق کے بیج کے ساتھ جہاں حضور ٹھہرے ہوئے تھے وہاں ڈیوٹی لگ گئی۔ ایک دو دفعہ سیر کے دوران بھی حضور کے ساتھ گیا۔ جب پہلے دن صبح وہاں ڈیوٹی پر کھڑا تھا، فجر کی نماز کا وقت تھا کہ میں نے ایک خادم سے کہا آپ یہاں ٹھہریں میں نماز پڑھ آؤں پھر بعد میں آپ پڑھ آئیں۔ خاکسار نے نماز میں خدا سے التجا کی کہ جب نماز پڑھ کر جاؤں تو سب سے پہلے حضور کا چہرہ دیکھوں۔ آٹھ سال کا طویل عرصہ گذر چکا تھا۔ اب دِل کی عجیب کیفیت تھی کہ قادیان آ کر حضور کے ہوتے ہوئے بھی ایک دن گذر چکا ہے اور دیدار نہیں ہوا کہ آسمان و زمین کے ربّ نے ایک دُکھی دل کی دعا سن لی۔ خاکسار نماز پڑھ کر آیا اور آ کر ڈیوٹی پر گلی میں کھڑا ہو گیا اور پھر وہ کچھ ہو گیا کہ بیان نہیں کر سکتا۔ میرے تصوّر میں بھی نہیں تھا کہ اس طرح ہوگا کہ حضور قافلہ کے ساتھ سامنے آ گئے۔ قریب تھا کہ دھاڑیں مارتا ہوا حضور کے ساتھ لپٹ جاتا لیکن اللہ نے سنبھال لیا حضور نے مسکرا کر السلام علیکم کہا۔ آنکھوں میں محبت اور پیار کے دیپ جل رہے تھے۔ میں نے بھی سلام عرض کیا اور حضور کو دیکھتا رہ گیا۔ حضور اہلِ خانہ کے ساتھ باہر تشریف لے گئے بعد میں معلوم ہوا کہ حضور سیر پر گئے ہیں۔ مجھے وہ وقت یاد آ گیا جب مسجد مبارک ربوہ میں حضور نماز پڑھانے تشریف لاتے تو خاکسار باہر ڈیوٹی پر ہوتا۔ حضور کی پیاری مسکراہٹ سے سارا جسم سرور سے بھر جاتا۔ پھر ڈیوٹی جاری رہی اور حضور کا دیدار ہوتا رہا۔ کئی دفعہ مصافحہ بھی ہوا۔ کئی دفعہ سوچا تعارف کرواؤں لیکن خاموش رہا کہ دیکھتے ہیں حضور اس ادنیٰ خادم کو پہچانتے ہیں یا نہیں۔ آخر ایک دن جب جلسہ کے

بعد ڈیوٹی والوں کی ملاقات تھی سب مسجد کے اوپر والے حصہ میں شامیانے کے نیچے بیٹھے تھے۔ خاکسار سب سے پچھلی قطار میں بیٹھا تھا۔ حضور سب کے ساتھ مصافحہ کرتے آرہے تھے۔ پھر عاجز کی باری آئی۔ آج میں نے سوچ رکھا تھا کہ حضور انور سے پوچھوں گا کہ حضور پہچانا کہ نہیں اور جب حضور سے خاکسار کا مصافحہ ہوا تو میں نے کہہ دیا "حضور پہچانیے"۔ حضور تھوڑی دیر خاکسار کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھتے رہے تو خاکسار نے عرض کر دیا حضور آپ کا عبدالحلیم شرر۔ تب پھر کیا تھا۔ حضور نے بڑی محبت سے میرا ہاتھ دبایا اور پیارے انداز میں پوچھا حلیم کیا حال ہے، کیسے ہو۔ خوشی کے اظہار کے لیے الفاظ نہیں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ "پیسے پورے ہوگئے" والا محاورہ پورا ہو گیا۔

حضور تقریباً روزانہ مغرب اور عشاء کے بعد مجلس سوال و جواب فرماتے ملاقات فرماتے۔ کئی دن گذر گئے لیکن حضور نے ربوہ والوں کا ذکر نہ کیا بلکہ دوسرے احباب جماعت سے ملاقات ہوتی اور گفتگو ہوتی۔ ایک دن بے قرار ہو کر خاکسار حضور سے پوچھنے لگا کہ حضور ربوہ والوں کو بھول گئے ہیں کہ اللہ نے روک دیا اور سمجھایا کہ اس میں بھی کوئی حکمت ہے۔ بعد میں سمجھ آئی کہ یہ سب کچھ آنے والے فتح و نصرت کے دن کے لیے رکھا گیا ہے۔ جب خدا کا یہ پیارا بندہ عظیم الشان فتح کے ساتھ ربوہ آئے گا تب آنسوؤں اور سسکیوں کے ساتھ گلے ملیں گے۔ پھر خدا کے حضور شکرانے کے نوافل ادا کریں گے اور تاریخی فتح کو منائیں گے جو اس عظیم فتح کی یاد تازہ کرے گی جو آج سے ۱۴۰۰ سال قبل مکہ میں ہوئی۔ آسمان پر تیاری مکمل ہے بس حکم کا انتظار ہے۔ مکہ کی فتح پھر سے دہرائی جانے والی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس دوران خاکسار نے قادیان میں عجیب و غریب نظارے دیکھے۔ ڈیوٹی کے دوران جب حضور جلسہ گاہ تشریف لاتے تو خاکسار بھی ساتھ ہوتا۔ حضور جب سٹیج پر چلے جاتے تو خاکسار جہاں سکھ اور ہندو بیٹھے ہوتے تھے وہاں چلا جاتا۔ حضور جب تقریر فرما رہے ہوتے تو ان کے تأثرات دیکھتا۔ بڑا عجیب منظر ہوتا۔ ان کے چہروں پر بڑی عقیدت ہوتی اور اکثر کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے اور وہ حضور کی ہر بات کے ساتھ دہراتے کہ حضور ٹھیک کہندے نے (حضور ٹھیک کہہ رہے ہیں) بوڑھے سکھوں کو معلوم بھی نہ ہوتا کہ روتے روتے ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے بھر گئی ہیں۔

بازار سے جو تأثرات ملے وہ بھی عجیب تھے کہ بے اختیار مرزا غلام احمد کی جے کے نعرے دل لگانے لگتا۔ سکھوں اور ہندوؤں کے تأثرات کہتے تھے کہ ہم نے سُنا تھا کہ مرزا صاحب نے کہا ہے کہ قادیان میں اتنے لوگ آئیں گے کہ گڑھے پڑ جائیں گے۔ ہم نے سوچ رکھا تھا کہ اگر پانچ یا دس ہزار لوگ بھی آگئے تو ہم جان لیں گے کہ مرزا صاحب نے سچ کہا تھا۔ لیکن اب کی دفعہ تو انتہا ہو گئی لوگوں کی تعداد دس اور بیس ہزار سے بھی بڑھ گئی اور آج ہم گواہی دیتے ہیں کہ مرزا صاحب نے سچ کہا تھا۔ یہ تھے بوڑھے سکھوں اور ہندوؤں کے تأثرات۔

پھر ایک روز عجیب نظارہ دیکھا۔ حضور سیر کے لیے تشریف لے گئے۔ خاکسار دوسرے خادموں کے ساتھ آگے جا رہا تھا۔ بعض سکھ سائیکلوں پر آ رہے تھے کہ اچانک انہیں کسی نے بتایا کہ مرزا صاحب آ رہے ہیں تو وہ پاگلوں کی طرح اپنی سائیکلوں سے چھلانگیں مارتے سڑک سے اُتر گئے اور بڑی عقیدت اور محبت سے ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ حضور آ رہے ہیں ان کا دیدار کرنا ہے۔

پھر ایک جگہ کچھ سکھوں کو کھڑے دیکھا جو اُونچی آواز میں بول رہے تھے۔ خاکسار قریب ہوا تو معلوم ہوا کہ اس بات پر جھگڑا ہے کہ آج حضور کو میں نے اتنی قریب سے دیکھا ہے اور کوئی کہہ رہا تھا کہ نہیں میں نے زیادہ قریب سے دیکھا ہے۔ تیسرا کہتا تھا کہ میں نے دیکھا ہے۔ خاکسار یہ عقیدت دیکھ کر حیران رہ گیا۔

پھر ایک اور عجیب نظارہ دیکھا جس دن حضور عورتوں کی جلسہ گاہ میں خطاب فرما رہے تھے خاکسار باہر ڈیوٹی پر کھڑا تھا کہ دو بوڑھے سکھ میاں بیوی اُدھر آئے اور قنات کی طرف جانے لگے۔ خاکسار نے روکا کہ ادھر نہیں جانا تو کہنے لگے حضور کا دیدار کرنا ہے۔ میں نے کہا کہ ایک طرف ہو کر کھڑے ہو جائیں، حضور تقریر کر کے آئیں گے تو آپ دیکھ لیں۔ وہ کہنے لگے کب آئیں گے۔ میں نے کہا ایک گھنٹہ بعد تو وہ کہنے لگا پانچ منٹ بعد بس چلی جائے گی۔ ہم بہت دور کے گاؤں سے آئے ہیں اور آج آئے ہوئے تیسرا دن ہے لیکن حضور کو نہیں دیکھ سکے۔ آج نہ دیکھ سکے تو کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔ بڑی منت کرنے لگے اور اس طرح رونے لگے جس طرح بچہ روتا ہے اور پھر سکھ بیوی نے تو آگے بڑھ کر دیکھ لیا اور اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ کبھی دُور سے حضور کی طرف دیکھتی ہاتھ کپڑوں پر ملتی، کبھی ہاتھ حضور کی طرف کر کے پھر اُن کو چومتی۔ غرض خوشی کا عجیب اظہار تھا۔ پھر اس پچھتر سالہ بوڑھے سکھ کی نظر دُور سے حضور پر پڑ گئی۔ بہت فاصلہ تھا۔ اس نے ہاتھ باندھے جسم پر ہاتھوں کو مَلا اور خوشی سے بے قرار ہوا جاتا تھا۔ عجیب حالت تھی اس کی۔ کہنے لگا حضور کا دیدار ہو گیا ایک تمنا پوری ہو گئی، اب ہم مطمئن جا رہے ہیں ورنہ ساری زندگی حسرت رہتی۔ واہ! کیا شان ہے اللہ کے بندوں کی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک پر حاضر ہونے کا موقعہ ملا تو آقا کے قدموں میں کھڑے ہو کر وہی عہد کیا جو ہمارے آقا حضرت مصلح موعودؓ نے کیا تھا کہ میرے آقا آپ کی سچائی پر اتنا ایمان ہے کہ اگر ساری دنیا بھی آپ کا ساتھ چھوڑ دے تو میں انشاء اللہ خواہ میرے جسم کے ٹکڑے بھی کر دیے جائیں، آپ کی تصدیق کرتا چلا جاؤں گا اور آپ کے مشن کو لے کر دنیا میں نکلوں گا۔ پھر اس خواب سے واپسی ہوئی۔ چند دنوں بعد خواب میں حضرت مسیح موعودؑ کا خط خاکسار کے نام آیا جو ساری رات خاکسار پڑھتا رہا۔ صبح اٹھا تو خط کے دوسرے الفاظ ذہن میں نہ تھے لیکن خط کے درمیان میں بڑے حروف میں درج تھا

**"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"**

خط کے اوپر خاکسار کا نام درج تھا اور نیچے درج تھا "خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی"۔

یہ تمام نظارے اور جلسہ سالانہ قادیان دیکھنے کے بعد دل اس یقین سے بھر گیا کہ انشاء اللہ عظیم الشان فتح کے ساتھ واپسی ہوگی اور استقبال کے لیے ساری قوم آئے گی۔ یہ فیصلہ آسمان پر ہو چکا ہے۔ اللہ ہمیں یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی توفیق دے ——— آمین

# قرآن کریم — جامع کتاب

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے ٭ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

قرآن کریم ایک ایسی جامع کتاب ہے جو کہ یقینی طور پر کلام اللہ کہلا سکتی ہے۔ فی زمانہ کوئی دوسری کتاب کلام اللہ نہیں کیونکہ ان میں انسانی کلام بھی شامل ہے۔ مگر قرآن کریم اول تا آخر کلام اللہ ہے۔ جب سے یہ بابرکت کتاب نازل ہوئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک جُوں کی تُوں ہے۔ نہ ایک لفظ کم ہوا ہے نہ زیادہ، اس کی زیر و زبر تک محفوظ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت اپنے ذمّہ لی ہے جیساکہ وہ فرماتا ہے "یقیناً ہم نے اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔" قرآنِ مجید کا علم حاصل کرنا اس لیے ضروری ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ کلام ہے اور بنی نوع انسان کی ہدایت کا موجب ہے۔ قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کے بعد ہی انسان خدا نما بن سکتا ہے اور یہ وہ مقام ہے جس پر پہنچنے کے بعد انسان رُوحانیت کے سب سے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اور یہی وہ مقام ہے جس پر پہنچنے والوں کے وجود سے دنیا جنّت بن جاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ مجید کی تلاوت پر بہت زور دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید کو کثرت سے پڑھا کرو کیونکہ قیامت کے دن قرآن اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفیع بن کر آئے گا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: سنو! خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کریم کے سات سو احکام میں سے ایک حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ قرآن کریم ایسی واحد آسمانی کتاب ہے جسے دنیا میں کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔ قرآن کریم صرف کاغذوں پر ہی نہیں بلکہ سینوں میں بھی محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین ؎

## اقوالِ زرّیں

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا**

◎ بہتر وہ ہے جو قرآن مجید سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے

◎ جس کو قرآن مجید کا کچھ حصّہ بھی یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے

**حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا**

◎ جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے

◎ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو، نہ معلوم کس راہ سے قبول کیے جاؤ

**حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا**

◎ اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔ ہر وقت دُعا میں لگے رہو۔

◎ اپنی طاقتوں اور عمر کے ایام کو غنیمت سمجھو۔

**حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا**

◎ لالچ اور حرص کو کبھی اپنے قریب بھی مت آنے دو اور ہمیشہ احمدیت کو پھیلانے کی جد و جہد کرتے رہو۔

◎ نماز کے بغیر اسلام کوئی چیز نہیں۔

**حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا**

◎ میں سب بچوں کو تاکید کرتا ہوں کہ ہمیشہ سچ بولیں اور سچائی کو بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑیں۔

**حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا**

◎ ہم اپنے دکھوں کو دعوت الی اللہ کے ذریعہ ہی دُور کر سکتے ہیں

◎ اُونچا وہی ہے جو تبلیغ میں اُونچا ہے۔

## دینی معلومات

سوال: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے کتنے صفاتی نام بیان ہوئے ہیں؟

جواب: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ۱۰۴ صفاتی نام بیان ہوئے ہیں۔ مثلاً رحمٰن، رحیم، ربّ، مالک ....

## حدیث یاد کرنے والے بچوں کے نام

نبیلہ ھما ـــــ انیلہ حِنا ـــــ نویل احمد

انس احمد ـــــ فریدہ رانا ـــــ سعدیہ رانا

حماد احمد ـــــ عظیم راشد ـــــ ثریّا خان

رضاء الحق ـــــ ابراہیم انور ـــــ حسنات احمد

اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰۃُ الْمُسْلِمِ

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے

حدیث یاد کرنیوالے بچوں کے نام اگلے شمارہ میں شائع کئے جائیں گے۔

# ایک مخلص

# داعی الی اللہ کی شہادت

ہمارے ایک نہایت ہی مخلص احمدی دوست مکرم محمد اشرف صاحب مہر آف جھلہن ضلع گوجرانوالہ کو بعمر ۳۵ سال مورخہ ۱۶ ردسمبر ۱۹۹۲ء کو رات گیارہ بجے دو نامعلوم افراد نے گولیاں مار کر شہید کر دیا

اِنّا لِلّٰہ وانّا الیہ راجعُون

## خاندانی پس منظر

مرحوم جھلہن گاؤں کے پاس ٹھٹھہ راجیاں کے رہنے والے تھے۔ اور پانچ سال سے جھلہن جو کہ حافظ آباد سے ۱۰ کلومیٹر بھرٹی شاہ رحمٰن کے ساتھ واقع ہے میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ بڑا بچہ میٹرک میں پڑھ رہا ہے۔ آپ اپنے گھر میں اکیلے احمدی تھے لیکن اللہ کے فضل سے اہلیہ اور بچے مخلص احمدی ہیں۔

## جماعتی پس منظر

ان کا بیعت کا واقعہ بہت ایمان افروز ہے۔ بیعت سے قبل یہ لٹریچر اور احمدی احباب سے مل کر وفات مسیح کے قائل ہو گئے۔ اس بناء پر گاؤں والوں نے ان پر توہینِ مسیح کا مقدمہ دائر کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں تو احمدی نہیں۔ لیکن گاؤں والوں نے کہا کہ نہیں تم قادیانی ہو۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے پھر میں احمدی ہوں۔

۱۹۸۴ء میں بیعت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص اور ایمان میں غیر معمولی برکت دی اور یہ بہت بعد میں آنے کے باوجود سب سے آگے نکل گئے انہوں نے اپنی زندگی عملاً حضور کے ارشاد کے ماتحت ایک داعی الی اللہ بن کر گزاری۔ ان کا اوڑھنا بچھونا ہی احمدیت بن گئی۔ وہ ایک میڈیکل یونٹ میں بطور نائب قاصد ملازم تھے لیکن ہر وقت انہیں تبلیغ کی دُھن سوار رہتی تھی۔ کئی حوالہ جات زبانی ازبر تھے اور ہر وقت حوالہ جات کی نوٹ بک ان کی جیب میں ہوتی تھی۔ وہ احمدیت کے لئے غیرت رکھنے والے نہایت نڈر اور مخلص خادم تھے۔ اور اسی بناء پر گاؤں میں ان کی مذہبی مخالفت بھی تھی۔

کئی دفعہ گاؤں کے لوگوں نے انہیں دھمکیاں بھی دیں کہ ہم اس گاؤں میں "احمدیت کا بوٹا" (پودا) نہیں لگنے دیں گے لیکن گاؤں میں اکیلا گھر ہونے کے باوجود وہ ہمیشہ اپنے نیک نمونہ کی وجہ سے علاقہ بھر کے لئے ایک دعوت بنے رہے اور ہر مخالفت کا بڑی ہمت اور جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ چنانچہ ان کی اولاد بھی باوجود چھوٹی عمر کے نہایت ہی مخلص احمدی ہے مرحوم شہادت سے قبل قائد مجلس جھلہن اور نگران حلقہ مانگٹ اونچہ برائے وقف نو تھے۔ اور یہاں ارد گرد کی جماعتوں کے لئے ایک روشن نمونہ تھے۔ ضلع یا مرکز میں کوئی بھی تقریب ہوتی تو یہ بہت شوق سے اس میں ہوتے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے عشق کی حد تک پیار تھا۔

## شہادت کا واقعہ

ان کی شہادت کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ یہ میڈیکل یونٹ چٹان والی نزد بھرٹی شاہ رحمٰن میں ملازم تھے کہ ایک نوجوان جس کی عمر اندازاً ۱۷۔۱۸ سال کی تھی دوائی لینے کے لئے مورخہ ۱۵ ردسمبر ۱۹۹۲ء کو آیا۔ اور ڈاکٹر کو دکھایا کہ مجھے یہ تکلیف ہے۔ اُس نے اپنا نام غلام احمد بتایا تو ڈاکٹر نے کہا کہ ہمارے یہ ملازم اشرف صاحب احمدی ہیں۔ آپ کا نام بھی احمدیوں والا لگتا ہے۔ اس نے جھجکتے ہوئے کہا کہ ہاں میں بھی احمدی ہوں۔

مرحوم اشرف صاحب اس نوجوان سے ملے اور اس کے بعد اس کو لے کر گاؤں بھرٹی شاہ رحمٰن میں ایک اور مخلص دوست سلطان احمد کے پاس گئے اور کہا کہ یہ احمدی نوجوان ہیں۔ اور سکھیکے سے آئے ہیں سلطان احمد صاحب چونکہ پرانے احمدی ہیں اور تحصیل حافظ آباد کے تمام احمدی احباب کو جانتے ہیں۔ سکھیکے میں اس نام کا کوئی احمدی نہیں تھا۔ سلطان احمد صاحب نے کہا کہ تم سکھیکے گاؤں کے نہیں۔ کیا ساتھ والی کالونی میں رہتے ہو تو اُس نے کہا کہ ہاں میں کالونی کا ہی ہوں۔ اُس کے بعد ملزم نے کہا کہ میں یہاں سے اپنے ایک شیعہ دوست کے پاس نواحی گاؤں رتہ میں جا رہا ہوں۔ بہرحال مرحوم اشرف نے اُسے گرم جوشی سے رخصت کیا۔ ملزم نے جاتے ہوئے کہا کہ میں آپ کے گھر آؤں گا۔ مرحوم نے اُسے دعوت دی کہ تم گوجرانوالہ جانے سے پہلے مجھ سے مل کر جانا۔

۱۶ ردسمبر ۱۹۹۲ء کو مغرب کی نماز کے وقت وہ ملزم اپنے ایک دوست کیساتھ گاؤں میں مرحوم کے گھر پہنچا۔ مرحوم نے انہیں کھانا پیش کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم ابھی نہیں کھائیں گے۔ ایک گھنٹہ کے بعد عشاء کی نماز کے بعد انہوں

نے کھانا کھایا اور اس کے بعد وہ دونوں گھر سے باہر نکل گئے۔ اور دو گھنٹے کے بعد رات گیارہ بجے کے قریب گھر واپس آئے۔ مرحوم کی والدہ نے دروازہ کھولا اور یہ دونوں اندر آگئے۔ مرحوم نے ان کے لئے چارپائیاں بچھائیں اور یہ دونوں سو گئے۔ مرحوم خود اور تین بچے اُسی کمرے میں زمین پر سو گئے۔ آدھے گھنٹے کے بعد جب مرحوم اور بچے سو گئے تو ملزموں نے ان کے چہرے پر فائر کردیئے اور بھاگ گئے۔ مرحوم چند قدم ان پیچھے بھاگے اور باہر کے دروازے کے پاس گر گئے اور جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ ملزم وہاں سے فرار ہو کر روپوش ہو گئے اور ابھی تک لاپتہ ہیں۔

شہادت کے بعد ان کی اولاد نے بہت ہی اچھا نمونہ دکھایا۔ جب یہ شہید ہو گئے تو ان کے بڑے بچے اشتیاق احمد بعمر 15 سال نواحی گاؤں بھڑی شاہ رحمان میں احمدی احباب کو بتانے کے لئے گئے کہ میرے والد شہید ہو گئے ہیں تو وہ دوست رونے لگے۔ اس پر بچے نے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں ہم تو خوش قسمت ہیں کہ ہمارا باپ شہید ہو گیا ہے۔ ان کی بیوہ اور بچوں نے جہاں صبر کا نمونہ دکھایا وہاں جرأت کا بھی مظاہرہ کیا۔ چونکہ یہ اپنے گھر میں اکیلے احمدی تھے اس لئے ان کے برادری بھائیوں نے کہا کہ ہم نے یہاں دفنانا ہے۔ لیکن ان کے بچوں نے کہا کہ ہمارے والد نے وصیت کی تھی اس لئے ہم ربوہ میں دفنائیں گے۔ چنانچہ رات 17.12.92 کو پوسٹ مارٹم کے بعد ½8 بجے جلہن میں مرحوم کا جنازہ پڑھا گیا جس میں ارد گرد کے احمدی احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ لگ بھگ 400 افراد جنازے میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جنازہ تدفین کے لئے ربوہ لایا گیا۔

مرحوم نے دو تین ماہ قبل اپنی اور اہلیہ کی وصیت کی تھی اور شرط اوّل ادا کردی تھی اور اعلان وصیت کا چندہ بھی ادا کر دیا تھا۔ لیکن ابھی مقامی مربی صاحب کے پاس ہی کاغذات تھے کہ مرحوم شہید ہو گئے۔

مرحوم نے اپنے چار بچے وقف کئے تھے۔ دو بڑے بچے واقف زندگی ہیں دو بچے چھوٹے ایک بچی اور بچہ وقفِ نو میں شامل ہیں۔ مرحوم نے اپنے گھر کے ایک کمرے میں بیت الذکر بنائی ہوئی تھی اور اس کے اوپر مربی ہاؤس بنایا تھا۔ مرحوم اپنے اہل خانہ کے ساتھ باقاعدگی سے نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ اور اپنے بچوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم پر بھی بہت توجہ دیتے تھے۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ۱۸ دسمبر ۹۲ء کے خطبہ جمعہ میں مرحوم کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ایک داعی الی اللہ کا ذکر آپ کے سامنے کرتا ہوں جن کی شہادت کی آج اطلاع ملی ہے۔ گوجرانوالہ کے ہمارے ایک داعی الی اللہ تھے۔ ان کا نام محمد اشرف صاحب مہر آف جلہن ضلع گوجرانوالہ ہے ۱۹۸۴ء میں یہ خود احمدی ہوئے۔ نوجوانی کے عالم میں یعنی زیادہ عمر نہیں تھی اور بہت جلدی احمدیت میں ترقی کی۔ دعوت الی اللہ کا جنون تھا جو ان کے سر پر سوار تھا۔ مجھ سے بہت گہرا ذاتی محبت کا تعلق تھا۔ ہماری آپس میں خط وکتابت تھی اور بڑی دیر سے مجھے لکھ رہے تھے کہ میں تو جان ہتھیلی پر لئے پھرتا ہوں۔ سارا علاقہ جان کا دشمن ہے اور خون کا پیاسا بنا ہوا ہے سوائے اپنے گھر کے یعنی میری بیوی اور بچوں کے برادری میں کوئی بھی میرا نہیں رہا لیکن مجھے کوڑی کی بھی پرواہ نہیں۔ میں تو اس کام میں مگن ہوں اور دن رات ان کا یہی پیشہ تھا۔ ان کے اوپر کل رات نہایت ہی بزدلانہ اور کمینہ حملہ ہوا۔ پیرا میڈیکل کوئی تنظیم ہے وہ چونکہ اس میں نائب قاصد تھے۔ ڈاکٹری کا کسی حد تک علم رکھتے تھے تو ایک نوجوان مریض بن کر آیا اور اس نے کہا کہ میں پھر دوبارہ آپ کے پاس آؤں گا۔ وہ پھر اپنے ساتھ ایک اور آدمی کو لے کر ان کے گھر آگیا اور ایک آدمی کا جھوٹا پتہ دیا اور ان کی حالت یہ تھی کہ کوئی ان کی بات سنتے تو اس پر فدا ہو جایا کرتے تھے۔ اس شخص نے صرف اتنا کہا کہ میں بھی ایک قسم کا یعنی چھپا ہوا سا احمدی ہوں۔ اسی پر وہ اُس پر واری ہونے لگے۔ ایک اور احمدی دوست سے ملانے کے لئے ایک دوسرے گاؤں لے گئے۔ اس کو علم تھا کہ جس جگہ کا یہ بتاتا ہے وہاں اس نام کا کوئی احمدی نہیں۔ اس نے جب اس کو پکڑا تو اس نے کہا نہیں میں ساتھ کی ایک جگہ کا ہوں۔ بہرحال اپنی معصومیت میں اور تبلیغ کے جوش میں اس سے کہا کہ ہاں پھر بھی آنا تو وہ دوبارہ اپنے ساتھ ایک اور شخص کو لے کر آیا رات کو انہوں نے بڑے خلوص اور محبت سے اس کے لئے چارپائیاں بچھائیں۔ کھانے کا کہا۔ انہوں نے کہا نہیں ابھی ٹھہر کر۔ پھر ان دونوں نے پیٹ بھر کر ان کے ہاں کھانا کھایا اور رات سوتے میں یعنی ایک دو گھنٹے کے بعد ہی سر پر اور چہرے پر پستول سے فائر کئے اور ان کے بچے پر بھی۔ اور جب تک خون گرم تھا یہ اس کے پیچھے دروازے تک بھی بھاگے لیکن وہاں جاتے ہی گرے اور دم توڑ دیا لیکن جو زخمی بچہ تھا وہ بچ گیا۔ ان کی اہلیہ بھی بڑی بہادر اور خدا کے فضل سے بالکل نڈر داعی الی اللہ ہیں۔ ان کے بچوں کا بھی یہی حال ہے۔ اسی وقت والدہ نے بچے کو دوڑایا کہ ساتھ کے گاؤں میں جہاں وہ ان دو بدبختوں میں سے ایک کو ساتھ لے کر گئے تھے جا کر اطلاع کرو۔ جب اُس بچے نے اطلاع دی تو وہ سارے پھوٹ پھوٹ رونے لگے تو شہید کا بیٹا ان کو تسلی دلا رہا تھا۔ کہتا ہے آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ میرا باپ تو نیک انجام کو پہنچا ہے۔ بڑا بہادر آدمی تھا۔ ہمیں اس بات کی کوئی فکر نہیں ہے۔ خدا ہمارا والی ہے اور میری والدہ بھی اس معاملہ میں بڑی خوش ہے کہ خدا کی چیز خدا کی امانت خدا کو پہنچی اور بہادری کے ساتھ وفا کے ساتھ اس نے سچائی پر جان دی ہے تو ایسے ایسے داعی الی اللہ بھی ہیں جو جان پر کھیل جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ

ع حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

## اخراج از نظام جماعت

ضیاء الدین صاحب ولد مکرمی جلال الدین صاحب ساکن GRAN-NATENSTR.33, 1000 BERLIN 51. کو اخلاق سے گری ہوئی حرکات کے پیش نظر نظام جماعت سے اخراج کی سزا دی گئی ہے۔ احباب جماعت اُن کی بُری صحبت سے بکلی پرہیز فرمائیں۔

پاکستان کا پتہ :۔ مکان نمبر ۲۲۸ محلہ سلطان والا۔ جھنگ صدر۔

(محمد داؤد ـــــــ نیشنل سیکرٹری امور عامہ جرمنی)

## اعلان نکاح

مکرم محمد احمد صاحب انورؔ ایم اے کی بیٹی عزیزہ نبیلہ یاسمین انور کا نکاح مکرم حافظ مبارک احمد صاحب .B.S.C ابن مکرم بشارت احمد صاحب آف کوئٹہ کے ہمراہ بعوض ۱۵ ہزار مارک مکرم و محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے بمقام مسجد مبارک ربوہ ۲۵ جنوری ۱۹۹۳ء کو پڑھا۔

احباب جماعت کی خدمت میں اس رشتہ کے دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت اور ثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(ادارہ)

## شادی خانہ آبادی

مکرم عبدالغفور صاحب بھٹی صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کی بیٹی عزیزہ لُبنیٰ غفور بھٹی صاحبہ کی تقریب رخصتانہ ہمراہ مکرم مسعود ثاقب صاحب ابن مکرم عبدالوہاب صاحب مرحوم مؤرخہ ۱۴ فروری ۱۹۹۳ء کو عمل میں آئی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے باعث خیر و برکت فرمائے۔ آمین۔

ملک مسیح الدین شاہد ــــــــــــ جرمنی

## ولادت

- میرے پوتے عزیزم افتخار احمد کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۴ مارچ ۱۹۹۳ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ ازراہِ شفقت حضور اقدس نے بچی کا نام ثنئیہ احمد تجویز فرمایا ہے۔

چوہدری محمد لطیف ــــــــــــ ہائیڈل برگ

- مکرم انوار احمد صاحب شہزاد آف آفن باخ کو اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۹۲ء کو توام بچوّں سے نوازا ہے۔ بیٹے کا نام عدیل احمد شہزاد اور بیٹی کا نام سمیعہ شہزاد تجویز کیا گیا ہے نومولود بچگان میاں عبدالرزاق صاحب کے پوتا پوتی اور میاں کریم احمد صاحب کے نواسہ، نواسی ہیں۔
- مکرم محمد احمد صاحب ناصؔر کو اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ ۲۱ دسمبر ۹۲ء کو پہلی بچّی سے نوازہ ہے۔ نومولودہ کا نام حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت مدیحہ ناصؔر تجویز فرمایا ہے۔
- مکرم رانا نعیم احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ ۵ مارچ ۱۹۹۳ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام حضور انور ایدہُ اللہ نے ازراہِ شفقت وحید احمد رانا تجویز فرمایا ہے۔ بچہ مکرم رانا بشیر احمد مرحوم آف لاہور کا پوتا اور مکرم منظور الٰہی جنجوعہ صاحب کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں کو خادم دین نیک اور نافع الناس اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

## تقریب آمین

میرے بیٹے عزیزم اعزاز تنویر نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پونے چھ سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دَور مکمل کر لیا ہے۔

طارق محمود ملک ــــــــــــ ہنوور

میری بیٹی عزیزہ مریم صدیقہ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے بعمر ۶ سال قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔

بشیر احمد گورایہ ــــــــــــ ہنوور

میرے بیٹے عزیزم امتیاز احمد شاہین نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۵ سال کی عمر میں قرآن حکیم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔

بشر احمد شاہین ــــــــــــ ہاربرگ

میری بیٹی عزیزہ انیسہ گل نے ۷ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔

ادریس احمد ــــــــــــ بادنوہائم

- مکرم مبشر احمد صاحب شاہین (ہاربرگ) کے بیٹے عزیزم امتیاز احمد شاہین نے پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔
- مکرم محمد صادق ناصر صاحب (ایزرلون) کے بیٹے عزیزم زکی ناصر نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ۳ سال ۸ ماہ کی عمر میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔
- مکرم محمد اسحاق صاحب (ہمبرگ) کی بیٹی عزیزہ رابعہ اسحاق نے چار سال پانچ ماہ کی عمر قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔
- مکرم محمد ناصر سلیم صاحب (فیئرن ہائم) کے بیٹوں عزیزم محمد نعیم ناصر اور عزیزم محمد مسلم ناصر نے بالترتیب سات اور پانچ سال نو ماہ کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔
- مکرم ادریس احمد صاحب (بادناؤ ہائم) کی بیٹی عزیزہ انیسہ گل بعمر سات سال نے خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب بچّوں کو علومِ قرآنی سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے نیز دینی و دنیوی ترقیات کے مزید دروازے کھولے۔

## دُعائے مغفرت

مکرم عبدالرشید صاحب (EBERSTADT) آف ربوہ بعمر ۷۴ سال ۱۹ فروری ۱۹۹۳ء کو ہمبرگ کے ایک ہسپتال میں وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ۲۶ فروری ۱۹۹۳ء کو ناصر باغ گروس گیراؤ میں نماز جنازہ ہوئی۔ بعد ازاں میت تدفین کے لئے ربوہ روانہ کر دی گئی۔ احباب جماعت سے مرحوم کی بلندئ درجات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

عبدالباسط گردیزی ــــــــــــ گریس ہائم

## اعلان معافی

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مکرمی جمال قیصر صاحب ابن مکرم داؤد احمد صاحب ناصر آف DIETZENBACH کی سزائے اخراج از نظام جماعت معاف فرما دی ہے

محمد داؤد ــــــــــــ نیشنل سیکرٹری امور عامہ، جرمنی

# مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ مؤرخہ ۳۰ اپریل تا ۲ مئی بمقام ناصر باغ گروس گیراؤ منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز

اُمید ہے آپ اس میں شمولیت کے لئے تیار ہوں گے۔ یاد رہے کہ صدر جماعت اور لوکل امیر عہدے کے لحاظ سے اس کے ممبر ہیں۔ ان کے علاوہ ۲۰ ممبران پر ایک نمائندہ، ۲۱ سے ۱۰۰ ممبران پر ۲ نمائندگان، ۱۰۰ سے ۱۵۰ تک ۳ نمائندگان، ۱۵۰ سے ۲۰۰ تک ۴ نمائندگان و علیٰ ھذا القیاس۔

اُمید ہے کہ جملہ صدر صاحبان نے قواعد و ضوابط کے مطابق مقررہ تاریخ ۳۱ مارچ تک نمائندگان کا انتخاب کروا کر مرکز ارسال کر دیا ہوگا یا کر رہے ہوں گے۔

نمائندگان مجلس شوریٰ جماعتی نظام میں بہت معزز مقام رکھتے ہیں۔ اسی لئے ان کا مخلص، صائب الرائے اور اسلامی شعار (مثلاً داڑھی وغیرہ) کا پابند ہونا ضروری ہے۔ یہ نمائندگان ایک سال تک کے لئے ہوتے ہیں۔ ان کا مجلس شوریٰ سے بلا وجہ یا بغیر اجازت غیر حاضر ہونا قابل تعزیر ہے۔

ممبران کو مجلس شوریٰ میں پوری تیاری کے ساتھ آنا چاہیئے۔ ممبران اپنے وقت کا خیال رکھیں۔ کہ جو بات کہی جائے مختصر مگر جامع ہو اور اگر کسی دوسرے ممبر نے وہ بات کہہ دی ہو تو دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ بہتر ہوگا کہ نمائندگان جرمن زبان جانتے ہوں۔ تاکہ ہماری یہ کوشش کہ ملکی زبان میں کاروائی ہو زیادہ سے زیادہ کامیاب ہو سکے۔ مجلس شوریٰ سے بغیر اجازت جانا بھی منع ہے۔

کیونکہ مجلس شوریٰ کے موقع پر سب کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں۔ اس لئے ان کے لئے مناسب دوستوں کا نام تجویز کرنا انتہائی ضروری ہے۔ لیکن بغیر ضرورت نام پیش کرنا بھی مناسب نہیں۔

(عبدالشکور اسلم خاں ——— سیکرٹری مجلس شوریٰ)

# ضروری اعلان

۱۸۹۴ء میں مہدی موعود کی صداقت کے طور پر چاند اور سورج گرہن کا نشان ظہور میں آیا تھا۔ آئندہ سال ۱۹۹۴ء میں جب صداقت کے اس نشان پر سو سال مکمل ہو رہے ہیں بعض تقریبات اور پروگرام زیرِ غور ہیں اس ضمن میں اگر کسی کے علم میں جرمنی میں کوئی احمدی ASTRONOMER (ماہر فلکیات) ہوں تو براہ کرم جماعت کے نیشنل شعبہ تبلیغ کو ان کے نام اور ایڈریس سے مطلع فرمائیں۔

اسی طرح اگر کسی کے ذہن میں ۱۹۹۴ء کے سال کو سورج اور چاند گرہن والے نشان کے حوالے سے بہتر طور پر منائے جانے کے سلسلہ میں کوئی تجویز ہو تو اس سے بھی مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔

(مقصود الحق ——— نیشنل سیکرٹری تبلیغ)


## خوشخبری

گوگو گھشینگ والوں کی جانب سے ایشین بہن بھائیوں کیلئے

فرینکفرٹ میں

معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کی

دوسری بڑی دُکان

رائل جیولرز

یہاں پر آپ پرانے زیورات کو نئے زیورات میں تبدیل کروا سکتے ہیں

اس کے علاوہ ۲۴ کیریٹ گولڈ میں آپ چوڑیاں بھی تیار کروا سکتے ہیں

نیز اپنی تاریخ پیدائش کے مطابق ہیرے جواہرات بھی دستیاب ہیں

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

**ROYAL JEWELLERS**

Klingerstr. 9, (between A.O.K. & C&A

6000 Frankfurt am Main1

Tel. (0 69) 28 70 41 & 81 52 15 Fax (0 69) 642 59 38



DAS

## انشورنس

## احباب توجہ فرمائیں

اقتصادی ترقی کے اس جدید دور میں نظام انشورنس ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ بزنس ہو یا اس معاشرے میں کام کرنے والا ایک فرد۔ انشورنس دونوں سطحوں پر معاشی تحفظ فراہم کرتی ہے۔ کونسی انشورنس پالیسی آپ کو کیا تحفظ فراہم کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں میری پیشہ وارانہ رائے آپ کو ایک بہتر فیصلہ پر پہنچنے میں مدد دیگی۔ میں D.A.S. انشورنس کمپنی کا ایک تربیت یافتہ مستقل نمائندہ ہوں۔ میری پیشہ وارانہ خدمات آپ کے لئے حاضر ہیں۔ ہر طرح کی انشورنس کیلئے رابطہ کریں۔

SHAHID ABBASI

EMDENER STR 25,

6230 F.F.M. 8.

TEL.- 069 387673

Wir wollen, daß Sie ganz sicher sind

فرینکفرٹ میں

معیاری سونے کے

اعلیٰ زیورات کا مرکز

جی ہاں ! آپ قطعی طور پر پریشان مت ہوں اس لئے کہ

INDIAN CORNER

گروسری

اور

تازہ سبزیاں

دستیاب ہیں

WESER STR. 11

6000 F/M-1

ہمارے ہاں ہر قسم کے سونے کے خوبصورت زیورات

ہر وقت تیار مل سکتے ہیں اور ٹوٹے ہوئے زیورات کی تسلی بخش

مرمت بھی کی جاتی ہے نیز

پرانا زیور دے کر تیار زیور بھی آپ خرید سکتے ہیں

ہمارا نصب العین

ایمانداری اور خوش اخلاقی

*Indian Jewellers Corner*

WESERSTRASSE 11, 6000 FRANKFURT M/1

☎ 069-25 15 81

TOP STOFF

سوٹ

ساڑھیاں

اور خوبصورت کپڑے کی دکان

کپڑا خریدنے

کیلئے تشریف لائیں

KAISER STR. 64

KAISER PSG. 23

6000 F/M

فرینکفرٹ میں آپ کا جانا پہچانا نام

ASC 1974 The Quality Sweet Manufacturers

اکمل سوئیٹ سینٹر

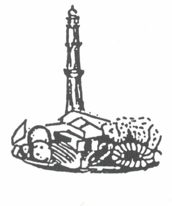

پستہ کی برفی — رس گلے — سموسے پکوڑے — بالوشاہی — لڈو، برفی — لڈو موتی چور

شامی کباب — شکر پارے — نمک پارے — میسو، جلیبیاں — گلاب جامن — بادام کی برفی

نیز کچے سموسے بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں

**AKMAL** *SWEET CENTRE*

Kaiserstr. 53, 6000 Frankfurt am Main 1

Telefon (0 69) 23 48 47 & 55 63 94

حاجی محمد اکمل

# اِس تاریکی کے زمانہ کا نُور مَیں ہوں

اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ۔ اور جو لوگ پورے زور سے اُس کی طرف دوڑتے ہیں اُن کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔
سو مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہُنر سے اُس نعمت سے کامل حصّہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سیّد و مولیٰ، فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اُس پیروی سے پایا۔ اور مَیں اپنے سچّے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجُز پیروی اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصّہ پا سکتا ہے۔"

**حقیقۃ الوحی صفحہ ٦٢**

اس تاریکی کے زمانہ کا نُور مَیں ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ اُن گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اُس نے بھیجا ہے تاکہ مَیں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کیطرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کردوں۔ اور مجھے اُس نے حق کے طالبوں کو تسلّی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رُو سے صادق کی شناخت کے لئے اصل معیار ہے۔ میرے پر کھولے ہیں۔ اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔"

**مسیح ہندوستان میں صفحہ ١٣**

وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامُور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اُس کو دور کر کے محبّت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچّائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صُلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچّائیاں جو دُنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں اُن کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی اُس کا نمونہ دکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو اِنسان کے اندر داخل ہو کر توجّہ یا دُعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہے حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے اُن کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شِرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اَب نابود ہو چکی ہے اُس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوّت سے نہیں ہوگا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خُدا ہے۔"

**لیکچر لاہور صفحہ ٤٤**

Herausgeber (Publisher): Falah-ud-Din Khan · Hanauer Landstr. 50 · 6000 Frankfurt am Main 1
Tel./Fax: (069) 4990658 · Telegr.-Adr.: »Islam« Frankfurt/M.